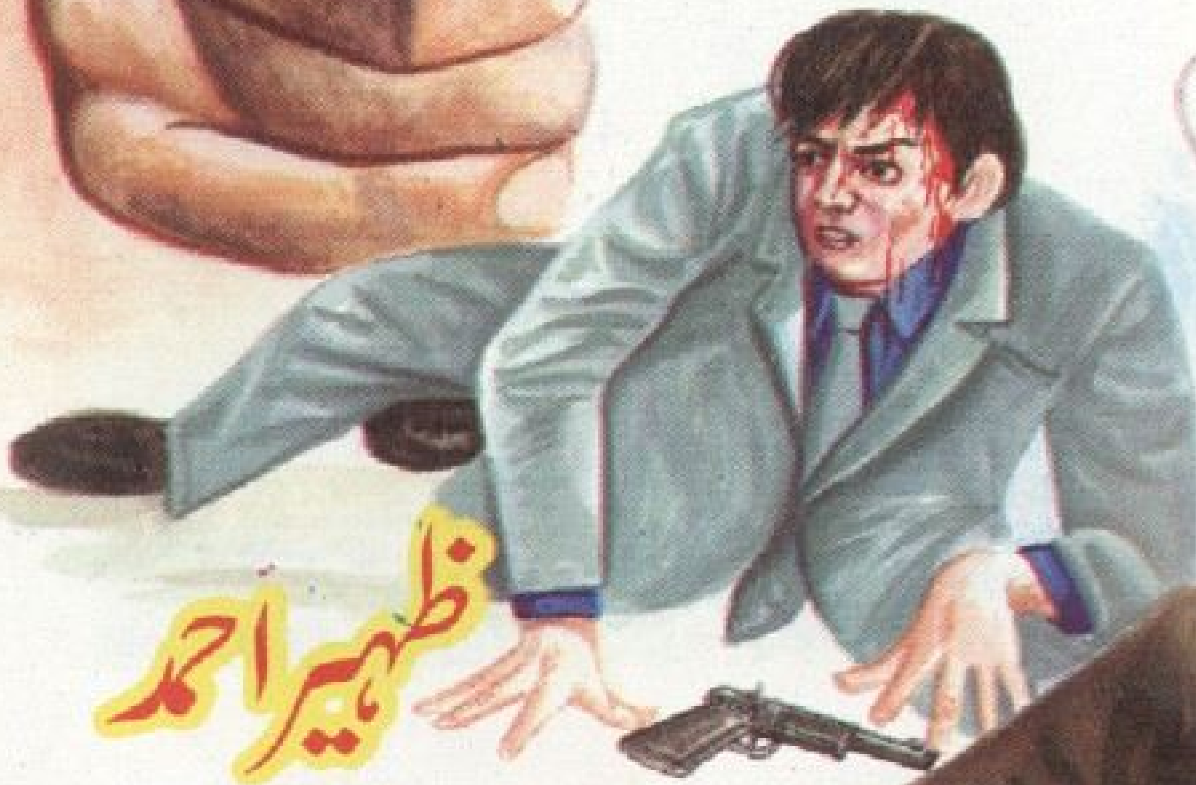
عمران سیریز

گینگ وار





ظہیر احمد

عمران سیریز

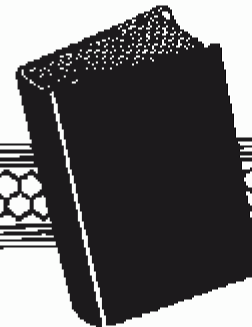
گینگ وار

مکمل ناول

ظہیر احمد

یوسف برادرز
الحمد مارکیٹ
اردو بازار
لاہور
Mob: 0300-9401919

ناشر ———— محمد یوسف قریشی
اہتمام ———— محمد بلال قریشی
قانونی مشیران ——— غلام مصطفےٰ قریشی ملتان
———— ملک محمد اشرف لاہور
طابع ———— پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور
قیمت ———— 120/- روپے



سرِ راہ

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ظہیر احمد صاحب کا نیا ناول ’’گینگ وار‘‘ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں جب آپ موٹر وے پر سفر کے لئے نکلتے ہیں تو چند لمحوں کے لئے آپ کو ٹال پلازہ پر رکنا پڑتا ہے۔ یہ سرِ راہ بھی ٹال پلازہ ہے لیکن گھبرایئے نہیں یہ ٹال پلازہ فری ہے۔ یہاں آپ کو ٹوکن لینا ہے نہ فیس دینی ہے۔ بس چند لمحوں کے لئے رکنا ہے۔ سرِ راہ پڑھئے اور پھر ناول کے سحر میں کھو جائیں جو اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ آپ کو اپنے حصار میں یوں جکڑ لے گا کہ آپ اسے شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر رہ نہیں سکیں گے۔

ظہیر احمد کے سابقہ ناول ’’گریٹ ایجنٹس‘‘ کے بارے میں ہم نے لکھا تھا کہ آپ نے ظہیر احمد کے بہت سے ناول پڑھے ہوں گے لیکن یہ ناول ان سب سے جدا ہے۔ اس کا اپنا ہی لطف اور مزہ ہے۔ اس ناول کو پڑھنے کے بعد آپ کہہ اٹھیں گے کہ عرصہ دراز کے بعد ایک بہترین ناول پڑھنے کو ملا۔ ہماری اس بات میں کتنی صداقت تھی۔ آیئے اس بات کی تصدیق آپ کے ارسال کردہ خطوط سے کرتے ہیں۔

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے ڈاکٹر غلام ربانی لکھتے ہیں۔ آپ کا شائع کردہ ناول ’’گریٹ ایجنٹس‘‘ پڑھا۔ ناول پڑھنے کے بعد کافی دیر تک

یقین جانئیں ہماری طرح جو بھی آپ کی کتب دیکھتا تھا اس کے چہرے پر بے پناہ خوشی ہوتی تھی۔ آپ جلدی جلدی عمران سیریز اور بچوں کی کہانیاں شائع کیا کریں۔ ایک گزارش ہے کہ ناول سمورائی میں مزاح بالکل نہیں تھا۔ مزاح کے بغیر تو عمران سیریز نامکمل ہے۔ پلیز مزاح پر دھیان دیں''۔

محترم مدثر حسین اور شکرا اللہ صاحبان۔ آپ کے خلوص کا بے حد شکریہ۔ آپ کی دعاؤں کی بدولت ہی ہم دوبارہ آپ کی خدمت کے قابل ہوئے ہیں۔ ہم اللہ تعالٰی کے بے حد شکر گزار ہیں کہ اسی نے ہمیں یہ ہمت اور توفیق عطا کی۔ جہاں تک جلدی جلدی کتب شائع کرنے کا تعلق ہے تو اتنا تو آپ بھی جانتے ہیں کہ اچھے اور معیاری کام میں وقت تو لگتا ہے۔ ناول ''سمورائی'' میں واقعی مزاح کی کمی تھی اور اس کمی کی شکایت اور بھی بہت سے قارئین نے کی تھی۔ امید ہے آئندہ ناولوں میں شاہد محمود صاحب یہ کمی دور کر دیں گے۔ موجودہ ناول گینگ وار اور سپر ایجنٹ ڈریگن کے بارے میں آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

اب اگلے ماہ تک کے لئے اجازت دیجئے۔

والسلام

یوسف قریشی

فضا سڑک پر گھسٹنے والے ٹائروں کی تیز آواز سے گونج اٹھی اور پھر ایک جیپ سڑک کے کنارے پر پیدل چلتے ہوئے عمران کے قریب ایک جھٹکے سے آ رکی اور عمران بوکھلا کر یوں اچھل کر پیچھے ہٹ گیا جیسے جیپ اس پر چڑھی آ رہی ہو۔

''ارے، سوپر فیاض۔ تم یہاں۔ زہے نصیب۔ زہے نصیب۔ وہ آئے سڑک پر خدا کی قدرت، کبھی ہم سڑک کو اور کبھی ان کی جیپ کو دیکھتے ہیں''۔۔۔۔۔۔ عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور بڑھ کر زبردستی سوپر فیاض کے گلے لگ گیا۔

''الگ ہٹو۔ کیا کر رہے ہو''۔۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے اسے اس طرح گلے لگتا دیکھ کر بوکھلاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ فٹ پاتھ پر چلتے لوگ رک رک کر ان کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے اور وہ بے اختیار عمران کی اس احمقانہ حرکت پر مسکرا دیئے تھے۔

"معانقہ کر رہا ہوں پیارے۔ اتنے عرصے بعد ملے ہو۔ گلے لگ کر برسوں کا پیار جتا رہا ہوں۔" ـــــ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"بکو مت۔ یہاں کیا کر رہے ہو۔" ـــــ سوپر فیاض نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے جھینپ کر کہا۔

"کریلا گشت کر رہا تھا اور میں نے کیا کرنا ہے۔" ـــــ عمران نے کہا اور وہاں کھڑے لوگ بے اختیار ہنس پڑے۔

"کریلا گشت۔ یہ کریلا گشت کیا ہوتا ہے بھائی صاحب۔" ایک منچلے نے عمران کے قریب آتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"بھائی صاحب۔ وہ ہوتا ہے نا مٹر گشت کرنا۔ مجھے مٹر پسند نہیں ہیں۔ اس لئے میں اس کا نام بھی لینا پسند نہیں کرتا۔ مجھے کریلا اور وہ بھی نیم چڑھا بہت پسند ہے۔ اس لئے سوچا تھوڑا سا کریلا گشت بھی ہو جائے۔" ـــــ عمران نے اس کی طرف پلٹ کر اسے باقاعدہ سمجھاتے ہوئے کہا اور وہ نوجوان اور اس کے ساتھ کھڑے دوسرے افراد بھی کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"عمران۔" ـــــ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران۔ کون عمران۔ کہاں ہے عمران۔ اوہ برادر شاید یہ آپ کو کہہ رہے ہیں۔" ـــــ عمران نے احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اور پھر اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس نے اس سے کریلا گشت کا مطلب پوچھا تھا۔

"جی نہیں۔ میرا نام عمران نہیں عبدالقدوس ہے۔" ـــــ نوجوان نے کہا۔

"تو پھر چاچا جی۔ آپ کا نام شاید عمران ہے۔" ـــــ عمران نے ایک ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران۔ میری بات سنو۔ چلو میرے ساتھ۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔" ـــــ سوپر فیاض نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف گھماتے ہوئے کہا۔

"ارے سوپر فیاض فرام انٹیلی جنس۔ یہ تم ہو۔ اوہو۔ اور سناؤ کیا حال ہے۔ بھابھی بچے کیسے ہیں۔" ـــــ عمران نے اچانک اس انداز میں کہا۔ جیسے وہ سوپر فیاض کو اب پہچانا ہو۔ سوپر فیاض فرام انٹیلی جنس کا نام سن کر لوگ چونک پڑے تھے اور پھر تیزی سے ادھر ادھر ہو کر اپنے راستوں پر ہو لئے۔ ویسے بھی سوپر فیاض سول کپڑوں میں تھا اور اس کی جیپ بھی سرکاری نہیں تھی۔ ورنہ شاید وہاں کوئی نہ رکتا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا۔ یہ سب تمہارا نام سن کر اس طرح تتر بتر ہو گئے ہیں جیسے میں نے کسی انسان کے بجائے بھوت پریت کا نام لے لیا ہو۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"اپنا احمقانہ پن چھوڑو اور میرے ساتھ چلو۔" ـــــ سوپر فیاض نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا جیسے وہ مجبوراً عمران کی بکواس سن رہا ہو۔

’’کک۔ کہاں۔‘‘ ــــــــ عمران نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

’’گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں جیل میں نہیں لے جاؤں گا۔ چلو بیٹھو جیپ میں۔‘‘ ــــــــ سوپر فیاض نے بمشکل خود پر جبر کرتے ہوئے کہا۔

’’مگر میں کیوں بیٹھوں تمہاری جیپ میں۔ میں نے تو ابھی کریلا گشت شروع ہی کیا تھا۔‘‘ ــــــــ عمران نے کہا۔

’’تم بیٹھتے ہو یا نہیں۔‘‘ ــــــــ سوپر فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

’’ارے واہ۔ اچھا رعب ہے۔ وردی میں ہوتے ہو تب بھی رعب جھاڑتے ہو۔ اب بغیر وردی کے گھوم رہے ہو پھر بھی [illegible] جما رہے ہو۔ جاؤ نہیں بیٹھتا میں تمہاری جیپ میں۔ میں تم سے ناراض ہوں۔ ہاں۔‘‘ ــــــــ عمران نے روٹھی بیوی کی طرح منہ بناتے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھ باندھ کر منہ پھلا کر دوسری طرف کر لیا۔ جیسے وہ سچ مچ سوپر فیاض سے روٹھ گیا ہو۔

’’عمران۔ میری بات سنو پلیز۔‘‘ ــــــــ سوپر فیاض نے اسے اس طرح منہ پھلاتے دیکھ کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

’’پولیس کو بلاؤ یا فوج کو۔ اب میں تم سے کوئی بات نہیں کروں گا۔‘‘ ــــــــ عمران نے اسی طرح روٹھی بیوی کے انداز میں کہا اور دور کھڑے لوگ زور زور سے ہنسنے لگے۔ سوپر فیاض نے ان کی طرف گھور کر دیکھا تو وہ منہ بند کر کے بوکھلائے ہوئے انداز میں

ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

’’عمران۔ یہاں میرا تماشا نہ بناؤ اور چلو میرے ساتھ۔‘‘ سوپر فیاض نے غصے اور بے بسی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’ایک بار کہہ دیا سو بار کہہ دیا۔ نہیں جاؤں گی۔ نہیں جاؤں گی۔ اوہ۔ ارے۔ ہپ یہ میں کہہ رہا ہوں۔ ہاں۔ نہیں جاؤں گا۔ نہیں جاؤں گا۔ تم جاؤ یہاں سے۔‘‘ ــــــــ عمران نے نہیں جاؤں گی اور نہیں جاؤں گا کی اس قدر زبردست اداکاری کی کہ سوپر فیاض نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔

’’اب میں تم سے کیا کہوں۔‘‘ ــــــــ سوپر فیاض نے کہا۔

’’جو مرضی کہتے رہو۔ میں تمہاری سن ہی کب رہا ہوں۔‘‘ ــــــــ عمران نے کہا۔

’’عمران۔ میں بہت پریشان ہوں۔ پلیز یہاں تماشا نہ بناؤ اور چلو میرے ساتھ۔‘‘ ــــــــ سوپر فیاض نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں ایک شرط پر تمہارے ساتھ چلوں گا۔‘‘ عمران نے کہا۔

’’کون سی شرط۔‘‘ ــــــــ سوپر فیاض نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر یکلخت بل آ گئے تھے۔

’’مجھ سے سوری کرو اور یہاں میرے سامنے سو ڈنڈ نکال کر دکھاؤ۔‘‘ ــــــــ عمران نے کہا اور سوپر فیاض کی آنکھوں میں جیسے چنگاریاں سی بھر گئیں۔

"ہونہہ۔ جہنم میں جاؤ تم۔ تم سے تو واقعی بات کرنا ہی فضول ہے۔ خواہ مخواہ میں تمہارے پیچھے اپنا وقت برباد کر رہا ہوں۔" سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو میں نے کب کہا تھا کہ تم میرے پیچھے آؤ۔ میں اچھا بھلا کریا گشت کر رہا تھا۔ تم نے ہی زبردستی مجھ پر جیپ چڑھانے کی کوشش کی تھی۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"تم بیٹھتے ہو یا میں جاؤں۔" ــــــ سوپر فیاض نے نے جیسے آخری بار اس سے فیصلہ کن لہجے میں پوچھا۔

"چلو۔ تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کس شیخ حاتم طائی سے واسطہ پڑا ہے۔" ــــــ عمران نے کہا اور پھر وہ فٹ پاتھ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اسے فٹ پاتھ پر بیٹھتے دیکھ کر سوپر فیاض کا دل چاہا کہ وہ سچ مچ اپنا سر پیٹ لے۔

"میں نے تمہیں یہاں نہیں جیپ میں بیٹھنے کے لئے کہا تھا۔" سوپر فیاض نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور بے بسی تھی جیسے عمران کی اس حرکت کو وہ بمشکل برداشت کر رہا ہو۔

"جیپ میں بٹھانا چاہتے ہو تو اس کے لئے پورے سو ڈنڈ نکالنے ہوں گے نہ ایک کم نہ ایک زیادہ۔" ــــــ عمران نے ڈھٹائی سے کہا۔ سوپر فیاض چند لمحے غصے اور بے بسی سے اس کی طرف دیکھتا رہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور اچھل کر جیپ میں سوار ہو گیا۔

"ارے۔ ارے کہاں جا رہے ہو۔ رکو۔ مجھے تو ساتھ لے لو۔"

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی تھی۔ یہ دیکھ کر عمران بھاگ کر اور اچھل کر سائیڈ والی سیٹ پر آ بیٹھا۔

"توبہ۔ توبہ۔ بڑے کٹھور ہو۔ مجھے ظالم زمانے کی ٹھوکروں پر چھوڑ کر خود دم دبا کر بھاگے جا رہے تھے۔" ــــــ عمران نے بری طرح سے ہانپتے ہوئے کہا جیسے وہ میلوں دوڑ لگا کر آ رہا ہو۔

"تھوڑی دیر کے لئے تم سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔" ــــــ سوپر فیاض نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"سنجیدہ ہونے کا کیا فائدہ۔ تم نے کون سا مجھے ناشتہ کرانے کے لئے کسی سیون سٹار ہوٹل میں لے جانا ہے۔ سلیمان پچھلے کئی دنوں سے آبائی گاؤں گیا ہوا ہے۔ اپنے لئے سوکھا اور جلا ہوا ناشتہ بنا بنا کر تھک گیا تھا۔ سوچا چلو باہر چل کر کوئی غریب سا ہوٹل یا ڈھابہ تلاش کروں۔ اوپر سے تم آدھمکے۔ اگر تم نہ آتے تو میں کسی شاندار، سینکڑوں منزلوں والے ہوٹل کے نیچے ایک عظیم الشان ڈھابے میں بیٹھ کر ناشتہ کر رہا ہوتا۔" ــــــ عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے ناشتہ نہیں کیا اب تک۔" ــــــ سوپر فیاض نے اس سے پوچھا۔ وہ مسلسل جیپ سڑک پر دوڑائے لے جا رہا تھا۔

"کہاں۔ صبح آٹھ دس سلائس کھائے تھے مکھن کی چار ٹکیاں، ایک درجن ابلے ہوئے انڈے اور چھ سات چائے کے کپ ہی تو

لئے تھے۔ ہونہہ۔ یہ بھی ناشتہ ہوتا ہے بھلا۔'' ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خدا کی پناہ۔ تم انسان ہو یا جن۔ ایک درجن ابلے ہوئے انڈے اور اتنا سب کچھ نگل چکے ہو اور کہہ رہے ہو کہ ابھی تک تم نے ناشتہ ہی نہیں کیا۔ اس سے بڑھ کر اور تمہارا کیا ناشتہ ہو سکتا ہے۔'' سوپر فیاض نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ناشتہ تو میرا کھالہ جاد کرتا ہے۔ جتنا وہ خود تگڑا ہے اتنا ہی تگڑا وہ ناشتہ کرتا ہے۔ مرغ مسلم اور مٹن کی دو چار دیگیں تو وہ صرف چکھنے چکھانے میں ہی ہڑپ کر جاتا ہے۔ اور جب وہ ناشتہ کرنے پر آتا ہے تو ریسٹورنٹ کے مالکوں اور ملازموں کو اپنے لئے دوسرے ریسٹورنٹوں سے ناشتہ منگوانا پڑتا ہے۔'' ——— عمران نے کہا۔

''تم اپنے کھالہ جاد کی چھوڑو۔ پہلے میری سنو۔'' ——— سوپر فیاض نے قاسم کے ذکر پر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اتنی دیر سے تمہاری ہی تو سن رہا ہوں۔ مجھے ساتھ چلنے کے لئے کہہ رہے تھے۔ اب جیپ میں بٹھا کر سڑکیں ناپ رہے ہو۔ کہیں تم نے انٹیلی جنس کی نوکری چھوڑ کر شہر کی سڑکیں ماپنے کا کام تو نہیں سنبھال لیا۔ سوچ لو سڑکوں پر مین ہول بھی ہوتے ہیں اور پھر تم سوپر کم سوئپر زیادہ دکھائی دیتے ہو۔'' ——— عمران کی زبان چل پڑے تو پھر بھلا رکنے کا نام کیسے لے سکتی تھی۔

''تم ہر وقت میری جان کے پیچھے کیوں پڑے رہتے ہو۔ آخر دشمنی کیا ہے تمہیں مجھ سے۔ جب دیکھو مجھ پر ہوٹنگ کرتے رہتے ہو۔'' ——— سوپر فیاض نے جیپ سڑک کے کنارے ایک جھٹکے سے روکتے ہوئے اور اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔ اس کی بات سن کر عمران غور سے اسے دیکھنے لگا جیسے سوپر فیاض نے کوئی انوکھی بات کر دی ہو۔

''خدا کا خوف کرو سوپر۔ اپنے نہیں تو کسی راہ چلتے کے ہی کان پکڑ لو۔ اتنا جھوٹ توبہ توبہ۔ مجھے بھلا کیا ضرورت ہے تمہاری کسی گرل فرینڈ کے پیچھے پڑنے کی۔'' ——— عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ ان باتوں میں گرل فرینڈ کا ذکر کہاں سے آ گیا۔'' ——— سوپر فیاض نے چونک کر اور حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ابھی تو تم نے کہا تھا کہ میں تمہاری جان کے پیچھے پڑا رہتا ہوں۔ اب یہ جان، تمہاری کوئی گرل فرینڈ ہی ہو سکتی ہے۔ ویسے اس کا نام کیا ہے۔'' ——— عمران نے پہلے منہ بنا کر اور پھر اس کی طرف منہ کر کے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

''اترو۔ فوراً اترو جیپ سے۔ اتر جاؤ۔ ورنہ اب میں تمہیں سچ مچ شوٹ کر دوں گا۔ تم بے ہودہ، احمق اور بات کرنے کے قابل ہی نہیں ہو۔ اترو جیپ سے۔ فوراً اترو۔ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔ کوئی مدد نہیں چاہیے مجھے تمہاری۔'' ——— سوپر فیاض نے یکلخت بھڑکتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ سس۔ سوپر۔ تت تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا“۔۔۔۔۔ عمران نے سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے سوپر فیاض کے بھڑکنے کی وجہ سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔

”اترو۔ میں کہتا ہوں فوراً اتر جاؤ جیپ سے۔“۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے اور زیادہ غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”تت۔ تم تو مجھے کسی ہوٹل میں ناشتہ کرانے لے جا رہے تھے۔“ عمران نے بوکھلا کر کہا۔

”بھاڑ میں گئے تم اور تمہارا ناشتہ۔ فوراً جیپ سے نیچے اتر جاؤ۔ ورنہ۔“۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے اسی لہجے میں کہا۔

”ورنہ۔ ورنہ کیا۔“۔۔۔۔۔ عمران نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

”ورنہ میں تمہیں ہتھکڑیاں لگوا دوں گا۔ تمہیں شوٹ کر دوں گا۔“ سوپر فیاض نے غصے سے دھاڑتے کہا۔

”ہتھکڑیاں بھی لگواؤ گے اور شوٹ بھی کرو گے۔ یہ دونوں کام ایک ساتھ کرو گے یا الگ الگ۔“۔۔۔۔۔ عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اور سوپر فیاض غرا کر رہ گیا۔

”عمران۔ تم میرے غصے کو آواز دے رہے ہو۔ میں کہتا ہوں شرافت کے ساتھ جیپ سے اتر جاؤ۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔“۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے پیارے۔ میں نے ابھی تک کسی کو آواز

نہیں دی۔ دوسری بات جیپ میں میرے ساتھ تم بیٹھے ہو۔ پھر میں شرافت کے ساتھ کیسے اتر سکتا ہوں اور تیسری بات تم سے برا کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے برا انسان کوئی ہو ہی نہیں سکتا جو پہلے کسی بھوکے کو کھانا کھلانے کی بات کرے اور پھر۔“۔۔۔۔۔ عمران کہتے کہتے رک گیا۔

”اور پھر۔ اور پھر کیا۔“۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”اور پھر یہ کہ کھانا کھلانا ہی بھول جائے۔“۔۔۔۔۔ عمران نے اس انداز میں کہا کہ سوپر فیاض نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے جیپ آگے بڑھا دی۔

”نہ جانے آخر تم کب سدھرو گے۔“۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”جب تمہارا سر گنجا ہو جائے گا اور تمہارے سر پر کوے چونچیں ماریں گے۔“۔۔۔۔۔ عمران بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔

”گنجا ہو جاؤں گا۔ میں ۔ میں گنجا ہو جاؤں گا میں۔ بولو۔“ سوپر فیاض نے ایک بار پھر اسے تیز نظروں سے گھور کر کہا۔

”ظاہر ہے اس انسان نے گنجا ہی ہونا ہے جس کے سر پر دو صبح اور دو شام کو بھابھی کی جوتیاں پڑتی ہوں۔“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”بھابھی کی جوتیاں۔ کس بھابھی کی بات کر رہے ہو۔ کون ہے

میری بھابھی۔'' ــــــ سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہاری نہیں ۔ اپنی بھابھی کی بات کر رہا ہوں۔'' عمران نے کہا۔

''تمہاری بھابھی۔تمہاری کون سی بھابھی ہے۔تم تو اکلوتے ہو اور تمہاری کیسے بھابھی ہو سکتی ہے اور جو بھی ہے تمہاری بھابھی میرے سر پر جوتیاں کیوں مارے گی۔'' ــــــ سوپر فیاض نے اسی لہجے میں کہا۔

''میں سلمیٰ بھابھی کی بات کر رہا ہوں۔کیا وہ میری بھابھی نہیں ہیں۔'' ــــــ عمران نے کہا۔

''سلمیٰ بھابھی۔ کیا مطلب۔تم میری بیوی کی بات کر رہے ہو۔ وہ مجھے کیوں جوتیاں مارے گی۔ وہ میری عزت کرتی ہے۔ مجھے جوتیاں مارنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی۔ سمجھے تم۔'' ــــــ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عزت۔ٹھیک ہے تم مجھے ناشتہ کرانے کے بعد بھابھی کے پاس لے جانا۔ میں ان کے سامنے تمہاری خوب عزت اور تعریف کروں گا۔ انہیں کہوں گا کہ پچھلے چند گھنٹوں سے تم نے نوکری کے ساتھ ساتھ اپنی پرسنل سیکرٹری کو بھی چھوڑ دیا ہے جس کے ساتھ تم روزانہ لنچ اور ڈنر کرتے تھے۔ میں بھابھی کو یہ بھی بتاؤں گا کہ ڈنر کے بعد تم اپنی نئی سیکرٹری کو روزانہ اس کے گھر ڈراپ کرنے جاتے تھے اور دو تین گھنٹے اس کے گھر بھی گزار کر آتے تھے۔ میری بات سن کر وہ

تمہاری اور بھی عزت کریں گی۔'' ــــــ عمران نے کہا اور سوپر فیاض کا ہاتھ سٹیرنگ پر بہک گیا۔ جیپ سڑک پر لہرانے لگی اور سوپر فیاض نے جیپ سنبھال کر ایک بار پھر اسے سائیڈ پر روکا اور پھر وہ عمران کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔

''تت۔تم تم۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔کس پرسنل سیکرٹری کی بات کر رہے ہو۔'' ــــــ اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کا نام راحیلہ نسرین ہے شاید۔'' ــــــ عمران نے کہا اور سوپر فیاض کا منہ جیسے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ ایک بار پھر غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔اس کی آنکھوں سے شرارے سے پھوٹنے لگے تھے۔

''تو تم میری جاسوسی کرتے ہو۔ میری جاسوسی کرنے سے تمہیں کیا ملتا ہے۔ بولو۔ کیوں کرتے ہو میری جاسوسی۔'' ــــــ سوپر فیاض نے اسے قہرآلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ میں کیوں کرنے لگا تمہاری جاسوسی۔تم میری ہونے والی کے چچا زاد یا تایا زاد یا ماموں زاد تو ہو نہیں۔'' ــــــ عمران نے کہا۔

''تو پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا راحیلہ نسرین کے بارے میں۔ اور تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں نے نوکری چھوڑ دی ہے۔'' ــــــ سوپر فیاض نے اسے بدستور غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم نے نہیں بلکہ نوکری نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا۔" ـــــ سوپر فیاض نے کہا۔

"مطلب یہ ہے پیارے کہ تمہیں ڈیڈی نے سسپنڈ کیا ہے۔ ہوٹل ریڈ کراؤن کے کمرہ نمبر دس میں ایک غیر ملکی کا قتل ہوا تھا۔ اس غیر ملکی کو گولیاں ماری گئی تھیں۔ ہوٹل کے مینجر کے فون کرنے پر ڈیڈی نے تمہیں وہاں بھیجا تھا تاکہ تم خود جا کر اس واردات کی تحقیقات کرو۔ مگر تمہیں راحیلہ نسرین کے ساتھ لنچ پر جانا تھا اس لئے تم نے اپنے ماتحت انسپکٹر نواز کو وہاں بھیج دیا۔ انسپکٹر نواز ابھی لاش اور ہوٹل کے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک کمرے میں کوئی چیز آ گری۔ پھر ایک دھماکہ ہوا اور کمرے میں دھواں پھیل گیا جس سے انسپکٹر نواز اور اس کے چار ساتھی بے ہوش ہو گئے۔ ہوٹل کا مینجر دھماکے کی آواز سن کر اوپر آیا اور اس نے ان سب کو بے ہوش دیکھا تو اس نے ایک بار پھر ڈائریکٹر جنرل کو فون کر دیا جو خود وہاں پہنچ گئے۔

ہوٹل کے کمرے میں تمہاری جگہ انسپکٹر نواز کو دیکھ کر ان کا چنگیزی خون کھول اٹھا تھا۔ بات ان کی بے ہوشی کی ہوتی تو شاید تم کوئی بہانہ بنا کر بچ جاتے مگر انسپکٹر نواز اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر کے نہ صرف اس قتل ہونے والے کی لاش غائب کر دی گئی تھی بلکہ اس کا سارا سامان بھی غائب تھا۔ انہیں ہوش میں لایا گیا تو وہ

سر عبدالرحمٰن کو وہاں دیکھ کر گھبرا گئے جبکہ لنچ کے فوراً بعد تم نے وہاں پہنچنا تھا۔ ڈیڈی کی باز پرس پر انسپکٹر نواز نے انہیں سب کچھ بتا دیا۔ تم راحیلہ نسرین کو لنچ کرانے کے بعد طمطناتے ہوئے جب ہوٹل پہنچے تو وہاں ڈیڈی کو موجود پا کر تمہارے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ تم نے آئیں بائیں شائیں کرنے کی کوشش کی مگر انسپکٹر نواز نے تمہارا سارا پول کھول دیا۔ بس سمجھ لو کہ تمہاری قسمت اچھی تھی کہ انہوں نے تمہیں فرائض سے غفلت برتنے کے جرم میں گولی نہیں مار دی۔ انہوں نے تمہیں سسپنڈ کرنے پر ہی اکتفا کیا تھا ورنہ آج تمہارے نام کے ساتھ انگریزی لفظ لیٹ لگ چکا ہوتا۔" ـــــ عمران کہتا چلا گیا۔

"اوہ۔ تم واقعی خطرناک آدمی ہو۔ تم سے کچھ چھپا نہیں رہ سکتا۔ تم سب جان لیتے ہو۔" ـــــ سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اپنی اپنی قسمت ہے پیارے۔" ـــــ عمران نے مسکرا کر کہا تو جواباً سوپر فیاض بھی مسکرا دیا۔

"اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ۔ تم اس معاملے میں میری کیا مدد کر سکتے ہو۔" ـــــ سوپر فیاض نے اپنے مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

"میں اور کچھ کروں یا نہ کروں۔ مگر یہ وعدہ ضرور کرتا ہوں کہ جب تمہارا سر گنجا ہو جائے گا تو میں تمہارے گنجے سر پر طبلہ بجانے ضرور آؤں گا۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو۔" ــــــ سوپر فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں پٹڑی پر چڑھتا ہی کب ہوں جو اتروں گا۔" ــــــ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"پلیز عمران۔ میں بہت پریشان ہوں۔ جب سے میری وردی اتری ہے میرا جینا محال ہو گیا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وردی کے بجائے سر عبدالرحمٰن نے میری کھال اتار لی ہو اور مجھے زندہ درگور کر دیا ہو۔" ــــــ سوپر فیاض نے کہا۔

"تمہیں یوں کہنا چاہیے کہ بن وردی کے تم ایسے ہو جیسے بن پانی کے مچھلی۔" ــــــ عمران نے کہا اور سوپر فیاض ہنس پڑا۔

"چلو یہی سمجھ لو۔ کچھ کرو عمران۔ میں بڑی امید لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ہی میری مدد کر سکتے ہو۔ تمہاری وجہ سے مجھے میری وردی بھی مل سکتی ہے اور سر عبدالرحمٰن کے سامنے میری ساکھ بھی بحال ہو سکتی ہے۔" ــــــ سوپر فیاض نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ ملتجیانہ پن تھا۔

"وہ کیسے۔" ــــــ عمران نے پوچھا۔

"تمہیں سارے حالات کا علم ہے تو پھر تم اس مرنے والے غیر ملکی کی لاش بھی تلاش کر سکتے ہو اور اس کے قاتلوں تک بھی مجھے پہنچا سکتے ہو۔ اگر تم میرا یہ کام کر دو تو تم جو کہو گے میں مانوں گا۔ جو مانگو گے میں دوں گا۔" ــــــ سوپر فیاض نے کہا۔

"سوچ لو سوپر۔ یہ کہہ کر تم اپنی گردن خود ہی میرے شکنجے میں دے رہے ہو۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"جو بھی ہو۔ میں بس اپنی وردی اور اپنا عہدہ واپس لینا چاہتا ہوں۔ تم بولو۔ ایک لاکھ، دو لاکھ، میں تمہیں پانچ لاکھ روپے تک دے سکتا ہوں۔" ــــــ سوپر فیاض نے کہا۔

"بس۔ میں تو سمجھتا تھا کہ تمہاری وردی تمہاری عزت ہے اور تمہارا عہدہ کروڑوں اربوں روپوؤں کا ہو گا۔ اور تم اس کی صرف پانچ لاکھ قیمت لگا رہے ہو۔ یعنی کوڑیوں کے مول۔" ــــــ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تو تمہیں کتنے چاہئیں۔" ــــــ سوپر فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"پچاس لاکھ۔" ــــــ عمران نے کہا اور سوپر فیاض کا چہرہ ایک بار پھر سرخ ہو گیا۔

"تم ایک چھوٹے سے کام کے لئے مجھے اس طرح ٹھگنا چاہتے ہو۔ بولو۔ شرم نہیں آتی تمہیں، اس طرح ایک دوست کو لوٹتے اور ٹھگتے ہوئے۔ بولو۔" ــــــ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی چند روز قبل میرے اسی شرم والے دوست نے نئے تعمیر شدہ ہوٹل کے تہہ خانوں میں کھلے عام جوا کروانے کی چھوٹ دیتے ہوئے اس ہوٹل کے مالک سے تین کروڑ لئے تھے۔ اس ہوٹل کا نام ویل ڈن ہوٹل ہے اور اس ہوٹل کے مالک کا نام موسٹن ڈیوڈ ہے

شاید۔'' ـــــ عمران نے معصومیت سے کہا اور سوپر فیاض کا سرخ ہوتا ہوا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے پناہ پریشانی اور بوکھلاہٹ ابھر آئی تھی۔

''کک۔ کیا مطلب۔ تت۔ تم۔ تم یہ سب کیسے جانتے ہو۔'' اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو سپیشل بینک اور اس کا اکاؤنٹ نمبر بھی معلوم ہے۔ کہو تو یہ بھی بتا دوں کہ بینک میں تم نے رقم کس کے نام پر جمع کروائی ہے۔'' ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم واقعی خطرناک ہو۔ بہت خطرناک۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں پچاس لاکھ دینے کے لئے تیار ہوں۔ مگر اتنی بڑی رقم ظاہر ہے میں جیب میں تو لئے نہیں پھرتا۔ تم میرا کام کر دو۔ میں چند دنوں میں ہی رقم تمہارے کسی اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ سوپر فیاض کا وعدہ۔'' ـــــ سوپر فیاض نے بوکھلاہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ پہلے میں تمہارے ساتھ کسی اچھے سے ہوٹل میں ناشتہ کروں گا۔ پھر ہم دونوں سپیشل بینک میں جائیں گے۔ اسی بینک میں میرا بھی ایک چھوٹا سا اکاؤنٹ ہے۔ تم وہاں جا کر رقم میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دینا اور بس۔'' ـــــ عمران نے کہا تو سوپر فیاض اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

''اور اگر رقم لے کر بھی تم نے میرا کام نہ کیا تو۔'' ـــــ سوپر

فیاض نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی حالات اس وقت ایسے سانپ جیسی تھی جس کے حلق میں چھپکلی اٹک گئی ہو۔ اگلے تو کوڑھ پڑتا ہے اور نگلے تو موت ملتی ہے۔

''تو پھر میرا جوتا اور تمہارا سر۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ تم۔'' ـــــ سوپر فیاض نے غرا کر کہا۔

''ارے۔ ارے۔ میرا مطلب ہے اگر تمہارا کام نہ ہوا تو میں ساری کی ساری رقم واپس کر دوں گا۔ تم بے فکر رہو۔ میں بینک سے اس وقت تک رقم نہیں نکلواؤں گا جب تک غیر ملکی کی لاش اور اس کے قاتلوں تک میں تمہیں پہنچا نہیں دیتا۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''وعدہ کرتے ہو۔'' ـــــ سوپر فیاض نے اسے شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''وعدہ۔ پکا کچور وعدہ۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''یہ کچور وعدے سے تمہاری کیا مراد ہے۔'' ـــــ سوپر فیاض نے کہا۔

''یار۔ میرے پاس پنجابی کی ڈکشنری نہیں ہے ورنہ میں تمہیں کچور کا مطلب ضرور بتا دیتا۔ بس میں نے سنا تھا کہ پنجابی بولنے والے جب بھی وعدہ کرتے ہیں پکا کچور وعدہ کرتے ہیں۔ سو میں نے بھی کر دیا۔'' ـــــ عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے سر جھٹک کر جیپ آگے بڑھا دی۔

ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا۔ سلیمان بھی

اپنے عزیز رشتہ داروں سے ملنے اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران فلیٹ میں ہی مقید ہو کر رہ گیا تھا۔ صبح کا ناشتہ، لنچ اور ڈنر وہ باہر ہی کرتا تھا۔ سوپر فیاض جب آیا تھا تو عمران فلیٹ میں ہی تھا۔ اس نے کی ہول سے سوپر فیاض کو دیکھ کر اسے تنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سوپر فیاض کال بیل بجا بجا کر تھک کر واپس چلا گیا۔ وہ پھر آیا اور پھر کال بیل دے دے کر چلا گیا۔ جب سوپر فیاض دو تین بار آ کر اسی طرح بے نیل و مرام واپس گیا تو عمران کو اس پر ترس آ گیا۔ اس نے فلیٹ کی ایک کھڑکی سے جب دوبارہ سوپر فیاض کو فلیٹ کی طرف آتے دیکھا تو وہ فوراً فلیٹ سے باہر آ گیا اور اپنے ساتھ والے ہمسائے کو یہ کہہ کر دوسرے راستے سے باہر چلا گیا کہ جب کوئی اسے ملنے آئے تو وہ اسے کہہ دے کہ عمران نزدیکی ہوٹل میں ناشتہ کرنے گیا ہے۔ اسی آدمی نے شاید سوپر فیاض کو بتایا تھا۔ اسی لئے سوپر فیاض فوراً جیپ لے کر اس کے پیچھے آ گیا تھا اور سوپر فیاض کی معطلی کی باتیں عمران کو انسپکٹر نواز نے خود فون کر کے بتائی تھیں جسے سوپر فیاض کے ساتھ معطل کر دیا گیا تھا اور وہ عمران سے اپنے ڈیڈی سے بات کر کے سفارش کرانا چاہتا تھا۔

غیر ملکی کے قتل کی اطلاع عمران کو ٹائیگر نے دی تھی۔ ان دنوں ٹائیگر کا قیام اتفاق سے اسی ہوٹل میں تھا اور ہوٹل کے جس کمرے میں قتل ہوا تھا ٹائیگر کا کمرہ اس کے بالکل سامنے تھا۔ معاملہ چونکہ ایک غیر ملکی کا تھا۔ اس لئے ٹائیگر نے عمران سے اجازت لے کر خود

ہی تحقیقات کرنا شروع کر دی تھیں کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق اس غیر ملکی پر انتہائی خوفناک تشدد کیا گیا تھا۔ اس غیر ملکی کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے تھے۔ ایک آنکھ کا ڈھیلا نکالا گیا تھا۔ اس کے جسم پر جگہ جگہ تیزاب ڈالا گیا تھا اور اس کے ہاتھوں کی ساری انگلیاں بھی کاٹ دی گئی تھیں۔ یہ قتل ایک عام سے ہوٹل میں کیا گیا تھا اور اس ہوٹل کے کمرے ساؤنڈ پروف نہیں تھے۔ ٹائیگر کو اس بات پر حیرت تھی کہ جب اس غیر ملکی پر اس قدر بہیمانہ تشدد کیا جا رہا تھا تو اس کے حلق سے چیخیں کیوں نہیں نکلی تھیں۔ جبکہ اس کی دردناک اور تیز چیخوں سے تو ہوٹل کے در و دیوار تک ہل جانے چاہئیں تھے۔

ان تمام باتوں کا علم ٹائیگر کو بھی اس وقت ہوا تھا جب انسپکٹر نواز اور اس کے ساتھیوں کو نامعلوم افراد کسی گیس بم سے بے ہوش کر کے لاش اور سامان اٹھا کر نکل گئے تھے۔ سر عبدالرحمٰن نے وہاں ایک ایک کمرے کی چیکنگ کرائی تھی۔ ٹائیگر سے بھی انہوں نے کئی سوال کئے تھے۔ مگر ٹائیگر نے انہیں مطمئن کر دیا تھا۔ سر عبدالرحمٰن ٹائیگر کو جانتے تھے مگر ٹائیگر چونکہ اس ہوٹل میں نئے میک اپ سے رہ رہا تھا۔ اس لئے سر عبدالرحمٰن اسے پہچان نہیں سکے تھے۔ ان کے جانے کے بعد ٹائیگر نے از خود اس کمرے کا جائزہ لیا تھا۔ لاش اور اس کا سامان وہاں سے غائب کر دیا گیا تھا۔ البتہ ٹائیگر کو ایک صوفے کی گدیوں کے سرے میں پھنسا ہوا ایک کارڈ ملا تھا۔ بظاہر کارڈ سادہ تھا۔ اس پر دونوں طرف کچھ نہیں لکھا تھا۔ مگر ٹائیگر نے کسی خیال کے

تحت اس کارڈ کو لائٹر سے آنچ دی تو اس کارڈ پر ایک سرخ بچھو اور ڈبلیو جی کے مخصوص الفاظ ابھر آئے تھے۔ سرخ بچھو اور ڈبلیو جی کے کوڈ کو ٹائیگر پہچانتا تھا۔ یہ ایک ایکریمین پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم کا مخصوص نشان تھا جس کا نام وار گینگ تھا۔ جس کا مخفف ڈبلیو جی تھا۔ اس گینگ کا کارڈ ملنے پر ہی ٹائیگر اس واردات کی طرف متوجہ ہوا تھا اور اس نے عمران کو فون کر کے ساری تفصیل بتا دی تھی۔ وار گینگ کا سن کر عمران بھی چونک پڑا تھا۔ اس کے پاس اس گینگ کے بارے میں زیادہ تفصیلات تو نہیں تھیں۔ مگر وہ جانتا تھا کہ وار گینگ ایکریمیا کے پیشہ ور قاتلوں کا ایک خطرناک اور انتہائی فعال گروپ ہے۔ جس نے ایکریمیا میں وحشت کی ایسی دھاک بٹھا رکھی تھی کہ وار گینگ کا سن کر ہی بڑے سے بڑے بدمعاش کا پتہ پانی ہو جاتا تھا۔ وار گینگ کے پیشہ ور قاتل انتہائی بے رحم، سفاک اور جلاد صفت ہیں۔ وہ اپنے ٹارگٹ کو واقعی بڑی بے رحمی سے اور تڑپا تڑپا کر ہلاک کرتے ہیں۔ ان کی سفاکی اور بربریت دیکھ کر ایکریمیا کے جرائم پیشہ افراد کے ساتھ ساتھ سرکاری ایجنسیوں کے بھی پسینے چھوٹ جاتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا تھا کہ وار گینگ اپنا کام بے حد صفائی اور ہاتھ پیر بچا کر کرتے ہیں۔ وہ کون ہیں۔ اس گینگ کے کتنے ممبران ہیں۔ کہاں رہتے ہیں۔ ان کا سربراہ کون ہے اور وہ کس مقصد کے لئے سرگرم رہتے ہیں۔ اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔ بس جب بھی سامنے آیا تھا تو وار گینگ کا مخصوص سرخ بچھو اور ڈبلیو

جی والا کارڈ ہی ہر موقع واردات سے ملا تھا۔ جو اس بات کی دلیل تھی کہ ہلاک کرنے والوں کا تعلق وار گینگ سے ہی ہے۔ البتہ ایکریمیا میں وار گینگ کے ہاتھوں جب سیاسی اور اہم شخصیات کی ہلاکت کی خبریں منظر عام پر آئیں تو یہی خیال کیا جانے لگا کہ اس گینگ کو یقیناً حکومتی سرپرستی حاصل ہے۔ کیونکہ اس قدر اہم شخصیات کی ہلاکت کے بعد ایکریمیا کی بڑی بڑی سرکاری ایجنسیاں حرکت میں آنے کے باوجود اس گینگ کے کسی ممبر کو ٹریس نہیں کر سکی تھیں۔

عمران کو جب ٹائیگر نے وار گینگ کے کارڈ کا بتایا تو عمران کا چونکنا لازمی تھا۔ کیونکہ اس گینگ کی کارروائیاں صرف ایکریمیا تک ہی محدود تھیں۔ اس گینگ نے یورپ اور دوسرے ممالک کا کبھی رخ نہیں کیا تھا۔ پھر اس ہوٹل میں ان کے کارڈ کا ملنا واقعی انوکھی سی بات تھی۔ اس کارڈ نے اس غیر ملکی کی ہلاکت کی اہمیت میں اضافہ کر دیا تھا۔ کارڈ کے اس کمرے سے ملنے کے دو ہی مطلب ہو سکتے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ کارڈ یا تو قتل کرنے والوں کا تھا۔ یا پھر دوسرے یہ کہ ہلاک ہونے والے غیر ملکی کا تعلق لامحالہ وار گینگ سے تھا۔ دونوں ہی صورتوں کا مطلب واضح تھا کہ وار گینگ پاکیشیا میں موجود تھا۔

غیر ملکی کو تشدد کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ اس تشدد کا مقصد ظاہر ہے اس غیر ملکی کی زبان کھلوانے کے لئے کیا گیا ہوگا۔ تشدد کرنے کا انداز اور غیر ملکی کو ہلاک کرنے کا طریقہ وار گینگ کے طریقے سے

یکسر مختلف تھا۔ وار گینگ جب بھی کسی کو قتل کرتے تھے۔ اس کی انگلیاں، ہاتھ، پاؤں، ناک اور کان کاٹنے کے ساتھ ساتھ ٹارگٹ کی دونوں آنکھیں بھی نکال دیتے تھے۔ پھر وہ اس ٹارگٹ کا سر کاٹ کر الگ رکھ دیتے تھے تاکہ اس کی پہچان ممکن ہو سکے اور وہ باقی جسم کے ٹکڑے کر کے انہیں ہر طرف پھیلا دیتے تھے۔ یہ وحشت اور بربریت کی وہ زندہ مثال تھی جس سے وار گینگ کے قاتلوں کو وحشی اور جنونی قاتلوں کے نام سے بھی منسوب کیا جاتا تھا۔

عمران نے ٹائیگر کو اس قتل کے محرکات تلاش کرنے کا کام سونپ دیا تھا اور آج دوسرا روز تھا۔ اس نے عمران کو ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی تھی۔ عمران جانتا تھا کہ ٹائیگر کو جب تک حتمی رزلٹ نہیں مل جاتا وہ اس وقت تک اسے رپورٹ نہیں کرتا تھا۔ اور جب تک ٹائیگر اسے رپورٹ نہ کر دیتا اس وقت تک عمران سوائے انتظار کے اور کیا کر سکتا تھا۔ اسی لئے اس نے سوپر فیاض کے ساتھ وقت گزارنے کو ترجیح دی تھی۔

”میں پچھلے کئی گھنٹوں سے تمہارے فلیٹ کے چکر لگا رہا تھا۔ آخر تم تھے کہاں۔“ ــــــ سوپر فیاض کو جیسے اچانک خیال آ گیا۔

”شکر کرو۔ تم نے میری تلاش میں شہر کے چکر نہیں لگائے ورنہ گھن چکر بن جاتے۔“ ــــــ عمران نے کہا۔

”تو تم فلیٹ میں ہی تھے ۔ جان بوجھ کر میرے سامنے نہیں آ رہے تھے۔“ ــــــ سوپر فیاض نے کہا۔

”اور نہیں تو کیا۔ بڑی مشکلوں سے تم سے پیچھا چھڑانے کے لئے نکلا تھا۔ سوچا تھا کہ تم سے بچ کر چپکے سے نکل جاؤں گا۔ مگر۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے تمہارے ہمسائے نے بتایا تھا کہ تم ناشتے کے لئے ابھی ابھی باہر نکلے ہو۔ میں تمہیں دیکھتا آ رہا تھا۔ پھر ایک سڑک پر تمہیں دیکھا تو میں فوراً تمہارے پاس آ گیا۔ میں نے تمہاری چال پہچان لی تھی۔“ ــــــ سوپر فیاض نے کہا۔

”برا ہو اس چال کا۔ جس نے میرے پہچاننے میں تمہاری مدد کی تھی۔ میں لڑکھڑاتے ہوئے اور لنگڑاتے ہوئے چلتا تو بہتر تھا۔ کم از کم تمہاری نظروں سے تو بچ جاتا۔“ ــــــ عمران نے کراہ کر کہا۔

”تم مجھ سے بچ کر کیوں نکلنا چاہتے تھے۔ کوئی خاص وجہ۔“ سوپر فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”میری جیب میں صرف اتنے پیسے تھے کہ میں بمشکل ناشتہ کر سکتا تھا۔ تم آج کل کڑکے ہو ۔ کہیں تم بھی میرے ناشتے میں شریک ہو جاتے تو میں کیا کر سکتا تھا۔ پھر تو ظاہر ہے مجھے اس ہوٹل والوں کا بل چکانے کے لئے ان کے برتن ہی دھونے پڑنے تھے۔“ عمران نے کہا۔

”میں اب اتنا بھی بھوکا ننگا نہیں ہوں کہ تم سے ناشتہ کرتا پھروں۔“ ــــــ سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے عمران کو ایک اچھے سے ریسٹورنٹ میں لے جا کر ناشتہ کرایا اور پھر وہ عمران

کے ساتھ سپیشل بنک آ گیا۔ عمران نے اس کے اکاؤنٹ سے پچاس لاکھ نکلوا کر ایک فلاحی ادارے کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیئے۔ اتنی بڑی رقم فلاحی ادارے میں جاتی دیکھ کر سوپر فیاض کا خون کھول رہا تھا۔ مگر بنک منیجر اور عملے کے سامنے بھلا وہ کیا کر سکتا تھا۔ اور عمران جب بنک سے اسے ٹاٹا کرتے ہوئے نکل گیا تو وہ خون کے کڑوے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔ عمران نے جاتے جاتے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ جلد ہی اسے مصیبت سے نکال دے گا۔

سوپر فیاض سے اجازت لے کر وہ بنک سے باہر نکلا اور ایک ٹیکسی روک کر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ کمرے میں ایک لمبی میز کی دونوں سائیڈوں پر چار چار کرسیاں موجود تھیں۔ جبکہ ایک اونچی نشست والی کرسی تیسری سائیڈ پر موجود تھی۔ آٹھ کرسیوں پر آٹھ افراد بیٹھے تھے جبکہ نویں کرسی خالی تھی۔

جو افراد کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے سیاہ رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ وہ مختلف قد وقامت اور قومیت کے معلوم ہو رہے تھے۔ ان میں چھ مرد تھے اور دو لڑکیاں۔ ان لڑکیوں کے بھی سیاہ لباس تھے۔ ان کے چہروں پر گہری سنجیدگی تھی اور وہ سب خاموش تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا تو یہ آٹھوں احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آیا اور میز کی چھوٹی سائیڈ پر موجود اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی وہ سب مشینی انداز میں اپنی

اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''سپیشل میٹنگ کا آغاز کیا جاتا ہے اور یہ سپیشل میٹنگ ایک اہم معاملے کے لئے بلائی گئی ہے۔''۔۔۔۔۔ آنے والے نوجوان نے بھاری لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔''۔۔۔۔۔ ان سب نے بیک آواز میں کہا۔

''آپ سب کا تعلق کرائم کی دنیا کے سپریم گینگ، وار گینگ سے ہے۔ اور آپ سب کو ہی معلوم ہے کہ وار گینگ کو اسرائیل کی بھرپور سرپرستی حاصل ہے اور وار گینگ کے مقاصد بھی پوری دنیا میں اسرائیل کی مکمل بالادستی ہے۔ اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے وار گینگ نے بھی وہی کام کئے ہیں جس سے ان کی بالادستی قائم ہو سکے اور اسرائیل کے دشمنوں کو چن چن کر پوری دنیا سے ان کے نام و نشان تک مٹا دے اور یہ کہتے ہوئے مجھے بے حد خوشی ہے کہ وار گینگ نے اپنے کام انتہائی رازداری اور انتہائی ذمہ داری سے سرانجام دیے ہیں۔ جس سے اسرائیلی پرائم منسٹر اس گینگ سے بے حد خوش ہیں۔''۔۔۔۔۔ چیف نے بھاری آواز میں کہا۔

''یس چیف۔ اور۔''۔۔۔۔۔ دائیں طرف بیٹھی ہوئی لڑکی نے کچھ کہنا چاہا مگر چیف نے اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر اسے کہنے سے روک دیا۔

''میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔''۔۔۔۔۔ چیف نے غرا کر کہا۔

''یس چیف۔ سوری چیف۔''۔۔۔۔۔ لڑکی نے بری طرح سے سہم کر کہا۔

''ہمارا تعلق بظاہر انڈر ورلڈ سے ہے مگر اسرائیلی پرائم منسٹر کی سرپرستی حاصل ہونے سے ہمیں وہ تمام سہولیات میسر ہیں جو کسی بھی سرکاری تنظیم یا ایجنسی کو حاصل ہوتی ہیں۔ پرائم منسٹر نے ہمارے گینگ کو ایک مثالی گینگ بنانے کے لئے اپنی بھرپور حمایت کا یقین دلا رکھا ہے۔ اور ان کے ایما پر اب ہم نے اپنی کارروائیوں کا دائرہ کار ایکریمیا اور یورپ میں پھیلا دیا ہے۔ ایکریمیا اور یورپ کی ایجنسیاں دنیا کی تمام ایجنسیوں سے بڑی، فعال اور انتہائی تیز طرار بھی جاتی ہیں۔ بڑے سے بڑے سینڈیکیٹ، گینگ اور مجرم ان ایجنسیوں سے بچ نہیں سکتے۔ ایکریمی اور یورپی ایجنسیاں قلیل سے قلیل عرصے میں بڑے بڑے مجرموں کا کھوج نکال لیتی ہیں۔ انڈر ورلڈ کا بڑے سے بڑا مجرم ان کی نظروں سے چھپا نہیں رہ سکتا اور اگر کوئی مجرم پاتال میں بھی جا چھپے تو وہ اسے بھی کسی معمولی کینچوے کی طرح باہر کھینچ نکالنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ اس لئے پرائم منسٹر چاہتے تھے کہ وار گینگ خاص طور پر ایکریمیا اور یورپ میں بڑی سے بڑی کارروائیاں کرے اور کوشش کے باوجود ایکریمیا اور یورپی ایجنسیاں اس گینگ کا سراغ نہ لگا سکیں۔ وار گینگ نے ایسا ہی کیا تھا۔ چیلنج کے ساتھ یورپ اور ایکریمیا میں کام کیا اور اپنے پیچھے کسی ایجنسی کے لئے معمولی سا بھی سراغ نہیں چھوڑا۔ اس وقت

ایکریمیا اور یورپ کی بڑی بڑی سرکاری ایجنسیاں اور ایجنٹس وار گینگ کے پیچھے ہیں۔ مگر کوئی نہیں جانتا کہ وار گینگ کے ممبران کون ہیں۔ ان کی سربراہی کون کرتا ہے اور ان کارروائیوں کے پیچھے وار گینگ کے اصل مقاصد کیا ہیں۔ وار گینگ نے ایکریمیا اور یورپ کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں اپنی دہشت، ظلم اور بربریت کی ایسی دھاک قائم کر لی ہے جس سے انڈر ورلڈ کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کی ایجنسیاں اور ایجنٹس بھی لرزہ براندام رہتے ہیں۔ ہماری پہچان صرف وار گینگ کے نام کی حد تک محدود ہے۔ مگر اس وار گینگ کا نام سن کر ہر خاص و عام پر موت کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔
ہمارے اس گینگ کو قائم ہوئے دو سال پورے ہو چکے ہیں اور ان دو سالوں میں ہم نے جتنی بھی کارروائیاں کی ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی معمولی سا سراغ بھی نہیں لگا سکا۔ ایکریمیا اور یورپی ممالک میں ہم نے جن چیدہ چیدہ افراد کو ہلاک کیا ہے اس سے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ ہمارا تعلق ایکریمیا کی کسی ایسی سرکاری ایجنسی سے ہے جو حکومت کی سرپرستی میں کام کر رہی ہے۔ مگر کوئی نہیں جانتا کہ ہمارا تعلق اسرائیل سے ہے۔ اور ہم صرف اسرائیلی پرائم منسٹر کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہ سب بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے آج تک جو کام بھی کیا ہے۔ وہ صرف اسرائیلی پرائم منسٹر کو خوش کرنے اور انہیں اس بات کا یقین دلانے کے لئے کیا ہے کہ ہم نہ صرف اپنے کاموں میں بے پناہ مہارت رکھتے ہیں بلکہ پوری دنیا کی سرکاری

ایجنسیاں اور ایجنٹس بھی چاہیں تو ہمارا سراغ نہیں لگا سکتے اور اسرائیلی پرائم منسٹر پر وار گینگ کا مکمل اعتماد بحال ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے یہ کلیریفکیشن دے دیا ہے کہ وار گینگ کے سامنے دنیا کی کوئی ایجنسی، کوئی سرکاری ایجنٹ، کوئی سینڈیکیٹ اور کوئی بھی گینگ نہیں ٹھہر سکتا۔ وار گینگ چاہے تو بڑی سے بڑی اور طاقتور سے طاقتور سرکاری ایجنسی کا تاروپود بکھیر سکتا ہے۔ کسی بھی ملک کا تختہ الٹ سکتا ہے اور کسی بھی ملک پر قبضہ کر سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایکریمیا اور یورپی ممالک میں شاندار اور بے داغ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وار گینگ کندن بن چکا ہے اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ وار گینگ سے وہ کام لیا جائے جس کے لئے انہوں نے وار گینگ تشکیل دیا تھا۔ اب تک ہمیں جو بھی ٹاسکس دیئے گئے تھے وہ ہماری صلاحیتوں، ہمارے تجربوں اور ہماری ذہانتوں کے پرکھنے کے لئے تھے اور اب ہمیں فائنل اور گرینڈ آپریشن کی تیاری کرنی ہے۔ اس گرینڈ آپریشن میں ہمیں اپنی بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا ہو گا اور ہمیں اس میں سو فیصد کامیابی حاصل کرنی ہو گی۔ اس گرینڈ اور فائنل آپریشن کے بعد اسرائیلی پرائم منسٹر ہماری صلاحیتوں کا لوہا مزید مان جائیں گے اور انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ کامیابی کے بعد وہ ہمارے گینگ کا نام بدل کر ہمیں اسرائیل کی سب سے بڑی اور فعال سروس یا ایجنسی میں جگہ دے دیں گے اور ہمیں اسرائیل کے ان تمام اعزازات سے نوازا جائے گا جس کے لئے

بڑی بڑی سرکاری ایجنسیاں اور سروسز صرف خواب ہی دیکھ سکتی ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ سب گرینڈ اور فائنل آپریشن کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ہمیں کسی بھی وقت اپنے مشن پر روانہ ہونے کے لئے گرین سگنل مل سکتا ہے۔ اور یہ گرین سگنل ظاہر ہے ہمیں اسرائیلی پرائم منسٹر کی طرف سے ہی دیا جائے گا۔ میں گرین سگنل کے ملنے سے اور مشن پر روانہ ہونے سے پہلے متحد ہو کر اپنے لئے لائحہ عمل مرتب کرنا چاہتا ہوں تاکہ مشن میں ہمارے لئے کوئی رکاوٹ کوئی ٹینشن کریٹ نہ ہو اور ہم ہر حال میں اور ہر صورت میں اپنے مشن کو یقینی کامیابی سے ہمکنار کر سکیں۔''۔۔۔۔۔ چیف یہ سب کہہ کر خاموش ہو گیا۔ وار گینگ کے ممبران خاموشی سے چیف کی باتیں سن رہے تھے۔ اس دوران کسی نے اسے ٹوکنے یا اس سے کچھ پوچھنے کی جسارت نہیں کی تھی۔ چیف کے سب کچھ بتانے کے بعد بھی وہ خاموش تھے۔

''آپ خاموش کیوں ہیں۔ اب آپ چاہیں تو مشن اور دوسرے تمام حوالوں سے مجھ سے بات کر سکتے ہیں۔''۔۔۔۔۔ چیف نے انہیں خاموش دیکھ کر کہا تو ان سب کے چہروں پر جیسے خاموشی کا چھایا ہوا جمود ٹوٹ گیا۔

''چیف۔''۔۔۔۔۔ اس لڑکی نے ہاتھ اٹھا کر کہا جس نے پہلے چیف سے بات کرنے کی کوشش کی تھی اور چیف نے سختی سے اسے خاموش کرا دیا تھا۔

''لیس مس سائٹی۔ پوچھیں۔ آپ کیا پوچھنا چاہتی تھیں۔'' چیف نے کہا۔

''چیف۔ میں یہی پوچھنا چاہتی تھی کہ ہمارے گینگ کو قائم ہوئے دو سال ہو چکے ہیں۔ اور ہمارے مقاصد اسرائیل اور یہودیوں کی بالادستی کے لئے ہیں۔ پھر ہماری کارروائیاں صرف ایکریمیا اور یورپی ممالک تک ہی کیوں محدود ہیں۔ ایکریمیا اور یورپی ممالک سے تو اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خاص طور پر ایکریمیا تو اسرائیل کا زبردست حامی ہے۔ اور ایکریمیا اور اسرائیل کے تمام تر تحفظات اور مفادات تقریباً ایک جیسے ہیں۔ بلکہ دنیا میں ایسی بہت سی فعال سرکاری ایجنسیاں کام کر رہی ہیں جن کے ایکریمیا اور اسرائیل سے مشترکہ بنیادوں پر تعلقات قائم ہیں۔ ایکریمیا میں کام کرنے والی ایجنسیاں اور اسرائیلی ایجنسیاں دو طرفہ تعلقات اور تعاون کے تحت کام کرتی ہیں اور شاید ہی دونوں ممالک کی کوئی ایسی ایجنسی ہو جس کے بارے میں دونوں ممالک لا علم ہوں۔ پھر وار گینگ کو اس قدر خفیہ کیوں رکھا جا رہا ہے کہ ایکریمی سروسز اور ایجنسیاں تو دور اسرائیلی ایجنسیوں سے بھی وار گینگ کی حقیقت چھپائی گئی ہے۔ آپ نے جو تفصیلات بتائی ہیں۔ اس بات کا تو جواب مل گیا ہے کہ جناب پرائم منسٹر آف اسرائیل نے اس گینگ کو کسی خاص مقصد کے لئے تشکیل دیا تھا۔ مگر آپ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ خاص مقصد کیا ہے۔ وہ گرینڈ اور فائنل آپریشن کیا

ہے۔ جس کے لئے ہمیں اپنے ہی خاص ممالک کے خلاف کام کرنا پڑا تھا۔ جس مشن کی آپ بات کر رہے ہیں کیا اس کا تعلق صرف اسرائیل سے ہی ہے یا اس سے ایکریمیا اور اسرائیل کے دوسرے حلیف ممالک کے بھی مفادات وابستہ ہیں۔“ ——— سائٹی نے موقع ملتے ہی نان سٹاپ بولنا شروع کر دیا۔

”میں نے جو تفصیلات بتائی ہیں اس میں آپ کے تمام سوالوں کے جوابات موجود ہیں۔ باقی رہی گرینڈ یا فائنل آپریشن یا مشن کی بات تو وہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ تاکہ آپ پر وار گینگ کی اصل حقیقت اجاگر ہو سکے۔ اس طرح آپ کے ذہن میں آنے والے تمام سوالوں کے جوابات بھی مل جائیں گے۔“ ——— چیف نے کہا اور پھر وہ مشن کی تفصیلات بتانے لگا۔ جسے سنتے ہوئے ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی بے حد اہم اور خوفناک مشن ہے۔“ ——— سائٹی نے کہا۔

”اسی مشن کے لئے ہمیں ایکریمیا اور یورپی ممالک میں اس قدر بہیمانہ، سفاکانہ اور بربریت سے بھرپور کارروائیاں کرنے کے اختیارات دیئے گئے تھے۔“ ——— اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کہا۔

”ہاں۔ اور میں کہہ چکا ہوں کہ وار گینگ نے ایکریمیا اور یورپی ممالک میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا لیا ہے اور کوئی سروس اور کوئی

ایجنسی بھی ہمارا سراغ نہیں لگا سکی۔ اسی طرح ہم پاکیشیا جیسے عام اور پسماندہ ملک میں بھی اپنی طاقت اور اپنی دہشت کا ایسا سکہ جما دیں گے کہ ہمارا نام سن کر ہی ان کے دل خوف سے پھٹ جائیں گے۔“ چیف نے کہا۔

”لیکن چیف۔ پاکیشیا میں ہماری ان کارروائیوں سے اسرائیل کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ان کارروائیوں سے زیادہ سے زیادہ پاکیشیا میں خانہ جنگی اور لسانی فسادات ہی پھوٹیں گے اور بہت زیادہ ہوگا تو پاکیشیا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا۔ اس ٹوٹ پھوٹ کا فائدہ تو پاکیشیا کا ہمسایہ ملک کافرستان ہی حاصل کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے جب کسی ملک میں لسانی فسادات پھوٹ پڑیں، خانہ جنگی کی سی صورتحال ہو، ملک کی جڑیں کھوکھلی ہو جائیں اور سرحدوں کی حفاظت کرنے والی فوج ملک کا انتظام سنبھالنے کے لئے ملک کے اندر آ جائے تو اس کا فائدہ ہمسایہ ملک کو ہی ہوگا اور وہ چاہے تو اس ملک پر حملہ کر کے بڑی آسانی سے اس پر قبضہ کر سکتا ہے۔“ ——— تیسرے آدمی نے کہا۔

”یہی تو اسرائیل چاہتا ہے۔ کافرستان، اسرائیل کا حلیف ترین ملک ہے اور اسرائیل کی طرح کافرستان بھی پاکیشیا کا وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتا ہے۔ جبکہ کافرستان کئی بار پاکیشیا کو کافرستان میں ضم کرنے کی کوششیں بھی کر چکا ہے۔ مگر چند چھوٹے موٹے محاذوں کے سوا انہیں آج تک کوئی بڑی کامیابی نہیں ملی ہے۔

اب ہم جس مشن پر کام کریں گے۔ اس سے کافرستان کو ایک بار پھر پاکیشیا پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے گا اور اس بار کافرستان جب پاکیشیا پر حملہ کرے گا تو سو فیصد کامیابی سے ہمکنار ہو گا اور کافرستانی فوج آسانی سے پاکیشیا میں داخل ہو جائے گی۔ پھر کافرستان چاہے تو اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دے یا اسے کافرستان میں ضم کر لے۔ ہنڈرڈ پرسنٹ وکٹری کافرستان کو ہی ملے گی۔“ ——— چیف نے کہا تو ان سب نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیئے۔

”اس لحاظ سے تو ہمارا مشن اسرائیل کے مفادات کے لئے کم اور کافرستان کے مفادات کے لئے زیادہ اہم ہو گا۔“ ——— چوتھے آدمی نے کہا۔

”اسرائیل کا مقصد پاکیشیا جیسے ترقی پذیر ملک کی تباہی سے ہے پاکیشیا جس طرح ایٹمی ٹیکنالوجی کے ریس کے میدان میں دوڑیں لگا رہا ہے۔ اس سے نہ صرف اسرائیل بلکہ کافرستان کو بھی شدید خطرات لاحق ہو رہے ہیں۔ اگر پاکیشیا ایٹمی ٹیکنالوجی میں اسرائیل اور کافرستان پر سبقت لے گیا تو مجبوراً ان دونوں ممالک کو پاکیشیا کے سامنے سرنگوں ہونا پڑے گا اور پاکیشیا دوسرے مسلم ممالک کے ساتھ مل کر خاص طور پر اسرائیل میں یہودیوں کا تسلط ہمیشہ کے لئے ختم کر سکتا ہے۔ جو یہودیوں کے لئے سب سے بڑی ہار اور سب سے بڑی شکست ہو گی۔ پاکیشیا کے ایما پر فلسطینی پورے اسرائیل پر چھا جائیں گے اور اسرائیل کا نام ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ پاکیشیا

جنگی اور دفاعی طور پر خاصا مضبوط ہے۔ مگر ابھی پاکیشیا اس قدر طاقتور اور مستحکم نہیں ہوا ہے کہ وہ سپر پاورز کے سامنے سر اٹھا سکے اور ہمیں اس ملک کو سپر پاورز کی صف میں شامل ہونے سے پہلے کمزور اور مکمل طور پر ختم کرنا ہے۔ جس کا فائدہ خواہ کافرستان کو حاصل ہو یا کسی اور کو۔ بہرحال پاکیشیا کا نام نقشے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے گا اور یہ کام صرف اور صرف وار گینگ ہی کر سکتا ہے۔ اور وار گینگ یہ کام ہر حال میں کرے گا۔“ ——— چیف ایک بار پھر رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

”ہم سمجھ گئے ہیں چیف۔ یہ بتائیں کہ ہمیں مشن پر کب جانا ہے“ ——— پانچویں آدمی نے کہا۔

”میں نے بتایا ہے نا کہ مجھے صرف اسرائیلی پرائم منسٹر کے گرین سگنل کا انتظار ہے۔ گرین سگنل ملتے ہی ہم پاکیشیا روانہ ہو جائیں گے اور پھر وار گینگ پاکیشیا میں گینگ وار کا ایسا طوفان برپا کر دے گا جسے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں ہو گی۔“ ——— چیف نے کہا۔

”او کے چیف۔ ہم سب اس مشن پر جانے کے لئے تیار ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم پاکیشیا کو تباہ کرنے کا ایسا کردار نبھائیں گے کہ پوری دنیا ہمارے اس کارنامے کو قیامت تک نہ بھول سکے گی۔ پاکیشیا کی گلیاں، بازار اور سڑکیں خون سے سرخ ہو جائیں گی۔ آگ اور خون کا طوفان پورے پاکیشیا کو اپنی لپیٹ میں لے

لے گا۔ اس آگ میں ہر اس پاکیشیائی کو جل کر راکھ بننا پڑے گا جو اسرائیل کے لئے اپنے دل میں ذرا سی بھی نفرت رکھتا ہو گا۔ وار گینگ کے روپ میں پاکیشیا پر ہر طرف موت کے بھیانک سائے پھیل جائیں گے۔ جن سے بچنا ان کے لئے ناممکن ہو گا۔ قطعی ناممکن۔'' ——— دوسری لڑکی نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

''یس ٹروسی۔ ایسا ہی ہو گا۔ بالکل ایسا ہی ہوگا۔'' ——— چیف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''چیف۔ کیا اس مشن پر ہم اوپن رہ کر کام کریں گے یا وہاں بھی ہمیں اپنی شناخت چھپائے رکھنی ہے۔'' ——— پانچویں آدمی نے کہا۔

''ہمارے اوپن ہونے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا نوسٹر۔ ہم وہاں بھی ایسے ہی کام کریں گے جس طرح ہم ایکریمیا اور دوسرے یورپی ممالک میں کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اس مشن کی کامیابی تک ہم اپنا کوئی نشان بھی نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں وہاں ایسی صورتحال پیدا کرنی ہے جس سے ظاہر ہو کہ وہاں ہونے والی کارروائیوں کے پیچھے کسی منظم گروہ کا نہیں بلکہ وہاں کے مقامی باشندوں کا ہاتھ ہو۔ ہمارا مشن لسانی فسادات برپا کرنا ہے۔ صوبائی تعصب کے ساتھ ساتھ ہمیں ہر گلی ہر بازار اور ہر محلے کے لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف یوں کھڑا کرنا ہے کہ ان کا مخالف ان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ جب تک ایک زبان جاننے والا دوسری زبان جاننے والے کا دشمن نہیں ہو

گا۔ ہم اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکیں گے۔ جو ہمیں ہر حال میں وہاں پیدا کرنے ہیں۔'' ——— چیف نے کہا۔

''مگر چیف۔ میں نے سنا ہے کہ مسلمان ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھتا ہے اور پاکیشیا تو قائم ہی اسلام کے نام پر ہوا ہے۔ وہاں کے مسلمان، غیور، وطن سے محبت کرنے والے اور ایک دوسرے کے لئے جان تک قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ایک نیوز چینل پر میں نے دیکھا تھا۔ چند ماہ قبل ایک ٹرین حادثے میں جہاں بہت سے انسان ہلاک ہوئے تھے۔ وہاں بے شمار زخمی بھی ہوئے تھے اور ان زخمیوں کو خون کی اشد ضرورت تھی تو وہاں کے لوگ ان زخمیوں کی جانیں بچانے کے لئے جوق در جوق امڈ آئے تھے اور دوسروں کی جانیں بچانے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک دینے کے لئے تیار نظر آتے تھے۔ یہاں تک کہ ہلاک ہونے والوں کی لاشیں دیکھ کر دوسرے شہروں اور علاقوں کے لوگوں کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے جیسے مرنے والے ان کے اپنے، ان کے عزیز ہوں۔ جہاں اس قدر غیور، وطن پرست اور دوسروں کی زندگیاں بچانے کے لئے لوگ اپنے خون کا ایک ایک قطرہ تک دینے کو تیار ہو جائیں۔ وہاں بھلا ہم اپنا مشن پورا کیسے کر سکیں گے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے لڑانے اور انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنانے میں ہم کیسے کامیاب ہوں گے۔'' ——— چھٹے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب ہم کریں گے مروٹو۔ اسی لئے تو اس قدر اہم، حساس اور بڑا مشن ہمیں سونپا گیا ہے۔ اور ہم اپنا مشن مکمل کیسے کریں گے اس کی تفصیل میں بتا چکا ہوں۔ جس ملک میں غیور، وطن پرست اور ایک دوسرے سے محبت کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ اس ملک میں غداروں، بے ضمیروں اور اپنے ہی بھائیوں کا گلا کاٹنے والوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ زن، زر اور زمین یہ آج بھی وہاں فسادات کی جڑیں ہیں۔ ہمیں ان جڑوں کی آبیاری کرنی ہے۔ پھر نفرت، دشمنی اور تباہی کا ایک ایسا تناور درخت کھڑا ہو جائے گا جس کا ایک ایک پتہ ایک ایک شاخ ایک دوسرے کی دشمن ہو گی اور وہ درخت خونی اور موت کا درخت ہوگا جو صرف اور صرف ہلاکت اور تباہی کا باعث بنے گا۔ وہاں فرقہ واریت کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہم اس فرقہ واریت کو ایسی ہوا دیں گے جس کی آگ کی چنگاریاں ہر طرف پھیل کر ہر چیز کو راکھ بنا دیں گی۔" ـــــــ چیف کہتا چلا گیا۔

"میں سمجھ گیا چیف۔ ہم اس مشن کی کامیابی کے لئے اپنی بھرپور صلاحیتیں کام میں لائیں گے اور دنیا کے نقشے سے پاکیشیا کا نام و نشان مٹانے کا کارنامہ وار گینگ کا ہی ہوگا۔ اس مشن کی کامیابی کے بعد وار گینگ کا نام پوری دنیا میں دہشت اور خوف کی ایسی علامت بن جائے گا جس کا نام سنتے ہی لوگوں کے دل دھڑکنا بھول جائیں گے۔ خون ان کی رگوں میں جم جائے گا اور وہ سانس تک لینا بھول جائیں گے۔" ـــــــ سائی نامی لڑکی کے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان

جس کا نام سارکل تھا نے سفاکی سے کہا۔

"گڈ شو۔ مجھے تمہاری بات سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے سارکل۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سب میں یہی جذبہ، یہی جوش اور ولولہ ہو۔" چیف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ ہم وہی کریں گے جیسا آپ چاہتے ہیں۔ ہم جناب پرائم منسٹر اور آپ کی خوشنودی کے لئے پاکیشیا میں خون کی ندیاں بہا دیں گے۔ وہاں نفرت کی ایسی آگ بھڑکائیں گے جس سے پاکیشیا کی تباہی یقینی ہو جائے گی اور یہ کریڈٹ صرف وار گینگ کے حصے میں آئے گا۔" ـــــــ تیسرے آدمی نے کہا۔

"یہ سب باتیں ہو چکی۔ اب میری ایک بات اور دھیان سے سن لو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد فعال، تیز اور خوفناک ہے۔ ہمارا مشن اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم نہ ہو۔ تمہیں آخری وقت تک خود کو چھپائے رکھنا ہے۔ یہاں تک کہ کارروائیوں کے وقت تم وہاں اپنے مخصوص کارڈ بھی نہیں چھوڑو گے۔" ـــــــ چیف نے کہا۔

"مگر چیف۔ کارڈ نہ چھوڑنے کی صورت میں یہ کریڈٹ کیسے ملے گا کہ پاکیشیا کی تباہی کے پیچھے وار گینگ کا ہاتھ ہے۔" ٹروسی نے کہا۔

"مناسب وقت آنے پر یہ کام میں خود کروں گا۔ تم فکر مت کرو۔ جو کریڈٹ وار گینگ کا ہے۔ وہ وار گینگ کو ہی ملے گا۔" چیف

نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔''۔۔۔۔۔ان سب نے بیک آواز ہوکر کہا۔

''آخری بات۔ پکڑے جانے کی صورت میں یا سامنے آنے کی صورت میں تم میں سے کسی کے لاشعور میں بھی وار گینگ کا نام نہیں آنا چاہیے۔''۔۔۔۔۔چیف نے کہا۔

''یس چیف۔''۔۔۔۔۔اس بار سائٹی نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ مشن کی فائلیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائلیں آپ تک پہنچا دی جائیں گی۔''۔۔۔۔۔چیف نے کہا۔

''اوکے چیف۔''۔۔۔۔۔ان سب نے کہا اور پھر وہ اٹھتے ہوئے ایک ایک کر کے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں سائٹی وہاں سے گئی تھی۔ ان کے جانے کے بعد چیف نے میز کے ایک کونے پر انگوٹھا رکھ کر پریس کیا تو اچانک میز کے درمیانی حصے میں خودبخود ایک خانہ کھل گیا۔ دوسرے لمحے خانے سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر ابھرا اور میز پر نزول ہوتا ہوا چیف کے سامنے آ گیا۔ چیف نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر میں جیسے زندگی کی لہریں سی دوڑ گئیں اور اس پر لگے بلب جل اٹھے۔ چیف نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ایک اور بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے جیسے سمندر کی لہروں کا تیز شور سنائی دینے لگا۔ اس کے ساتھ ہی سائیڈ میں لگا ایک زرد بلب جل اٹھا۔

''کنگ کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور۔''۔۔۔۔۔زرد بٹن کو آن ہوتے دیکھ کر چیف نے ایک بٹن پریس کرتے ہوئے تیز اور غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر لگا آخری سبز بلب بھی جل اٹھا۔

''یس۔ ہیرالڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور۔''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیرالڈ۔ گیری کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی۔ اوور۔'' چیف نے اپنے مخصوص غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ اس کا پتہ چل گیا ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے ہیرالڈ نے کہا۔

''گڈ شو۔ کیسے پتہ چلا اس کا۔ اور وہ کہاں ہے۔ اوور۔'' چیف نے کہا۔

''چیف۔ گیری کو میرے گروپ کے ایک آدمی نے ائیر پورٹ کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ میرے آدمی کی رپورٹ کے مطابق گیری اپنی کار میں تھا اور وہ میک اپ میں تھا۔ وہ بے حد عجلت میں دکھائی دے رہا تھا۔ گیری نے ایک ایشیائی کا میک اپ کر رکھا تھا۔ میرے گروپ کے آدمی جس کا نام کروک ہے۔ اسے حیرت ہوئی کہ گیری نے ایشیائی کا میک اپ کیوں کر رکھا ہے۔ گیری بے حد محتاط اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ کروک نے اس کا تعاقب کیا۔ گیری ائیر پورٹ ہی گیا تھا۔ سپیشل کاؤنٹر سے اس نے ٹکٹ حاصل کیا اور وہاں

سے نکل گیا۔ کروک کا ایک دوست اتفاق سے اس کاؤنٹر پر موجود تھا جہاں سے گیری نے ٹکٹ حاصل کیا تھا۔ اس آدمی نے گیری کے پوچھنے پر بتایا کہ گیری نے وہاں اپنا نام سجاد حسین لکھوایا تھا اور وہ پاکیشیا جانے والی فلائٹ میں گیا ہے۔ اس نے سجاد حسین کے نام سے پاکیشیا کے لئے ہی کاغذات بنوائے تھے۔ جب کروک نے مجھے یہ رپورٹ دی تو میں نے پاکیشیا کے ایک گروپ سے رابطہ کیا اور اسے گیری کے بارے میں تمام انفارمیشن دے دیں کہ وہ کس حلیے میں ہے اور اس کے کاغذات کس نام سے ہیں اور یہ کہ وہ کس فلائٹ سے پاکیشیا پہنچ رہا ہے۔ اس گروپ کا نام ڈارک گروپ ہے۔ ڈارک گروپ کے باس ہیلری نے فوراً اپنے آدمی ایئر پورٹ پر بھجوا دیئے۔ میں نے ہیلری کو حکم دیا تھا کہ وہ گیری پر نظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ وہ پاکیشیا میں کیوں گیا ہے اور وہ کس سے ملتا ہے۔ بہرحال وہ جلد ہی ڈارک گروپ کی نظروں میں آ گیا۔ اور ڈارک گروپ نے اس کی نگرانی شروع کر دی۔ گیری ایئر پورٹ سے نکلنے کے بعد ایک عام سے ہوٹل میں گیا تھا اور وہاں سے میک اپ بدل کر نکل آیا تھا۔ پاکیشیا میں جا کر اس نے یورپین میک اپ کر لیا تھا۔ ڈارک گروپ نے اس کی چال ڈھال اور اس کے پاس موجود مخصوص بریف کیس سے پہچان لیا تھا۔ بہرحال یورپین میک اپ کر کے گیری پاکیشیا کے ایک معروف ہوٹل ریڈ کراؤن میں چلا گیا۔ وہاں اس نے کمرہ نمبر دس دس حاصل کیا تھا۔ ہوٹل میں اس نے اپنا

نام ٹارزن لکھوایا تھا۔

ڈارک گروپ کے آدمیوں نے ہیلری کو بتایا کہ گیری نے جس ہوٹل میں اور جس فلور پر کمرہ حاصل کیا ہے اس کے کمرے کے بالکل سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرنے والے علی عمران کے شاگرد ٹائیگر کا کمرہ ہے تو میرا ماتھا ٹھنکا۔ مجھے شک ہوا کہ گیری کہیں ٹائیگر کے ذریعے عمران سے ملنے پاکیشیا تو نہیں آیا۔ اس لئے میں نے ہیلری سے کہہ کر گیری کی زبان کھلوانے کا انتظام کرایا۔ ڈارک گروپ کے پاس جدید سائنسی آلات تھے۔ انہوں نے گیری کے کمرے میں جا کر اسے گھیر لیا اور کمرے میں وائس کلر آلہ لگا کر اس کمرے کو مکمل طور پر ساؤنڈ پروف کر دیا اور پھر انہوں نے گیری پر انتہائی تشدد کے بعد اس سے اگلوا لیا کہ وہ پاکیشیا کیوں گیا تھا۔ اوور''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہیرالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ چیف جو حیرت اور پریشانی سے یہ سب سن رہا تھا اور غصے سے جبڑے بھینچ رہا تھا اس کے خاموش ہونے پر بے چین ہو گیا۔

''کیا بتایا تھا اس نے ۔ کیوں گیا تھا وہ پاکیشیا۔ اوور'' چیف نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ گیری نے آپ کی اور اسرائیلی پرائم منسٹر کی وہ میٹنگ ایک آلے میں ریکارڈ کی تھی۔ جس میں آپ اور جناب پرائم منسٹر وار گینگ کو پاکیشیا میں تباہی اور بربادی کے مشن پر بھیجنے کی باتیں کر

رہے تھے۔ اوور۔'' ______ دوسری طرف سے ہیرالڈ نے رک رک کر کہا اور یہ سن کر چیف کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''کیا کہا۔ گیری نے ہماری میٹنگ ٹیپ کی تھی۔ کیسے اور اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔ وہ تو اسرائیل کی ایک پاور ایجنسی کا چیف تھا جو پرائم منسٹر کے انڈر تھا۔ اور اس کا اور اس کی ایجنسی کا کام فلسطینی گروپس کو ٹریس کرنا اور اس کے خلاف کام کرنا تھا۔ اور وہ اپنا کام بخوبی پورا کر رہا تھا۔ جس سے اسرائیلی پرائم منسٹر بے حد خوش تھے۔ اسے بھلا یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے تو بس اس پر شک ہوا تھا۔ میں نے پرائم منسٹر کے آفس سے نکلتے ہوئے اسے پارکنگ میں ایک کار میں بیٹھے دیکھا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے مجھ سے چھپنے کی کوشش کی تھی مگر میں نے اسے پہچان لیا تھا۔ مجھ سے چھپنے کی اسے کیا ضرورت تھی اور وہ میرے بارے میں کیا جانتا تھا۔ اس لئے میں نے تم سے کہا تھا کہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ تمہارا مخبری کا نیٹ ورک بے حد وسیع ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اگر تم کسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ تو تم اس شخص کے پیدا ہونے کے وقت اور مقام کے بارے میں بھی تفصیلات حاصل کر لیتے ہو۔ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ تم شخص اس کے بارے میں کوئی عام سی بات بتاؤ گے۔ تم جو بتا رہے ہو اسے سن کر تو میرے ہوش اڑ گئے ہیں۔ اوور۔'' ______ چیف نے

لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ اور یہ سن کر آپ کو ایک اور جھٹکا لگے گا کہ گیری اصل میں ایک پاکیشیائی فارن ایجنٹ تھا۔ اوور۔'' ______ دوسری طرف سے ہیرالڈ نے کہا تو چیف اس بار حقیقتاً اچھل پڑا۔

''فارن ایجنٹ۔ تمہارا مطلب ہے وہ اسرائیل میں اس قدر اہم پوسٹ پر ہونے کے باوجود پاکیشیا کے لیے کام کر رہا تھا۔ اوور۔'' چیف نے رک رک کر کہا۔ وہ دونوں جدید اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر بات کر رہے تھے اور یہ ایسا ٹرانسمیٹر تھا جس کی کال نہ ہی کیچ کی جا سکتی تھی اور نہ کہیں سنی جا سکتی تھی۔ اسی لئے وہ کھل کر بات کر رہے تھے اور ہیرالڈ اسرائیل میں وار گینگ کے سینڈ گروپ کا انچارج تھا جو واقعی وار گینگ کے لئے ہر طرح کی معلومات حاصل کرتا تھا اور معلومات کے حصول کے لئے اس نے تقریباً پوری دنیا میں اپنا وسیع نیٹ ورک قائم کر رکھا تھا۔

''یس چیف۔ ڈارک گروپ نے اس پر شدید تشدد کیا تھا۔ مگر اس پر بھی گیری جس کا اصل نام حیان بن سلطان تھا۔ نے زبان نہ کھولی تو ڈارک گروپ نے اسے سات ذوما کا انجکشن لگا دیا۔ سات ذوما کا انجکشن جسے دنیا کے تیز ترین اور انتہائی خطرناک نشے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے انسانی دماغ کا تمام نظام مفلوج ہو جاتا ہے اور انسان مکمل بے ہوشی اور سکون کی قید میں چلا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر کسی طاقتور سے طاقتور انسان

قوت ارادی کے مالک انسان کے دماغ کو بھی سکین کیا جائے تو اس کے شعور اور لاشعور میں موجود سب کچھ آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے اور ڈارک گروپ نے ایسا ہی کیا تھا۔ ساٹ ڈوما کا انجکشن لگتے ہی نقلی گیری کا جب ذہن سکین کیا گیا تو اس نے اپنے بارے میں بتانے کے ساتھ ساتھ ٹیپ والی بات بھی اگل دی۔ وہ ٹیپ پاکیشیا میں اپنے چیف ایکسٹو کو پہنچانے گیا تھا۔ ٹیپ میں موجود ریکارڈنگ کے ذریعے اسے وار گینگ کے بارے میں بھی تمام شواہد مل گئے تھے۔ پھر آپ کی اور پرائم منسٹر کی میٹنگ وہ سب کچھ جان چکا تھا۔ ڈارک گروپ نے اسے ہلاک کر کے وہ ٹیپ حاصل کر لیا اور ٹیپ باس تک پہنچا دی گئی اور باس ہیلری نے ساری تفصیل مجھے بتا دی۔ ساری تفصیل سن کر میں پریشان ہو گیا تھا۔ اس فارن ایجنٹ کی وجہ سے ڈارک گروپ کو بھی ہماری حقیقت کا علم ہو گیا تھا اور وہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ میں نے پاکیشیا میں ایک اور گروپ سے رابطہ کیا۔ اس گروپ کے ذریعے میں نے ہیلری سے وہ ٹیپ حاصل کرائی اور پھر میرے حکم پر اس گروپ نے ہیلری اور اس کے سارے گروپ کا خاتمہ کر دیا۔ ڈارک گروپ سے ایک بڑی غلطی ہوئی تھی۔ نقلی گیری پر تشدد کر کے اور اسے ہلاک کرنے کے بعد وہ اس کی لاش اسی ہوٹل میں چھوڑ آئے تھے۔ میں نے دوسرے گروپ کے ذریعے اس ہوٹل سے نقلی ہیلری کا سامان اور اس کی لاش بھی غائب کرا دی۔ اور چیف دوسرے گروپ نے وہ ٹیپ سپیشل کوریئر کے

ذریعے مجھے بھجوا دی تھی جو میرے رومانیہ کے ایڈریس پر پہنچ چکی ہے۔ وہاں سے میرے ایک اور آدمی نے اس ٹیپ کو میرے پاس یہاں یعنی اسرائیل میں بھیجنے کا انتظام کر دیا۔ شام تک ٹیپ مجھے مل جائے گی۔ پھر آپ کے حکم سے میں ٹیپ آپ کو کہیں بھی بھجوا دوں گا۔ اوور“ ___ دوسری طرف سے ہیرالڈ نے بھی لمبی چوڑی تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ گیری پاکیشیا کا ایجنٹ تھا۔ یہ سن کر میرا خون کھول رہا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہونے کے باوجود وہ اس طرح اسرائیل کی ایک فعال ایجنسی کا چیف بن جائے گا اور پرائم منسٹر کو اس طرح دھوکہ دیتا رہے گا۔ یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ نہ اس پر پرائم منسٹر کو شک ہوا نہ کسی اور کو۔ آخر یہ پاکیشیائی کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ یہ سب کچھ کیسے کر لیتے ہیں۔ اوور“ ___ چیف نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف۔ ان کی دیدہ دلیری اور ان کی خوداعتمادی پر تو میں بھی حیران ہوں۔ اوور“ ___ ہیرالڈ نے کہا۔

”بہرحال یہ ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہمارا ٹاپ سیکرٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگنے سے بچ گیا۔ ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر وہ عمران۔ وہ وار گینگ کو بیس بنا کر ایک بار پھر اسرائیل میں خوفناک تباہی برپا کر سکتا تھا۔ وہ پاکیشیا کے خلاف منصوبہ سن کر نہ صرف خود جنونی ہو جاتا ہے بلکہ اپنی سروس کو بھی اپنے

رنگ میں رنگ کر آگ کے سمندر میں کود جاتا ہے۔ ایسے انسان جو جنون کی حد تک اپنے ملک سے محبت رکھتے ہوں۔ وہ بے حد خطرناک ہوتے ہیں اور ان سے اسرائیل تو کیا۔ ہر اسلام دشمن ڈرتا ہے۔ اوور'' ——— چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی جب بھی اسرائیل کے خلاف قدم بڑھاتے ہیں تو ان کے قدم اسرائیلی حکومت اور ایجنسیوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ اوور'' ——— دوسری طرف سے ہیرالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ۔ تم نے دوسرے جس گروپ سے ڈارک گروپ کا خاتمہ کرایا تھا۔ اس گروپ کا کیا نام ہے۔ اوور'' ——— چیف نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

''وہ فارنی گروپ ہے باس۔ اور اس کا تعلق کافرستان سے ہے۔ انتہائی فعال، طاقتور اور خوفناک گروپ ہے۔ جو ہماری طرح اپنا کام تیزی اور انتہائی ہنرمندی سے کرتا ہے۔ اوور'' ——— ہیرالڈ نے کہا۔

''سنو۔ گیری ہلاک ہو چکا ہے۔ تم نے اس کی لاش بھی غائب کرا دی ہے اور اس سے اصل ٹیپ بھی حاصل کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تم نے ذہانت سے کام لے کر ڈارک گروپ کو بھی ختم کرا دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود عمران کا خطرہ ہم پر موت بن کر منڈلاتا رہے گا۔ تم کسی ایسے گروپ کو تلاش کرو جو باصلاحیت اور خطرناک تو

ہو مگر وہ غیر معروف اور عام سا گروپ ہو۔ اس گروپ کے ذریعے تم فارنی اور اس کے گروپ کا بھی خاتمہ کرا دو۔ تا کہ یہ راز ہمیشہ کے لئے راز ہی رہے کہ گیری کون تھا اور وہ پاکیشیا میں کیوں قتل کیا گیا تھا۔ اس کی لاش کہاں غائب ہوگئی اور اسے ہلاک کرنے والے کون تھے۔ بس صرف چند روز کی بات ہے۔ پھر میں وار گینگ کے ساتھ پاکیشیا پہنچ جاؤں گا۔ اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھی تو کیا ان جیسے ہزاروں افراد بھی آ جائیں تو وہ ہمارے ساتھیوں سے پاکیشیا کو تباہ ہونے سے نہیں روک سکیں گے۔ اپنے مشن کے دوران میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی زندہ درگور کر دوں گا۔ اوور'' ——— چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ اگلے چار گھنٹوں بعد پاکیشیا سے فارنی اور اس کے گروپ کا بھی نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ اوور'' ——— ہیرالڈ نے کہا۔

''او کے۔ اوور اینڈ آل'' ——— چیف نے کہا اور اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ میں جب بھی آتا ہوں۔ تم اٹھ کر کھڑے کیوں ہو جاتے ہو۔" ــــــ سلام و دعا کے بعد عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"آپ کا احترام مجھ پر لازم ہے۔ اس لئے۔" ــــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"احترام۔ تو تم میرے احترام کے لئے اٹھتے ہو۔" ــــــ عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔ آپ کو کوئی شک ہے کیا۔" ــــــ بلیک زیرو نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"شک تو خیر نہیں ہے۔ مگر میں نے تو سنا ہے کہ احترام بزرگوں

کا کیا جاتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں تمہاری آنکھیں دھندلا گئی ہوں اور میں تمہیں بزرگ دکھائی دیتا ہوں۔ اس لئے تم فوراً میرے احترام کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہو۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"آپ میرے باس ہیں۔ میرے استاد، میرے سے بڑے ہیں اور رتبے میں بھی آپ کا قد مجھ سے اونچا ہے۔ اس لئے میں آپ کا احترام کیوں نہ کروں۔" ــــــ بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس بس۔ تم نے مجھے جو القابات دیئے ہیں۔ یہ سن کر اب تو مجھے بھی یہ احساس ہونے لگ گیا ہے کہ میں واقعی بزرگوں کی اگلی نہیں تو کسی پچھلی صف میں ضرور کھڑا ہو گیا ہوں۔ بندۂ خدا اب یہ سب باتیں اپنے تک ہی رکھنا اگر جولیا کو میری اصلی عمر کا پتہ چل گیا تو بس میرا ڈبہ گول سمجھو۔ وہ مجھے صرف عمران کے بجائے بابا عمران یا پھر انکل عمران کہنا شروع کر دے گی۔ اور جولیا کے منہ سے ایسی باتیں سن کر میرا رقیب روسفید پورے شہر میں مٹھائیاں بانٹنا شروع کر دے گا۔" ــــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"وہ بھلا کیوں مٹھائیاں بانٹے گا۔" ــــــ بلیک زیرو نے جیسے عمران کی بات کا لطف لیتے ہوئے کہا۔

"ارے بھائی۔ وہ نوجوان آدمی ہے اور نوجوانوں کے نکاح بزرگ نکاح خواں ہی پڑھاتے ہیں۔ اب تک تو میں صفدر کو نکاح کا

خطبہ یاد کرنے کے لئے کہتا آیا ہوں۔ بزرگ جان کر تنویر اپنا نکاح پڑھوانے کے لئے میرے جیسے بزرگ کی ہی گردن پکڑے گا نا اور اس کا نکاح میں پڑھواؤں۔ اس سے بڑی خوشی کی اس کے لئے اور کون سی بات ہو سکتی ہے۔“ ——— عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس دیا۔

”اب آپ اتنے بھی بزرگ نہیں ہوئے کہ تنویر نکاح پڑھوانے کے لئے آپ کی گردن پکڑ سکے۔“ ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یعنی میں واقعی بوڑھا ہو گیا ہوں۔“ ——— عمران نے کراہ کر کہا۔

”میں نے ایسا کب کہا ہے۔“ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

”خود ہی کہہ رہے ہو کہ میں اتنا بھی بزرگ نہیں ہوا۔ اتنا بھی کہنے سے تمہاری یہی مراد ہے نا کہ میں زیادہ نہیں مگر بوڑھا ضرور ہو گیا ہوں۔“ ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو پھر ہنس دیا۔

”شیر جوان ہو یا بوڑھا۔ شیر ہی رہتا ہے۔“ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

”بوڑھے ہونے کے بعد گدھے اور بندر بھی اپنے ناموں سے ہی جانے جاتے ہیں۔“ ——— عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی تیز ہو گئی۔

”لگتا ہے آج آپ کسی بوڑھے آدمی سے مل کر آ رہے ہیں جو

بار بار بوڑھے اور بزرگ کا ذکر کر رہے ہیں۔“ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

”سوپر فیاض سے مل کر آ رہا ہوں۔ مجھے تو کہہ دیا۔ اسے کبھی بوڑھا نہ کہنا ورنہ وہ ہتھکڑیاں لے کر یہاں آ جائے گا اور بوڑھا کہنے کے جرم میں وہ ایکسٹو کو بھی گرفتار کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا چھوڑیں ان باتوں کو۔ یہ بتائیں چائے پئیں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”پلا دو گے تو یہ بزرگ جگ جگ جیو۔ دودھوں نہاؤ۔ پوتوں پھلو جیسی بوڑھی دعائیں دینے میں کوئی کنجوسی نہیں کرے گا۔“ ——— عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنستا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”جانے سے پہلے مجھے تھری تھری فائیو ٹرانسمیٹر دے جانا۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ملحقہ کمرے میں جا کر عمران کا مطلوبہ ٹرانسمیٹر لے آیا۔

”کسے کال کریں گے۔“ ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

”صفدر تو خطبہ نکاح یاد کرتا نہیں۔ سوچ رہا ہوں کسی جہاندیدہ آدمی سے جا کر بات کر لوں جسے نکاح خطبہ مع ترجمہ یاد ہو۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو پھر ہنس دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر لے کر اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اسے کال دینے لگا۔

”یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور۔“ ——— دوسری طرف سے

ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کون سا ٹائیگر بول رہا ہے۔ جنگل والا یا سرکس والا۔ اوور۔'' عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور بلیک زیرو مسکراتا ہوا کچن کی طرف چلا گیا۔

''یہ تو میرے ٹرینر کو معلوم ہوگا جس نے مجھے سدھایا ہے۔ اب وہ مجھے سرکس سے لایا تھا یا جنگل سے یہ مجھے معلوم نہیں۔ اوور۔'' دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''چلو مان لو کہ میں تمہیں سرکس سے لایا تھا۔ پھر۔ اوور۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جو بھی ہے میرے ٹرینر تو آپ ہی ہیں اور ٹرینر سرکسوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اوور۔'' ——— دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران، ٹائیگر کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ٹائیگر نے برملا اسے بھی سرکس کا ٹرینر ماسٹر کہہ دیا تھا۔ اور عمران کی عادت تھی کہ خوبصورت جواب سن کر وہ اسی طرح کھلکھلا کر ہنس دیتا تھا۔ چاہے وہ جملہ طنزیہ ہو یا کاٹ دار۔ وہ کبھی برا نہیں مناتا تھا۔

''بڑے اونچے اڑ رہے ہو۔ لگتا ہے کوئی بڑا تیر مار لیا ہے۔ اوور۔'' ——— عمران نے کہا۔

''لیس باس۔ میرے پاس آپ کے لئے بے حد اہم خبریں ہیں۔ اوور۔'' ——— ٹائیگر نے کہا۔

''گرم ہیں یا ٹھنڈی۔ اوور۔'' ——— عمران نے کہا۔

''گرم۔ ٹھنڈی۔ میں سمجھا نہیں باس۔ اوور۔'' ——— دوسری طرف سے ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

''میں خبروں کی بات کر رہا ہوں۔ خبریں گرم ہیں یا ٹھنڈی۔ اگر گرم ہیں تو فوراً بتا دو۔ اور اگر خبریں ٹھنڈی ہیں تو ذرا ٹھہر کر بتا دینا کیونکہ میں گرم گرم چائے پینے کا سوچ رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری ٹھنڈی خبریں سن کر میری چائے بھی ٹھنڈی ہو کر مشروب بن جائے۔ اوور۔'' ——— عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر ایک بار پھر ہنس دیا۔

''بڑی چونکا دینے والی اور خوفناک خبریں ہیں باس۔ آپ سنیں گے تو چائے پینا بھی بھول جائیں گے۔ اوور۔'' ——— ٹائیگر نے کہا۔

''تب رک جاؤ پیارے۔ پہلے چائے پی لوں۔ پھر تمہاری خبریں سنوں گا۔ ورنہ یہاں چائے کے دشمن اور بھی ہیں۔ اوور۔'' عمران نے بلیک زیرو کو دیکھ کر کہا جو چائے کے دو کپ لئے اندر آ رہا تھا۔ عمران کے آخری الفاظ سن کر بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے خاموشی سے چائے کا ایک کپ عمران کے سامنے پڑی میز پر رکھا اور دوسرا کپ لے کر اپنی مخصوص کرسی پر جا بیٹھا۔

''باس۔ مرنے والے کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ اوور۔'' دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران جس نے چائے کا سپ لینے کے

لئے کپ منہ سے لگایا ہی تھا بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کپ فوراً میز پر رکھ دیا۔

"اسرائیل سے۔ مگر پہلے تو تم نے کہا تھا کہ وہ کوئی ایکریمی تھا۔ اوور"۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ وہ میک اپ میں تھا۔ وہ اسرائیل سے ایکریمیا اور پھر ایکریمیا سے ڈائریکٹ پاکیشیا آیا تھا۔ ایکریمیا سے وہ ایک ایشیائی کے میک اپ میں آیا تھا اور پھر وہ پاکیشیا کے ایک عام سے ہوٹل میں چلا گیا تھا۔ جہاں اس نے ایک ایکریمی کا حلیہ بدلا اور ہوٹل ریڈ کراؤن میں شفٹ ہو گیا۔ اس پر باقاعدہ نظر رکھی جا رہی تھی۔ اور اس پر نظر رکھنے والے پاکیشیا کے ایک خفیہ گروپ ڈارک گروپ کے افراد تھے۔ انہوں نے ہی اس غیر ملکی کو ہوٹل میں ہلاک کیا تھا۔ تشدد کے وقت ڈارک گروپ نے اس غیر ملکی کے کمرے میں وائس کلر مشین آن کر دی تھی جس سے کمرہ ساؤنڈ پروف ہو گیا تھا اور کسی نے اس کی چیخوں کی آوازیں نہیں سنی تھیں۔ اوور"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا یہ سب۔ اوور"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہوٹل ریڈ کراؤن میں سکیورٹی کے پیش نظر شارٹ سرکٹ کیمرے نصب ہیں۔ ان کیمروں سے وہاں ہر آنے جانے والے پر نظر رکھی جاتی ہے۔ جس روز اس غیر ملکی جس کا نام ہوٹل میں ٹارسن درج تھا۔ اس روز ہوٹل کے چند شارٹ سرکٹ کیمرے خراب ہو

گئے تھے لیکن ہوٹل کے انٹری گیٹ کے کیمرے آن تھے اور ان کی باقاعدہ ریکارڈنگ کی جا رہی تھی۔ بہرحال مجھے جب ان کیمروں کا علم ہوا تو میں ایک بار پھر ہوٹل ریڈ کراؤن میں آ گیا۔ میں نے اس ریکارڈنگ کی چیکنگ کی تو مجھے وہاں نہ صرف ڈارک گروپ کے افراد دکھائی دیئے بلکہ فارئی گروپ کے چند آدمی بھی دکھائی دیئے۔ کیمروں کی ریکارڈنگ ٹائم کے مطابق ڈارک گروپ کے افراد ٹارسن کی ہلاکت سے ایک گھنٹہ قبل آئے تھے جبکہ فارئی گروپ کے افراد ہوٹل میں اس وقت آئے تھے جب ٹارسن کی لاش غائب کی گئی تھی۔ ڈارک گروپ خالی ہاتھ آئے تھے مگر واپسی پر ان کے پاس کچھ سامان موجود تھا۔ جن میں سے ایک تو وہ بیگ تھا جو ٹارسن کے پاس تھا۔ اور دوسرا ایک بہت بڑا بیگ تھا جس میں غالباً وہ ٹارسن کی لاش چھپا کر لے گئے۔ میں نے ان کیمروں میں موجود ٹارسن کی چند تصویریں بھی حاصل کر لی تھیں۔ وہ ڈبل میک اپ میں تھا۔ ان تصویروں سے میں نے اس کی اصل تصویریں حاصل کیں اور ائیر پورٹ اور دوسرے ذرائع سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ جس سے مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ ہلاک ہونے والا کون تھا اور وہ کن ذرائع سے پاکیشیا پہنچا تھا۔ جس کمرے میں ٹارسن کو قتل کیا گیا تھا۔ وہاں ایک میز پر مجھے وائس کلر مشین کے مخصوص نشان نظر آئے تھے اور باس جب میں نے اپنی تفتیش کا دائرہ وسیع کیا اور اسرائیل اور ایکریمیا کی چند جرائم پیشہ تنظیموں سے رابطہ

کیا تو مجھ پر واضح ہوا کہ ہلاک ہونے والا غیر ملکی کوئی اور نہیں بلکہ اسرائیل کی ایک معروف پاور ایجنسی کا چیف گیری راڈسن ہے۔ اوور'' ــــــ دوسری طرف سے کہا اور گیری راڈسن کا نام سن کر عمران کے ہاتھ سے چائے کا کپ چھلک پڑا جو اس نے ٹائیگر کی باتیں سنتے ہوئے ایک بار پھر اٹھا لیا تھا۔ وہ چائے کا کپ لئے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

''گیری راڈسن۔ اوور'' ــــــ عمران نے رک رک کر کہا۔

''یس باس۔ میں نے انتہائی تصدیق کے بعد یہ کنفرم کیا ہے کہ وہ گیری راڈسن ہی تھا۔ اور باس مجھے یہ بھی رپورٹ ملی ہے کہ گیری راڈسن وہاں سے نہایت خفیہ طور پر نکلا تھا۔ اس کے پاس کوئی اہم چیز تھی جو وہ پاکیشیا لا رہا تھا۔ پاکیشیا میں جس ڈارک گروپ نے اس پر تشدد کر کے اسے ہلاک کیا تھا اس گروپ کو فارئی گروپ نے ہلاک کر دیا تھا اور یہی نہیں اس فارئی گروپ کو ایک تیسرے گروپ نے ہلاک کر دیا ہے۔ اس گروپ کا نام ہارڈ گروپ ہے۔ اور باس میں نے ہارڈ گروپ کے باس پر ہاتھ ڈالا تو اس نے بھی سب کچھ اگل دیا۔ اس کہنے کے مطابق فارئی گروپ کو ہلاک کرنے کا ٹاسک اسے رومانیہ کی ایک جرائم پیشہ تنظیم ڈبل ہارس نے دیا تھا اور ڈبل ہارس کی طرف سے اس گروپ کو دو لاکھ ڈالر دیئے گئے تھے۔ اوور'' ــــــ دوسری

طرف سے ٹائیگر نے مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہارے پاس گیری راڈسن کی کوئی تصویر ہے۔ اوور''

عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اوور'' ــــــ ٹائیگر نے کہا۔

''اگر تصویر تمہارے ڈیجیٹل موبائل میں ہے تو اسے فوراً میرے سیل پر ایم ایم ایس کر دو۔ اوور'' ــــــ عمران نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں ابھی آپ کو ایم ایم ایس کرتا ہوں۔ اوور'' ٹائیگر نے کہا۔

''ہری اپ۔ ضرورت ہوئی تو میں تمہیں دوبارہ کال کروں گا''

عمران نے کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''کیا چکر ہے عمران صاحب۔ اور یہ گیری راڈسن یہاں کیسے آ گیا۔ اس کے آنے کی تو میرے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے''

عمران کو ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس دوران خاموشی سے عمران اور ٹائیگر کی باتیں سنتا رہا تھا۔

''یہی میں سوچ رہا ہوں۔ اگر اسے یہاں آنا تھا تو اس نے اطلاع کیوں نہیں دی۔ اور پھر وہ جس خفیہ طریقے سے یہاں آیا تھا اور اسے ہلاک کیا گیا تھا۔ یہ سب باتیں کسی گہری اور منظّم سازش کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ٹائیگر کو جو ہوٹل کے کمرے سے وارنگ کا کارڈ ملا تھا۔ میں تو اب تک اس لئے خاموش تھا کہ

معاملہ صرف ایک غیر ملکی کے قتل کا تھا اور وار گینگ کا محض ایک کارڈ ملا تھا۔ میری اطلاعات کے مطابق وار گینگ سفاک اور بے رحم قاتلوں کا ایک ایسا گروپ ہے جو ایکریمیا اور یورپی ممالک میں ٹارگٹ کلنگ کرتا ہے۔ اور یہ کہ وہ اپنے ٹارگٹ کو انتہائی بے رحمانہ انداز میں ہلاک کرتا ہے۔ جس انداز میں گیری راڈسن کو ہلاک کیا گیا تھا یہ انداز وار گینگ کا نہیں تھا۔ وہ کارڈ جو ٹائیگر کو ملا تھا۔ وہ بالکل ایسا ہی کارڈ ہے جسے ہلاکت کے بعد وار گینگ اپنی دہشت کا نام ثبت کرنے کے لئے جان بوجھ کر وہاں چھوڑ جاتے تھے۔ چونکہ گیری راڈسن کی ہلاکت کا طریقہ کار مختلف تھا۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ ہلاک کرنے والوں نے جان بوجھ کر وار گینگ کا کارڈ وہاں چھوڑا تھا تاکہ اس واردات کا الزام وار گینگ پر ڈالا جا سکے۔ لیکن اب جو ٹائیگر نے تفصیلات بتائی ہیں۔ میرے سارے اندازے غلط ہو گئے ہیں۔ گیری راڈسن جو ہمارا فارن ایجنٹ تھا۔ خاص طور پر یہاں آیا تھا۔ وار گینگ کا کارڈ شاید وہ ہی اپنے ساتھ لایا تھا کیونکہ اسے ڈارک گروپ نے ہلاک کیا تھا اور ڈارک گروپ کو ہلاک کرنے والا بھی ایک مقامی گروپ ہی تھا۔ اس طرح اس گروپ کو بھی تیسرے مقامی گروپ نے ختم کیا تھا۔ اب بات گھوم پھر کر وہیں آ جاتی ہے تو واقعی یہ سوچنے والی بات ہے۔ حنان کو اس طرح چھپ کر یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر اسے آنا ہی تھا تو وہ باقاعدہ اطلاع دے کر آتا۔ اور اگر وہ کوئی خاص چیز خفیہ طور پر اور جلد سے جلد

یہاں لانا چاہتا تھا تو اسے کم از کم یہاں کر ہمیں اطلاع تو دینی چاہیے تھی۔“ ـــــ عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے۔ اسے بھی علم ہو کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس لئے اس نے ہم سے رابطہ کرنے میں احتیاط کی ہو۔“ ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ممکن ہے۔ مگر یہ بھی تو سوچو کہ اگر اسے نگرانی کا علم تھا تو اسے اس ہوٹل میں رکنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ میک اپ ایکسپرٹ تھا۔ کوئی بھی میک اپ کر کے وہاں سے بھی نکل جاتا۔ ایک فارن ایجنٹ ایک مقامی گروپ سے خود کو نہیں بچا سکا۔ اگر اس کا یہاں یہ حال ہو سکتا ہے تو وہ اسرائیل میں اب تک کیسے بچتا رہا تھا اور وہ بھی ایک فعال ایجنسی کا چیف بن کر جو اسرائیلی پرائم منسٹر کے انتہائی نزدیک تھا۔“ ـــــ عمران نے کہا۔

”ہاں واقعی۔ یہ حیران کن بات ہے۔ حنان بے حد عقلمند، تیز اور انتہائی فعال ایجنٹ تھا۔ آپ تو اس کی ذہانت کی مثالیں دیتے تھے۔ پھر وہ واقعی اس قدر آسانی سے ایک مقامی گروپ کے ہتھے کیسے چڑھ گیا۔“ ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

”اگر اس رخ سے سوچا جائے کہ ڈارک گروپ کو ختم کرنے والے دوسرے گروپ کو بھی ختم کر دیا گیا تو ضرور کوئی اہم بات ہے۔ حنان کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ وہ اس قدر احمقانہ اقدام نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا یہاں آنے کا مطلب صاف ہے کہ وہ اسرائیل سے کوئی

بہت بڑی خبر لے کر آیا تھا اور وار گینگ۔ اس اہم خبر کا تعلق یقیناً اسی وار گینگ سے ہی ہوسکتا ہے۔ ورنہ وہاں وار گینگ کا کارڈ ملنے کا اور کیا مقصد ہوسکتا ہے۔'' ——— عمران نے مسلسل سوچ سوچ کر بولتے ہوئے کہا۔

''آپ کہیں یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ اسرائیل نے وار گینگ کو پاکیشیا میں کسی اہم مشن کے لئے ہائر کیا ہے۔ اور ان کا مشن ظاہر ہے ٹارگٹ کلنگ ہی ہوسکتا ہے۔'' ——— بلیک زیرو نے کہا۔

''حالات اور تجزیے کے مطابق تو یہی معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن معاملہ اگر صرف ٹارگٹ کلنگ تک ہی محدود ہوتا تو یہ بات حنان سپیشل ٹرانسمیٹر پر بھی بتا سکتا تھا۔ اس کے پاس ایسا جدید ٹرانسمیٹر ہے جو نہ صرف لانگ رینج ہے بلکہ اس ٹرانسمیٹر کی کال نہ کہیں سنی جاسکتی ہے اور نہ ٹریس ہی کی جاسکتی ہے۔'' ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اب یہ کیسے پتہ چلے گا کہ وہ یہاں کیوں آیا تھا اور اس کے پاس کون سی اہم خبر تھی۔'' ——— بلیک زیرو نے کہا۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون پر ایم ایم ایس کا کاشن موصول ہوا۔ عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور اس کے بٹن پریس کرنے لگا۔ ایم ایم ایس ٹائیگر کی طرف سے تھا اور تصویر دیکھ کر عمران کے چہرے پر سوچ و تفکر کے سائے لہرانے لگے تھے کیونکہ ٹائیگر نے جو تصویر بھیجی تھی۔ وہ واقعی حنان بن سلطان کی ہی تھی

جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اسرائیل میں کام کرتا تھا۔ بلیک زیرو نے بھی وہ تصویر دیکھ لی۔

''یہ تو واقعی حنان بن سلطان ہی ہے۔'' ——— بلیک زیرو نے کہا۔

''ایک منٹ۔ مجھے سوچنے دو۔'' ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران دوبارہ بیٹھ کر گہری سوچوں میں کھو گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو۔'' ——— اس نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف۔'' ——— دوسری طرف سے جولیا کی لڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا ہے۔ اور تمہاری آواز لڑکھڑا کیوں رہی ہے۔'' بلیک زیرو نے چونک کر مگر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں ہلاک ہو گئے ہیں۔'' دوسری طرف سے جولیا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف بلیک زیرو بلکہ عمران بھی چونک پڑا۔ بلیک زیرو نے چونک لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا اس لئے جولیا کی بات عمران نے بھی سن لی تھی۔

''کیسے ہوا یہ سب۔ کس نے ہلاک کیا ہے انہیں۔'' ——— عمران نے اٹھ کر بلیک زیرو سے رسیور لیتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص مگر

ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے جولیا تفصیل بتانے لگی۔ جسے سن کر عمران اور بلیک زیرو کے چہروں پر حیرت اور پریشانی کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے گئے۔

صفدر نے کار ہوٹل نوروز کی پارکنگ میں روکی اور کار کا انجن بند کر کے باہر آ گیا۔ ٹوکن بوائے سے اس نے پارکنگ کارڈ حاصل کیا اور پارکنگ سے نکل کر ہوٹل کے مین دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین ڈور سے وہ ہال میں داخل ہوا۔ ہال میں تقریباً تمام میزیں آباد تھیں۔ ہال برتنوں کی کھنک اور بھاری اور کھلکھلاتی ہوئی آوازیں سے گونج رہا تھا۔ وہاں فیملیز کے ساتھ ساتھ نوجوان جوڑے بھی موجود تھے۔ بھاری آوازیں مردوں کی تھیں جبکہ کھلکھلاتی ہوئی آوازیں ظاہر ہے نوخیز لڑکیوں کی ہی تھیں۔ صفدر نے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر ہال پر طائرانہ نظریں ڈالیں تو ایک کونے میں اسے کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے دکھائی دیئے۔ انہیں دیکھ کر صفدر مسکراتا ہوا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم دونوں ایک ساتھ اور اس ہوٹل میں خیریت۔" ـــــــ سلام دعا کے بعد صفدر نے ان کے قریب ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی حیرت بجا تھی کیونکہ تنویر خاور، صدیقی، چوہان اور خاص طور پر جولیا کے ساتھ تو اکثر ہوٹلوں میں دیکھا جاتا تھا مگر کیپٹن شکیل جیسے سنجیدہ مزاج اور رکھ رکھاؤ والے انسان کے ساتھ وہ پہلی بار نظر آ رہا تھا اور کیپٹن شکیل بھی بہت کم ہوٹلنگ کرتا تھا۔ خاص طور پر وہ ایسے شور شرابے والے ماحول سے دور ہی رہتا تھا۔ مگر اب وہ نہ صرف ایک بھرے پرے ہوٹل میں تھا بلکہ تنویر کے ساتھ نظر آ رہا تھا۔

"کیوں۔ کیا ہم ایک ساتھ نہیں ہو سکتے۔" ـــــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کبھی تم دونوں کو اس طرح دیکھا نہیں نا۔ اسی لئے حیرت ہو رہی ہے اور کیپٹن شکیل تو ویسے بھی ایسے ماحول سے دور دور رہتا ہے۔" ـــــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہاں تنویر نے بلایا ہے۔" ـــــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بلایا تو مجھے بھی تنویر نے ہی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اسے مجھ سے بہت ضروری کام ہے۔ مگر تم دونوں یہاں جس طرح خوش خوش بیٹھے ہو۔ اس سے تو ایسا لگتا ہے جیسے تنویر نے ہمیں صرف کھانے کی دعوت کے لئے ہی بلایا ہو۔" ـــــــ صفدر نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں نے تم دونوں کو واقعی ایک ضروری کام

کے لئے ہی بلایا ہے۔ مگر لنچ کا ٹائم ہو رہا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے کسی اچھے سے ہوٹل میں کھانا کھا لیا جائے۔ اس کے بعد بات کریں گے۔" ـــــــ تنویر نے خوشگوار موڈ میں کہا۔

"یعنی پہلے طعام پھر کلام۔" ـــــــ صفدر نے کہا تو تنویر ہنس پڑا۔

"یہی سمجھو۔" ـــــــ اس نے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کھانے کے لئے منگوا کیا رہے ہو۔" صفدر نے کہا۔

"اس ہوٹل کے ایگ رائس بے حد مشہور ہیں۔ میں تو وہی کھاؤں گا۔ تم دونوں اپنے لئے جو چاہے منگوا لو۔ پے منٹ میں کر دوں گا۔" تنویر نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے وہاں سے گزرتے ہوئے ایک ویٹر کو اشارے سے اپنے قریب بلا لیا۔ ویٹر ان کے پاس آ کر مؤدب کھڑا ہو گیا۔ تنویر نے اسے ایگ رائس کا آرڈر نوٹ کرایا جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل نے ویجیٹیبل رائس اور مکس رائتے کا آرڈر دے دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کا آرڈر سرو کر دیا گیا اور وہ خاموشی سے کھانے میں مصروف ہو گئے۔ اسی لمحے تنویر کے سیل فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر فلیش ہونے والا نام دیکھ کر اس نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کر کے فون کان سے لگا لیا۔

"یس بیگ بول رہا ہوں۔" ـــــــ تنویر نے کہا۔ اس نے

ہم تینوں سے ایک ساتھ بات کرنا چاہتی ہے۔‘‘ ——— تنویر نے کہا۔

’’چلو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ تو بتا دو۔ وہ پراسرار لڑکی تمہیں ملی کہاں تھی۔‘‘ ——— تو صفدر نے کہا۔

’’پراسرار لڑکی۔‘‘ ——— تنویر نے کہا۔

’’تم ہمیں اس کے بارے میں کچھ بتا نہیں رہے۔ وہ ہم سے خاص طور پر ملنا چاہتی ہے۔ جس کے بارے میں ہم کچھ جانتے ہی نہیں تو ہمارے لئے وہ پراسرار لڑکی ہی ہوئی نا۔‘‘ ——— صفدر نے کہا۔

’’وہ میرے فلیٹ میں آئی تھی۔ اسے دیکھ کر میں بھی حیران ہوا تھا۔ مگر وہ بے حد پریشان تھی۔ میں نے اس سے اس کی پریشانی کی وجہ پوچھی مگر اس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس نے مجھے ایک ایڈریس دیا اور کہا کہ میں تم دونوں کو لے کر اس کے پاس آ جاؤں۔ وہ ہم سے کوئی بہت ضروری بات کرنا چاہتی ہے۔‘‘ ——— تنویر نے کہا۔

’’تم نے پچھلے ہفتے ہی اپنا فلیٹ بدلا تھا۔ پھر وہ جاننے والی لڑکی تمہارے فلیٹ میں کیسے پہنچ گئی اور وہ ہم سے کس حیثیت سے ملنا چاہتی ہے۔ کیا وہ جانتی ہے کہ ہم کون ہیں۔‘‘ ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’ہاں۔ وہ سب جانتی ہے۔ میں ذاتی کام کے لئے باہر گیا تھا تو اس نے مجھے کار میں دیکھ لیا تھا اور وہ میرا پیچھا کرتی ہوئی آئی

تھی۔‘‘ ——— تنویر نے کہا۔

’’کیا تمہیں اس کے تعاقب کرنے کا پتہ نہیں چلا تھا۔‘‘ صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں میرا تعاقب کیا تھا اور واقعی مجھے اس کے تعاقب کرنے کا علم نہیں ہوا تھا۔‘‘ ——— تنویر نے کہا۔

’’کیا اس کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے۔‘‘ ——— صفدر نے پوچھا۔

’’ایسا ہی سمجھ لو۔‘‘ ——— تنویر نے کہا۔ وہ فرنچ زبان میں باتیں کر رہے تھے تاکہ کوئی ان کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔

’’کہیں تم مس روشی کی بات تو نہیں کر رہے۔ جو پہلے ہمارے ساتھ کام کر چکی ہیں اور چند ماہ قبل وہ ساندربن میں بھی ایک مشن پر ہمارے ساتھ کام کر چکی ہے۔‘‘ ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’نہیں۔ میں مس روشی کی بات نہیں کر رہا۔‘‘ ——— تنویر نے کہا۔

’’حیرت ہے۔ مجھے تو یہی لگ رہا تھا کہ تم مس روشی کی بات کر رہے ہو۔ اس کے علاوہ اور کون ہو سکتی ہے جو ہمارے بارے میں سب کچھ جانتی ہو۔‘‘ ——— صفدر نے کہا۔

’’تھوڑا انتظار کر لو۔ اس سے ملو گے تو تم بھی حیران رہ جاؤ گے۔‘‘ ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے حیرت بھری نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سر

جھٹک کر کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانا کھا کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ تنویر نے بل ادا کیا اور پھر وہ ہوٹل سے باہر آ گئے۔ اور پھر چند لمحوں بعد تنویر کی کار میں بیٹھے اڑے جا رہے تھے۔ تنویر کے کہنے پر انہوں نے اپنی کار ہوٹل کی پارکنگ میں ہی چھوڑ دی تھیں۔ تنویر مختلف سڑکوں پر کار گھماتا رہا۔ پھر وہ انہیں لے کر ایک نئے تعمیر شدہ رہائشی علاقے میں آ گیا۔ اس رہائشی علاقے میں کوٹھیاں اور بنگلے تھے۔ جو فرنشڈ تھے۔ تنویر نے ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے کار روکی اور اس نے کار کا تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔ تنویر کا یہ پراسرار انداز دیکھ کر صفدر اور کیپٹن شکیل حیران ہو رہے تھے۔ انہیں واقعی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ تنویر ان دونوں کو کس لڑکی سے ملانے لے جا رہا ہے۔ جبکہ تنویر کا رویہ پراسرار ضرور تھا۔ مگر اس کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا جس سے انہیں شک ہو کہ تنویر ان سے مذاق کے موڈ میں ہے۔

جیسے ہی تنویر نے تین بار ہارن بجایا۔ کوٹھی کا گیٹ خود کار طریقے سے کھلتا چلا گیا۔ گیٹ کھلتے ہی تنویر کار اندر لے گیا اور اس کے پیچھے گیٹ بند ہو گیا۔ تنویر نے کار پورچ میں لا کر روک دی۔ جہاں پہلے ہی سے ایک نئے ماڈل کی جدید کار موجود تھی۔ بظاہر کوٹھی بالکل خالی معلوم ہو رہی تھی مگر ہارن بجتے ہی جس طرح گیٹ کھلا تھا اس سے پتہ چلتا تھا کہ وہاں کوئی نہ کوئی ضرور موجود ہے۔

''آؤ''۔۔۔۔۔ تنویر نے کار سے نکلتے ہوئے کہا اور صفدر اور

کیپٹن شکیل کار سے نکل آئے اور حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

''یہ تم ہمیں کہاں لے آئے ہو۔ اوور''۔۔۔۔۔ صفدر نے تعجب بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا۔ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ''۔۔۔۔۔ تنویر نے مسکرا کر کہا اور اسے اس طرح مسکراتے دیکھ کر ان کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کاندھے اچکا دیئے۔ تنویر رہائشی حصے کی طرف بڑھا تو ان دونوں نے بھی اس کے پیچھے قدم بڑھا دیئے۔

رہائشی حصے کے برآمدے کے پاس آ کر تنویر ایک دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ اندر آ گئے۔ سامنے ایک مختصر سی راہداری تھی۔ وہ راہداری سے گزر کر ایک لان میں آ گئے۔ لان میں بھی انہیں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ تنویر ایک طرف بڑھا جا رہا تھا اور صفدر اور کیپٹن شکیل کا سسپنس سے برا حال ہو رہا تھا۔ مگر وہ خاموش تھے۔ لان کے دوسرے حصے میں موجود ایک کمرے کے دروازے پر آ کر تنویر رک گیا۔ اس نے مڑ کر مسکراتے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے دروازے پر انگلی کے ہک سے تین بار مخصوص انداز میں دستک دی۔

''میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے آیا ہوں''۔۔۔۔۔ اس نے

دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"دروازہ کھلا ہے۔ انہیں لے کر اندر آ جاؤ۔"------ اچانک دروازے کے اوپر لگے ایک سپیکر سے ایک مترنم آواز سنائی دی اور صفدر اور کیپٹن شکیل چونک کر اوپر لگے سپیکر کی طرف دیکھنے لگے۔ تنویر نے دروازہ کھولا اور مڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"حیران مت ہو۔ ابھی تم دونوں کی حیرت ختم ہو جائے گی۔ اندر چلو۔"------ تنویر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ ڈرائنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ قیمتی صوفوں کے ساتھ ساتھ وہاں کی آرائش کے لئے بھی خاصا خرچہ کیا گیا تھا۔

وہ دونوں اندر آ گئے۔ تنویر آگے بڑھ کر بڑے اطمینان بھرے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔

"آؤ بیٹھو۔ کھڑے کیوں ہو۔ وہ ابھی آ جائے گی۔"------ تنویر نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ سچ سچ بتاؤ۔ یہ سب چکر کیا ہے۔ تم تو یہاں اس طرح آ کر بیٹھ گئے ہو جیسے تم یہاں پہلے بھی آ چکے ہو یا پھر یہ تمہاری ذاتی رہائش گاہ ہو۔"------ صفدر نے تنویر کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اسے اب تنویر کے پراسرار انداز پر شک سا ہونے لگا تھا۔ کیپٹن شکیل بھی شکی نظروں سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ صفدر کی بات سن کر تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم دونوں کے چہرے دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تم مجھ پر شک کر رہے ہو۔"------ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شک نہ کریں تو اور کیا کریں۔ تمہارا پراسرار رویہ۔ یہاں آنے کا انداز۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم تنویر کے ساتھ نہیں بلکہ کسی مجرم کے ساتھ آئے ہیں۔ ایسی رہائش گاہیں عموماً جرائم پیشہ افراد ہی استعمال کرتے ہیں۔"------ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیوں۔ مجرم کیوں۔ سیکرٹ ایجنٹس بھی تو ایسی ہی بلکہ اس سے بھی جدید رہائش گاہوں کا انتخاب کرتے ہیں۔"------ تنویر نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ تم ہمیں اس لڑکی کے بارے میں بتاؤ۔ کون ہے وہ۔ اور وہ ہے کہاں۔"------ صفدر نے ناگوار لہجے میں کہا۔ اسے تنویر کے اس انداز پر اب جیسے کوفت سی ہونی شروع ہو گئی تھی۔

"تم بیٹھو۔ وہ ابھی آ جائے گی۔"------ تنویر نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا۔ کیپٹن شکیل کا حال بھی صفدر سے مختلف نہ تھا۔ وہ بھی حیران اور الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے سر ہلایا تو صفدر آگے بڑھ کر تنویر کے سامنے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اسی لمحے دائیں طرف کمرے کا دوسرا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی مسکراتی ہوئی اندر آ گئی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی نظریں جیسے ہی اس لڑکی پر پڑیں وہ دونوں ایک جھٹکے سے اٹھ کر

کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے حیرت سے بگڑتے چلے گئے اور ان کی آنکھوں میں بھی حیرت کے دیئے جل اٹھے تھے۔ یہی نہیں اس لڑکی کو دیکھتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل نے فوراً اپنی اپنی جیبوں سے مشین پسٹل نکال لئے۔ جو وہ ضرورت کے لئے ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔

''تم۔ یہاں۔'' ـــــ صفدر نے اس لڑکی گھورتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ ثنائی ہے۔ وہی سائی جس نے ایک بار ہمیں اسرائیل میں یقینی موت سے بچایا تھا۔'' تنویر نے انہیں مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

''تو تم ہمیں اس سے ملانے لائے تھے۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مگر کیا بات ہے۔ تم دونوں کے چہروں پر اس کے لئے اتنی نفرت اور اتنا غصہ کیوں ہے۔ تم شاید بھول گئے ہو۔ اسرائیل کی زیرو ایجنسی میں کام کرنے والی فلسطینی ایجنٹ ہے۔ جس نے اس وقت ہماری مدد کر کے ہماری جان بچائی تھی۔ جب ہم زیرو ایجنسی کے ہاتھ لگ چکے تھے اور زیرو ایجنسی نے ہمیں بے ہوش کر کے الیکٹرک چیئرز پر بٹھا دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ زیرو ایجنسی کا چیف ٹموتھی الیکٹرک آن کر کے ہمیں ہلاک کرتا اچانک سائی نے وہاں پہنچ کر ٹموتھی اور اس کے سارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا اور پھر یہ ہمیں زیرو ایجنسی کے خفیہ ہیڈ کوارٹر سے نکال کے لے گئی تھی۔ اس اسرائیلی

مشن میں، میں تم اور صفدر الگ کام کر رہے تھے اور عمران اور باقی ساتھی الگ۔ اس وقت اگر سائی ہماری مدد نہ کرتی تو اب تک شاید ہمارا نشان بھی مٹ چکا ہوتا۔'' ـــــ تنویر نے کہا۔ سائی خاموشی سے کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ وہ ان دونوں کی طرف گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ شاید تنویر کو بات کرنے کا موقع دینے کے لئے خاموش تھی۔

''اس کے بعد کیا ہوا تھا۔ تمہیں کچھ معلوم بھی ہے۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا ہوا تھا۔ جب یہ ہمیں زیرو ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سے نکال کر وادئ کی پہاڑیوں کی طرف لے جا رہی تھی تو اچانک وہاں اسرائیلی سیکرٹ سروس نے ہلہ بول دیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ بڑی فورس کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ جس سے مقابلے میں مجھے بے شمار گولیاں لگی تھیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے اس وقت بھی سائی نے ہی ہماری مدد کی تھی اور خفیہ پہاڑی راستوں سے ہمیں وہاں سے نکال کر لے گئی تھی۔ پھر شاید عمران نے میرا آپریشن کیا تھا۔ میرے جسم سے گولیاں نکال کر اس نے مجھے مرنے سے بچایا تھا۔ اس کے بعد میری آنکھ فاروقی ہسپتال میں کھلی تھی۔ مجھے یاد ہے مجھے دو ماہ تک ہسپتال میں رہنا پڑا تھا۔ میں نے تم دونوں سے سائی کے بارے میں پوچھا تھا تو تم نے بتایا تھا کہ جب سائی کے ساتھ ہم عمران تک پہنچے تھے تو وہاں اچانک زیرو ایجنسی بھی پہنچ گئی تھی۔ ان سے تم سب نے زبردست

مقابلہ کیا تھا۔ زیرو ایجنسی کی فائرنگ کی زد میں آ کر سائٹی ہلاک ہو گئی تھی۔"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایسا میں نے جان بوجھ کر کہا تھا کیونکہ جب بھی ہم تمہاری عیادت کے لئے آتے تھے تو سائٹی کے بارے میں ہی پوچھتے تھے۔ تم سائٹی سے کچھ زیادہ ہی ایمپریس ہو چکے تھے۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر تمہیں اس کی حقیقت نہیں بتائی تھی ورنہ شاید تمہیں ہماری باتوں پر یقین نہ آتا۔"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"حقیقت۔ کیا مطلب۔ کس حقیقت کی بات کر رہے ہو۔" تنویر نے چونک کر کہا۔

"حقیقت میں تمہیں بتا دیتی ہوں مسٹر تنویر۔"۔۔۔۔۔۔ اچانک سائٹی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی ٹھک ٹھک کی آوازیں سنائی دیں اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہاتھوں سے مشین پسٹل نکلتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے انہیں ایک لمبا تڑنگا نوجوان اس طرف سے آتا دکھائی دیا جہاں سے سائٹی آئی تھی۔ اس نوجوان کا سر گنجا تھا۔ اس کا جسم ورزشی تھا۔ اور اس کے چہرے پر پرانے زخموں کے نشانات بھی تھے۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس کے آگے سائلنسر لگا ہوا تھا۔ سائیلنسر سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ خاموش فائر کر کے اس نے کیپٹن شکیل اور صفدر کے ہاتھوں سے مشین پسٹل گرائے ہیں۔

"یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کون ہے۔ اور۔ اور۔"۔۔۔۔۔۔ گنجے آدمی

کو اس طرح ریوالور لئے باہر آتے دیکھ کر تنویر نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ساوچی ہے۔ ساوچی۔"۔۔۔۔۔۔ آنے والے نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اب تمہیں پتہ چل ہی گیا ہے کہ میں تمہاری دوست نہیں دشمن ہوں۔"۔۔۔۔۔۔ سائٹی نے کہا اور تنویر کا چہرہ یکلخت بدلتا چلا گیا۔

"دشمن۔"۔۔۔۔۔۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ہاں۔ یہ درست ہے کہ تم مجھے راستے میں ملے تھے اور میں نے تمہارا تعاقب کیا تھا اور تمہارے فلیٹ تک پہنچ گئی تھی۔ میں تمہارے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچنا چاہتی تھی۔ اس لئے میں نے تم سے کہا تھا کہ تم اپنے دوستوں کو بلاؤ۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے سے تمہیں ایک اہم بات بتانا چاہتی ہوں۔ تم مجھ سے جس طرح پیش آئے تھے۔ میں سمجھ گئی تھی کہ تمہیں تمہارے ساتھیوں نے میرے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ صرف یہ کہا تھا کہ میں ہلاک ہو گئی ہوں۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ زیرو ایجنسی ہیڈ کوارٹر میں جب تم تینوں کو لایا گیا تھا تو تم سے تمہارے ساتھیوں کے بارے میں پوچھا جا رہا تھا۔ مگر شدید اذیتوں کے باوجود بھی تم اپنے ساتھیوں کے بارے میں کچھ نہیں بتا رہے تھے۔ تب میں نے درمیانی راستہ نکالنے اور تمہارے باقی ساتھیوں تک پہنچنے کے لئے ایک کھیل کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ میں زیرو ایجنسی میں نمبر ٹو تھی۔ میں نے چیف سے بات کی اور پھر میں نے وہاں ایک ڈرامہ رچاتے ہوئے

چیف اور زیرو ایجنسی کے ممبران کو گولیوں کا نشانہ بنایا اور تم تینوں کو خفیہ راستے سے لے کر نکل گئی۔ میں نے کہا تھا کہ میرا تعلق فلسطینی تنظیم سے ہے اور میں بے لوث تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔ تم تینوں میری باتوں میں آ گئے مگر میں جیسے ہی تمہیں لے کر داشی پہاڑیوں میں پہنچی وہاں موجود کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں تمہیں گولیاں لگ گئیں۔ بہرحال میں تم تینوں کو وہاں سے بھی نکال کر لے گئی۔ میں تمہارے ذریعے عمران اور اس کے باقی ساتھیوں تک پہنچنا چاہتی تھی۔ زیرو ایجنسی کا چیف ٹمورتھی ہمیں باقاعدہ مانیٹر کر رہا تھا۔ میرے پاس ایک آلہ تھا جس سے وہ دور بیٹھا سیٹلائٹ کے ذریعے ہمیں چیک کر رہا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ تم جیسے ہی مجھے عمران اور دوسرے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ گے وہ فوراً وہاں ریڈ کر دے گا۔ اس طرح عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ہماری گرفت میں آ جائیں گے اور ہم سب کو فوراً ہلاک کر دیں گے۔ ہوا یہی تھا۔ تم مجھے عمران اور باقی ساتھیوں تک لے گئے تھے مگر عمران کے پاس میرے بارے میں مکمل انفارمیشن تھی۔ عمران نے مجھ پر فوراً قابو پا لیا تھا اور وہ آلہ مجھ سے برآمد کر لیا تھا۔ جس سے میری ایجنسی ہمیں مانیٹر کر رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ زیرو ایجنسی وہاں پہنچ کر میری مدد کرتی عمران سے میری زبردست فائٹنگ ہوئی اور عمران مجھے وہاں زخمی حالت میں چھوڑ کر نکل گیا۔

اب بھی میں اسی چکر میں تھی۔ تمہیں دیکھ کر میں نے تمہیں گھیرنے

کا ارادہ بنایا تھا مگر مجھے دیکھ کر جس طرح تم نے حیرت کا اظہار کیا تھا مجھے یقین ہو گیا تھا کہ طویل بے ہوشی کی وجہ سے تمہیں میرے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا تھا اور بعد میں بھی کسی وجہ سے شاید تمہیں میری حقیقت نہیں بتائی گئی تھی۔ میرا خیال تھا کہ تم عمران سمیت سب کو میرے بارے میں بتا دو گے اور سیکرٹ سروس کو جب میری یہاں موجودگی کا پتہ چلے گا تو وہ فوراً ریڈ کرنے یہاں پہنچ جائیں گے اور میں نے یہاں ان کے ٹریپ کا مکمل بندوبست کر رکھا تھا۔ مگر تم جب صفدر اور کیپٹن شکیل کو یہاں لائے تو میں مایوس ہو گئی۔ خیر کوئی بات نہیں۔ جب تم تینوں یہاں ہو تو باقی سب بھی یہاں آ جائیں گے۔ اگر وہ نہ آئے تب بھی کوئی بات نہیں۔ میں کسی نہ کسی طرح ان تک رسائی حاصل کر ہی لوں گی۔ اور پھر وہی ہو گا جو میں چاہتی ہوں۔"

سائی کہتی چلی گئی اور اس کی باتیں سن کر تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں اڑنے لگیں۔

"دھوکہ۔ تم نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے۔" ـــــ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"دھوکہ نہیں۔ اسے ٹریپ کرنا کہتے ہیں۔" ـــــ سائی نے ہنس کر کہا۔

"اس ٹریپ کا مقصد۔" ـــــ تنویر نے اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہی جو پہلے تھا۔ سیکرٹ سروس کی ہلاکت۔ میں یہاں عمران

اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنے کا مشن لے کر آئی ہوں۔ اسرائیل میں تو تم سب میرے ہاتھوں سے بچ نکلے تھے۔ مگر یہاں ایسا نہیں ہوگا۔ ایک ایک کر کے ہی سہی مگر میں تم سب کو ہلاک کر دوں گی۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔"۔۔۔۔۔ سائٹی نے کہا۔

"تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے سائٹی۔ مجھے۔ میرا نام تنویر ہے اور میرے ساتھی مجھے ڈیشنگ ایجنٹ کہتے ہیں۔ میں نام کا ہی نہیں سچ مچ ڈیشنگ ایجنٹ ہوں۔ ایسا ڈیشنگ ایجنٹ جو موت کی پرواہ کئے بغیر اپنے مقصد کے حصول کے لئے آگ کے سمندر میں بھی کود جاتا ہے۔ اور تمہیں شاید اس بات کا علم بھی ہوگا کہ جب کوئی ڈیشنگ ایجنٹ حرکت میں آتا ہے تو ہر طرف آگ اور خون کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور موت کا بھیانک رقص شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا موت کا رقص جسے دیکھنے والے کی روح تک کانپ اٹھتی ہے۔ تم نے مجھے دھوکہ دے کر میرے اندر سوئے ہوئے اس ڈیشنگ ایجنٹ کو جگا دیا ہے۔ اب یہ ڈیشنگ ایجنٹ تمہارا اس قدر بھیانک حشر کرے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی۔"۔۔۔۔۔ تنویر نے دہاڑتے ہوئے کہا۔

ساتھ ہی وہ ساؤچی کے ہاتھ میں ریوالور ہونے کے باوجود بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے اچھل کر سائٹی پر حملہ کیا تھا۔ مگر دوسرے لمحے تنویر کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اڑتا ہوا پیچھے صوفے پر جا گرا اور صوفے سمیت دوسری طرف الٹتا چلا گیا۔ تنویر چھلانگ لگا کر جیسے ہی سائٹی کے نزدیک آیا۔ سائٹی نے یکلخت اچھل

کر بجلی کی سی تیزی سے حرکت کرتے ہوئے لیفٹ کک تنویر کے پہلو میں ماری تھی۔ تنویر چونکہ اچھل کر سائٹی کی طرف آیا تھا۔ اس لئے سائٹی کی کک اسے ہوا میں ہی لگی تھی جس سے وہ ہوا میں قلابازی کھا کر بیک ہوتا ہوا پیچھے صوفے پر جا گرا تھا۔

تنویر کو حملہ کرتے دیکھ کر صفدر اور کیپٹن شکیل بھی حرکت میں آئے تھے مگر اس سے پہلے کہ وہ ساؤچی پر حملہ کرتے ساؤچی کے ریوالور سے ٹھک ٹھک دو شعلے نکلے اور وہ دونوں اچھل کر پیچھے جا گرے۔ صفدر کو اپنے سینے میں جبکہ کیپٹن شکیل نے اپنے دائیں پہلو میں گرم سلاخ اترتی محسوس کی تھی۔

اسی لمحے تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس کی نظر جیسے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل کے تڑپتے ہوئے جسموں پر پڑی وہ یکلخت ساکت ہو گیا۔

"تت۔ تم نے انہیں مار دیا ہے۔"۔۔۔۔۔ تنویر کے منہ سے ہکلاہٹ زدہ آواز نکلی۔

"ہاں۔ اب تمہاری باری ہے۔ ساؤچی۔"۔۔۔۔۔ سائٹی نے پہلے تنویر سے اور پھر ساؤچی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس سے پہلے کہ تنویر اپنا بچاؤ کرتا ساؤچی کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور تنویر حلق کے بل چیختا ہوا ایک بار پھر الٹ کر گر گیا۔ اسے اپنے سینے میں گرم سلاخ اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے اپنے سینے سے خون ابلتے دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر ساؤچی

نے اس پر ایک اور فائر کر دیا۔ تنویر کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور وہ زخمی ناگ کی طرح پلٹا کھا کر گر گیا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔ ادھر صفدر اور کیپٹن شکیل پہلے ہی ساکت ہو چکے تھے۔

"**نیچے** جا کر ایف ایس سکس اور ایف ایکس تھری دونوں مشینیں آن کر دو جلدی۔"۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر تیز لہجے میں کہا تو بلیک زیرو اثبات میں سر ہلا کر ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر سے جولیا کو کال دینی شروع کر دی۔

"یس چیف۔ جولیا سپیکنگ۔ اوور۔"۔۔۔۔ رابطہ ملتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا۔ سب ممبران کو کال کر کے اپنے پاس بلا لو۔ میں ابھی چند لمحوں بعد تمہیں کال کر کے بتاتا ہوں کہ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کہاں ہیں۔ تم سب احتیاط سے اس رہائش گاہ میں جانا جہاں سائٹی موجود ہے اور جہاں تنویر صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے گیا تھا۔ وہ لوگ ابھی وہیں ہوں گے اور سائٹی اگر واقعی یہاں سیکرٹ سروس کو ختم

کرنے کے لئے آئی ہے تو اسے یقین ہو گا کہ ہم آسانی سے اس جگہ کو ٹریس کر لیں گے جہاں ہمارے تین ساتھیوں کی لاشیں موجود ہیں۔ اس لئے تمہیں اردگرد کے ماحول پر نظر رکھ کر اس کوٹھی پر حملہ کرنا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل ابھی زندہ ہوں۔ تم نے واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر اور کیپٹن شکیل پر ایک ایک گولی اور تنویر پر دو گولیاں چلنے کی آوازیں سنی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی صرف زخمی ہوئے ہوں اور انہیں طبی امداد کی اشد ضرورت ہو۔ اوور۔" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"لیس چیف۔ میں نے بھی اس پہلو پر غور کیا ہے۔ اس لئے میں نے پہلے سے ہی سب کو کال کر کے بلا لیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں سب میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ جب تنویر صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے جا رہا تھا تو اس نے انہیں اس مقام کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ البتہ سڑک پر جب تنویر کار موڑ رہا تھا تو صفدر کی میں نے آواز سنی تھی۔ اس نے ریڈ لائن روڈ کا نام لیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ریڈ لائن روڈ کی طرف ہی کہیں گئے تھے۔ وہاں چند نئی تعمیر شدہ کالونیاں ہیں۔ میں وہاں جا کر سرچ کرنے کا پروگرام بنا رہی تھی۔ اس کے علاوہ میرے پاس تنویر کی کار کا آپشن بھی موجود ہے۔ اس کی کار کا ٹریکر آن تھا۔ میں اس ٹریکر کی مدد سے اس جگہ پہنچنا چاہتی تھی۔ اوور۔" ــــــ جولیا نے کہا۔

"گڈ شو۔ تنویر کی کار اگر اسی رہائش گاہ میں موجود ہے تو تمہارا

وہاں پہنچنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔ بہرحال تم اپنا کام جاری رکھو۔ میں بھی تمہیں کچھ ہی دیر میں بتا دوں گا کہ وہ کہاں ہیں۔ اوور۔" عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"لیس چیف۔ اوکے چیف۔ اوور۔" ــــــ جولیا نے کہا۔

"میں عمران کو وہاں بھیج دیتا ہوں۔ ایسے معاملات سنبھالنے میں وہ تمہاری بھرپور معاونت کر سکتا ہے۔ اوور۔" ــــــ ایکسٹو نے کہا۔

"اوکے چیف۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر اس سے رابطہ منقطع کر دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو واپس آ گیا۔

"عمران صاحب۔ ایف ایس سکس مشین سے باری باری ان تینوں کے واچ ٹرانسمیٹر پر کاشن دیا تھا۔ جواب میں مجھے ان کے واچ ٹرانسمیٹروں کے کاشن مل گئے ہیں۔ کاشنز کے مطابق ابھی وہ تینوں زندہ ہیں۔ البتہ ان کی حالت بے حد خراب ہے۔ اگر ایک گھنٹے کے اندر اندر انہیں طبی امداد نہ دی گئی تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔" ــــــ بلیک زیرو نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"اور ایف ایکس تھری مشین۔ اس سے کیا پتہ چلا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ایف ایکس تھری ٹریکر مشین سے یہ پتہ چلا ہے کہ وہ یہاں سے بیس کلومیٹر دور شمال میں ایک نئی تعمیر شدہ ریڈلائن کالونی کے فیز

ٹو کی کوٹھی نمبر چار سو سات میں موجود ہیں۔" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"گڈ شو۔ اب تم ایسا کرو۔ مجھے فوری طور پر ایس ایم باکس سے آر آر سکس کے تین انجکشن لا دو۔ میرے پہنچنے تک اگر ان کے جسموں میں ذرا سی بھی زندگی کی رمق باقی رہی تو ان کی جان ان انجکشنوں سے بچائی جا سکتی ہے۔ ان کے جسموں سے خون کا ایک ایک قطرہ بھی نکل گیا ہو تب بھی انہیں ہسپتال پہنچانے اور طبی امداد ملنے تک زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کو ان کی زندگیاں مقصود ہوں۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"انشاء اللہ انہیں کچھ نہیں ہوگا۔ میں انجکشن لاتا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا اور ایک بار پھر آپریشن روم سے نکل گیا۔

ایف ایس سکس اور ایف ایکس تھری مشینیں عمران نے حال ہی میں دانش منزل میں لگوائی تھیں۔ ایف ایس سکس مشین کا لنک سیکرٹ سروس کے ممبران کے واچ ٹرانسمیٹرز سے تھا۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹرز میں حساس ترین ایسے سسٹم لگا دیئے تھے۔ اس سسٹم سے پلز ورکنگ کا پتہ چلتا تھا اور پلز کے اتار چڑھاؤ سے مشین اس بات کا پتہ لگا لیتی تھی کہ ممبر کی جسمانی پوزیشن کیسی ہے اور یہ کہ زخمی ہونے والا ممبر بغیر کسی طبی مدد کے کتنی دیر سانس لے سکتا ہے۔ اس طرح ایف ایکس تھری سسٹم کا تعلق ممبران کے کار ٹریکرز سے تھا جس سے ان کاروں کی لوکیشن معلوم کی جا سکتی تھی۔ اس مشین کے میپ

کے ذریعے کار کی ایگزیکٹ لوکیشن کا آسانی سے پتہ چل جاتا تھا۔ اور عمران نے جان بچانے والے جو انجکشنز منگوائے تھے ان انجکشنز سے شدید سے شدید زخمی انسان کو عارضی طور پر ہلاک ہونے سے بچایا جا سکتا تھا۔ تاوقتیکہ اسے صحیح طبی امداد نہ مہیا کر دی جائے۔ مگر ان انجکشنوں کے باوجود اس انسان کی زندگی کا دارومدار قدرت کے ہاتھوں میں تھا۔ قدرت کی منظوری کے بغیر نہ کوئی انسان اپنے وقت سے پہلے ہلاک ہو سکتا تھا اور نہ اپنی ہلاکت کے وقت کو ٹال سکتا تھا۔

بلیک زیرو نے چند ہی لمحوں میں عمران کو مطلوبہ تین انجکشنز لا دیئے۔ جنہیں لے کر عمران فوراً آپریشن روم سے نکل گیا اور کچھ ہی دیر بعد وہ دانش منزل سے ایک کار میں اڑا جا رہا تھا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا سے رابطہ کر کے پہلے ہی اس کی لوکیشن کا پوچھ لیا تھا۔ جولیا اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ ریڈ لائن کالونی کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ عمران ان کے ریڈ لائن کالونی پہنچنے سے پہلے ان تک پہنچ گیا تھا۔ اسے وہاں دیکھ کر جولیا اپنی کار چھوڑ کر اس کی کار میں آ گئی تھی جبکہ اس کی کار کراسٹی نے سنبھال لی تھی جس کے ساتھ صالحہ تھی۔ باقی دو کاروں میں خاور، نعمانی، صدیقی اور چوہان تھے۔ خاور کے ساتھ نعمانی اور صدیقی کے ساتھ چوہان تھا۔

عمران نے کراسٹی، صدیقی اور خاور کو کار میں ریڈ لائن کالونی کے باہر رکنے کے لئے کہا اور اپنی کار اس روڈ پر لے آیا جہاں اس کے اندازے کے مطابق کوٹھی نمبر چار سو سات ہونی چاہیے تھی۔ آگے

بڑھتے ہوئے عمران نے کار یکدم روک دی۔

''کیا ہوا۔ تم نے کار کیوں روک دی ہے۔''۔۔۔۔۔ جولیا نے اس سے پوچھا۔

''ایک منٹ۔''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر صدیقی کو کال دی۔

''یس۔ صدیقی ہیئر۔ اوور''۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''صدیقی۔ سب کو لے کر ریڈ لائن کالونی کے فیز ٹو کی طرف آ جاؤ۔ وہ تینوں کوٹھی نمبر چار سو سات میں ہیں۔ اس کوٹھی کے اردگرد جتنی کوٹھیاں ہیں ان پر ٹی ون فائر کر دو۔ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کی حالت بے حد نازک ہے۔ میں انہیں یہاں سے جلد سے جلد نکالنا چاہتا ہوں۔ اس دوران اگر ہماری کسی سے مڈ بھیڑ ہو گئی تو ان کی زندگیوں کو خطرہ لاحق ہو جائے گا جو میں نہیں چاہتا۔ پہلے ان تینوں کو وہاں سے نکال لیا جائے بعد میں ہم سائٹی اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر لیں گے۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور'' دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''صرف تم نہیں۔ سب آ جاؤ۔ بلکہ تم اور چوہان اس کوٹھی کے عقبی طرف چلے جاؤ۔ ہو سکتا ہے مجرم اس طرف ہماری گھات میں ہوں۔ وہاں بھی ٹی ایم فائر کر دینا۔ جب تک میں کوٹھی سے صفدر،

تنویر اور شکیل کو نکال نہیں لیتا کسی کو اس طرف نہیں آنا چاہیے۔ سمجھ گئے تم۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اور آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ وہ تینوں ابھی زندہ ہیں جبکہ مس جولیا نے تو کہا تھا کہ وہ۔'' صدیقی نے کہنا چاہا۔

''بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال جو کہا ہے اس پر عمل کرو۔ ہری اپ۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا پھر اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''واقعی تم اس قدر وثوق سے کیسے کہہ رہے ہو کہ وہ تینوں صرف زخمی ہیں۔ جبکہ میں نے واچ ٹرانسمیٹر پر سائٹی اور اس کے ساتھی ساؤچی کی بعد کی باتیں سنی تھیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ تینوں ہلاک ہو چکے ہیں۔''۔۔۔۔۔ جولیا نے عمران کو واچ ٹرانسمیٹر بند کرتے دیکھ کر حیرت اور مسرت بھرے انداز میں کہا۔ یہ جان کر اس کا ستا ہوا چہرہ کھل اٹھا تھا کہ کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر ابھی زندہ ہیں۔

''وہ میرے ساتھی ہیں اور میں اپنے ساتھیوں کو بخوبی جانتا ہوں۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے بڑے بڑے ایجنٹ، ایجنسیاں اور خوفناک سینڈیکیٹ بھی ناکام رہے ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ تینوں منجھے ہوئے ایجنٹ سائٹی اور اس کے ساتھی ساؤچی جیسے ایجنٹوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں۔''۔۔۔۔۔ عمران نے بات بناتے ہوئے

کہا۔

"یہ صرف تمہارا اندازہ ہی ہے۔ یقین سے تو تم کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ ویسے اللہ کرے تمہارا اندازہ سو فیصد درست ہو۔" ——— جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"انشاء اللہ۔ ایسا ہی ہوگا۔" ——— عمران نے مسکرا کر کہا۔ وہ اب جولیا کو کیا بتاتا کہ ان تینوں کے زندہ ہونے کے بارے میں وہ اس قدر کنفرم کیوں ہے۔

"میں تو سمجھی تھی کہ ہم نے اسرائیل کی زیرو ایجنسی کا تار پود بکھیر دیا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر اڑانے کے ساتھ ساتھ ہم نے اس ایجنسی کے چیف ٹموتھی کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ پھر سائٹی اور ساؤچی زندہ کیسے بچ گئے اور اب وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہٹ کرنے کے لئے کسی ایجنسی کے تحت یہاں آئے ہیں۔ کیا انہوں نے دوبارہ زیرو ایجنسی کو فعال کر لیا ہے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔ یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ زیرو ایجنسی کے بچے کھچے افراد کو کسی اور ایجنسی یا سروس میں ضم کر دیا گیا ہو۔" عمران نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ سائٹی نے تنویر کو دھوکہ دیا ہے اور اس کے ذریعے سیکرٹ سروس کے ممبران کو ٹریپ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہلاک کرنے یا زخمی کرنے کی جو مذموم کوشش کی ہے۔ اس کی سزا بہرحال اسے بھگتنی پڑے گی۔ وہ اگر

پاتال میں بھی چھپ گئی تو میں اسے کھینچ نکالوں گی اور اس کا اس قدر بھیانک حشر کروں گی کہ اس کی روح بھی کانپ اٹھے گی۔ یہ تو کیپٹن شکیل نے عقلمندی کی تھی کہ تنویر کے ساتھ جاتے ہوئے اس نے اپنا واچ ٹرانسمیٹر میرے واچ ٹرانسمیٹر سے لنک کر کے آن کر دیا تھا اور میں نے ان کی ساری باتیں سن لیں۔ ورنہ ہمیں اس بات کا کبھی پتہ نہ چلتا کہ ان تینوں کے ساتھ کیا ہوا تھا اور وہ کس حال میں ہیں۔ کیپٹن شکیل نے شاید تنویر کے ساتھ جاتے ہوئے کسی خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔" ——— جولیا نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی جو بھی حالت ہوئی ہے اس کا ذمہ دار تنویر ہے۔" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مگر۔" ——— جولیا نے کہنا چاہا۔

"نہیں جولیا۔ سائٹی نے اسرائیل میں بھی تنویر کو استعمال کیا تھا۔ تنویر کی وجہ سے نہ صرف میری بلکہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی زندگیاں داؤ پر لگ گئی تھیں۔ یہاں بھی سائٹی تنویر کے ذریعے ممبران تک پہنچنا چاہتی تھی اور تنویر نے اس پر اندھا اعتماد کرتے ہوئے نہ صرف اسے ممبران کے نام بتا دیئے بلکہ سب کی پہچان بھی بتا دی۔ تنویر سیکرٹ ایجنٹ ہے کوئی گھسیارا نہیں۔ اگر اس جیسا سیکرٹ ایجنٹ اس قدر غیر ذمہ دارانہ حرکتیں کرے تو اسے سیکرٹ ایجنٹ کون کہے گا۔" ——— عمران نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تنویر نے واقعی ممبران کے بارے میں

ایک انجان لڑکی کو سب بتا کر اچھا نہیں کیا۔ لیکن سائٹی اس کی نظر میں فلسطینی ایجنٹ تھی جو بڑی بہادری اور بے جگری سے اسرائیل کی زیرو ایجنسی میں کام کرتی تھی۔ تنویر تحریک آزادی میں کام کرنے والوں سے بے حد مرعوب ہے۔ خاص طور پر فلسطینی ایجنٹوں کی دل سے قدر کرتا ہے۔ اس کی نظر میں فلسطینی ایجنٹ جس طرح آزادی کے لئے اپنے سروں پر کفن باندھے پھرتے ہیں۔ وہ ان کے جذبہء آزادی سے سرشار جذبات سے بے حد مرعوب رہتا ہے۔ سائٹی کو وہ ایسا ہی سمجھتا تھا۔ اس نے وطن واپسی پر ہسپتال میں طویل ترین وقت گزارا تھا اور اسے سائٹی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ اس سے صرف اتنا کہا گیا تھا کہ وہ ہلاک ہوگئی ہے۔'' جولیا نے تنویر کی ہمدردی میں بولتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے میں اور تم ہمدردی ہی کر سکتے ہیں۔ چیف اس معاملے کو لائٹ لیں گے یا ہارڈ یہ وہ جانیں۔ فی الحال تو ہمیں کسی طرح ان کی جانیں بچانی ہیں۔ اور اب بس خاموش ہو جاؤ۔ کوٹھی نمبر چار سو سات تمہارے بائیں طرف ہے۔ ڈیش بورڈ سے ٹی ایم گن نکالو۔ میں احتیاط کے پیش نظر کار کو اس کوٹھی کے سامنے سے گزار کر لے جاؤں گا۔ تم کوٹھی میں ٹی ایم گیس کیپسول فائر کر دو تا کہ سائٹی اور اس کے ساتھی اگر ہماری گھات میں ہوں تو وہ ٹی ایم گیس سے بے ہوش ہو جائیں اور ہمارے خلاف فوری کارروائی نہ کر سکیں۔'' عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر

ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں سے ایک خاصی پھولی ہوئی گن نکال لی۔ اس گن کی نال بھی بے حد موٹی تھی اور اس کا سرا بھونپو نما تھا۔ جولیا نے گن ہاتھ میں لے کر بائیں طرف کوٹھیوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ ہر کوٹھی کی سائیڈ دیوار پر نمبر لکھے ہوئے تھے۔ عمران جیسے ہی کار کوٹھی نمبر چار سو سات کے قریب لایا۔ جولیا نے گن کی نال اوپر کر کے ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ یکے بعد دیگرے تین دھماکے ہوئے اور تین بڑے بڑے کیپسول سرسرسر کی آوازیں نکالتے ہوئے کوٹھی کے گیٹ کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔ عمران کار روکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران کے کہنے پر جولیا نے اگلی دو کوٹھیوں میں بھی ٹی ایم گیس کیپسول فائر کر دیئے۔ اس اثنا میں کراسٹی اور خاور بھی کاریں لے کر وہاں آ گئے اور انہوں نے اردگرد کی کوٹھیوں میں ٹی ایم گیس کیپسول فائر کرنے شروع کر دیئے۔

آگے جا کر عمران نے کار سائیڈ میں روکی اور کار سے نکل آیا۔ جولیا بھی کار سے باہر آ گئی۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا کوٹھی نمبر چار سو سات کی طرف بڑھنے لگا۔

''جولیا۔ میں اندر جا کر اپنے ساتھیوں کو دیکھتا ہوں۔ تم باقی ممبران کے ساتھ دوسری کوٹھیوں کو چیک کرو۔ سائٹی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہیں کہیں چھپی ہوگی۔ سائٹی کو چھوڑ کر سب کو ختم کر دینا۔ سائٹی کو زندہ رکھ کر ابھی اس سے یہ معلوم کرنا بے حد ضروری ہے کہ وہ یہاں صرف سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہی ہلاک کرنے آئی ہے یا

اس کے یہاں آنے کا مقصد کچھ اور ہے۔“ ـــــ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ عمران سائیڈ کی جیب سے مشین پسٹل نکال کر کوٹھی نمبر چار سو سات کے گیٹ کے قریب آ گیا۔ اس نے ذیلی گیٹ کو ہاتھ لگایا تو گیٹ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ عمران نے دائیں طرف ہو کر گیٹ سے لگتے ہوئے اندر جھانکا۔ مگر اندر خاموشی تھی۔ عمران نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر وہ گیٹ سے اندر آ گیا۔ پورچ میں اسے تنویر کی کار کھڑی دکھائی دی۔

دائیں طرف وسیع لان تھا۔ رہائشی حصہ سامنے تھا۔ وہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عمران ادھر ادھر دیکھتا ہوا کسی خرگوش کی طرح تیزی سے رہائشی حصے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

کوٹھی میں مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سائٹی اور اس کے ساتھی یا تو وہاں سے نکل چکے تھے یا پھر وہ سب ٹی ایم گیس سے بے ہوش ہو چکے تھے۔ عمران چونکہ زیرو ایجنسی کے ایجنٹوں سے بخوبی واقف تھا اس لئے وہ احتیاط سے کام لے رہا تھا۔ رہائشی حصے میں آ کر وہ ایک برآمدے کی طرف بڑھا اور پھر ایک کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ دروازے کے قریب آ کر وہ سائیڈ کی دیوار سے لگا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر بند دروزے کا ہینڈل پکڑ کر اسے گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ مین گیٹ کے ذیلی دروازے کی طرح یہ دروازہ بھی اندر سے لاک نہیں تھا۔ عمران نے سر نکال کر

اندر دیکھا۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی اور آگے ایک وسیع لان دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے اندر کی سن گن لی اور پھر اندر داخل ہو کر تیزی سے پنجوں کے بل آگے بھاگتا چلا گیا۔ وہ احتیاط سے وہاں موجود کمروں میں جھانک رہا تھا۔ مگر کوٹھی بالکل خالی تھی۔ لان سے گزر کر عمران دوسری طرف پہنچا۔ اس طرف بھی چند کمرے تھے۔ دائیں طرف ایک کمرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ دائیں طرف دیوار سے لگ کر اس نے اندر جھانکا تو اسے کمرے کی حالت ابتر دکھائی دی اور سامنے اسے صفدر اور کیپٹن شکیل پڑے دکھائی دیئے۔ انہیں دیکھ کر عمران تیزی سے اندر آ گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہاں اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ عمران نے مشین پسٹل اپنی پیٹی میں اڑسا اور تیزی سے صفدر اور کیپٹن شکیل کے پاس آ گیا۔ ان دونوں کی گرد خون کا تالاب سا بنا ہوا تھا۔ عمران نے جھک کر ان کا سانس، ان کی نبضیں اور ان کے دلوں کی دھڑکنیں چیک کیں۔ ان دونوں کی حالت واقعی نازک تھی۔ عمران نے اٹھ کر تنویر کی تلاش کے لئے نظریں دوڑائیں تو اسے الٹے ہوئے ایک صوفے کے پیچھے تنویر بھی دکھائی دے گیا۔ جس کا لباس خون سے بھیگا ہوا تھا۔ عمران جمپ لگا کر صوفے کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کی طرف آ گیا۔ تنویر کی بھی سانسیں چل رہی تھیں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی بہ نسبت اس کی حالت زیادہ خراب تھی۔ اس کے خون کا اخراج زیادہ تھا۔ عمران نے

جھک کر اس کی شرٹ پھاڑی اور اس کے زخم دیکھنے لگا۔ پھر وہ ان
اور اس نے جیب سے ایک خنجر نکال کر ایک صوفہ ادھیڑ دیا اور صو
کا کشن پھاڑ کر اس سے روئی نکالی اور لا کر تنویر کے زخموں میں بھر
لگا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے آر۔آر سکس انجکشن نکالا
انجکشن میں زردی مائل محلول تھا۔ اس نے سرنج کا کیپ اتار کر ایک
طرف پھینک دیا۔ سرنج کی سوئی عام سوئیوں سے قدرے موٹی اور
لمبی تھی۔ عمران نے تنویر کے سینے کے ایک مخصوص حصے کی مالش
کرتے ہوئے اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور پھر ٹٹول کر دل
کے مقام کے قریب اس نے ہاتھ رکھ کر انجکشن مٹھی میں پکڑ کر زور
سے سوئی اس کے عین دل میں اتار دی اور انگوٹھے سے سرنج
زرد محلول تنویر کے دل میں انجیکٹ کرنے لگا۔

خون کے زیادہ اخراج سے دل کا پمپنگ سسٹم متاثر ہوتا تھا اور
دل سے خون کو سارے جسم میں گردش دینے والی رگیں سکڑنا شروع
ہو جاتی تھیں جس سے رگوں میں خون کی کم مقدار گردش نہیں کرتی
تھی۔ اس انجکشن سے ایک تو دل کا پمپنگ سسٹم بحال ہو جاتا تھا۔
دوسرے سکڑنے والی رگیں بھی کھل جاتی تھیں۔ اس انجکشن سے
قدرتی نظام تو بحال نہیں ہوتا تھا۔ لیکن دل کے پمپنگ سسٹم اور خون
کی کم مقدار گردش میں آنے سے وقتی طور پر مرتے ہوئے انسان کی
جان چند گھنٹوں کے لئے بچائی جا سکتی تھی۔ اور اس مخصوص وقت میں
اگر مریض کی رئیل ٹریٹمنٹ کی جائے تو اس کے بچنے کے چانس بڑھ

جاتے تھے۔ رگوں میں خون کی گردش رواں ہوتے ہی زخموں سے
دوبارہ خون کا اخراج شروع ہو سکتا تھا اور اس سے رگوں میں باقی بچا
خون بھی ضائع ہو سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے پہلے ہی روئی سے
زخموں کے منہ بند کر دیئے تھے۔

تنویر کے دل کی دھڑکن اعتدال پر آتی دیکھ کر عمران نے اطمینان
کا سانس لیا اور صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اور کیپٹن
شکیل کے ساتھ بھی اس نے یہی عمل دوہرایا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں جولیا اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ
گئی۔ انہوں نے اردگرد کی تمام کوٹھیوں کو چیک کر لیا تھا مگر سائٹی اور
اس کا وہاں کوئی ساتھی موجود نہیں تھا۔ شاید ان تینوں کو گولیاں مار کر
وہ وہاں سے نکل گئے تھے۔ عمران نے چوہان، صدیقی اور خاور سے
کہہ کر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو اٹھایا اور انہیں فوری طور پر فاروقی
ہسپتال لے جانے کا حکم دیا۔

ان کی حالت چونکہ نازک تھی اس لئے صدیقی، کرانتی اور صالحہ
بھی ان کے ہمراہ چلی گئی تھیں۔ البتہ عمران کے کہنے پر جولیا وہیں
رک گئی تھی۔ عمران سائٹی کے وہاں سے نکل جانے پر حیران تھا۔ اس
کا تو خیال تھا کہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو ہلاک کرنے کے بعد
انہیں وہیں رک کر ان کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔ اگر ان کا مقصد واقعی
سیکرٹ سروس کو ٹارگٹ کرنا تھا تو زیادہ سے زیادہ انہیں اس کوٹھی کو
چھوڑ کر اردگرد کی کسی کوٹھی میں ہونا چاہیے تھا تاکہ سیکرٹ سروس کے

ممبران کے وہاں پہنچتے ہی وہ ان پر حملہ کر سکتے۔

"ہمیں اس کوٹھی کے ایک ایک حصے کی تلاشی لینی ہے۔ سائ
یہاں ضرور اپنا کوئی نہ کوئی نشان چھوڑ گئی ہو گی۔ ہمیں اس نشان ک
تلاش کر کے اس تک پہنچنا ہو گا۔ وہ اسرائیلی لیڈی ایجنٹ ہے۔ اس
کا تعلق زیرو ایجنسی سے ہے یا کسی اور ایجنسی سے۔ اس کا بہر حال
یہاں ہونا پاکیشیا کے مفادات کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ ہمیں
جلد سے جلد اسے ٹریس کرنا ہو گا تا کہ اس سے معلوم کیا جا سکے کہ وہ
یہاں کس مقصد کے لئے آئی ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے
مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں
کوٹھی کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گئے۔

لفٹ ایک خفیف جھٹکے سے رکی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ دو حصوں میں منقسم ہو کر کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی لفٹ میں سوار ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں لفٹ سے باہر آ گیا۔ جیسے ہی وہ لفٹ سے باہر نکلا سائیڈ میں کھڑے دو غنڈے مشین گنیں لے کر یکلخت اس کے سامنے آ گئے۔ اور ان کی مشین گنوں کی نالیں ٹائیگر کے سینے سے آ لگیں۔

"شناخت بتاؤ۔"۔۔۔۔ ایک غنڈے نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ریڈ ڈریگن۔"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے بھی کرخت لہجے میں کہا۔

"کوڈ۔"۔۔۔۔ اسی مشین گن بردار نے کہا۔

"زیرو تھری زیرو سکس۔"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اسی طرح کرخت

لہجے میں کہا۔

''سیکنڈ کوڈ بتاؤ''۔۔۔۔۔ غنڈے نے کہا۔

''ریڈ کاشن''۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ یہ سن کر دونوں غنڈوں نے اس کے سینے سے مشین گنیں ہٹا لیں اور دائیں بائیں ہو گئے۔

''اوکے۔ دائیں طرف راہداری میں چلے جاؤ۔ سامنے فولادی دروازہ ہے۔ دروازے کے دائیں طرف فنگر پرنٹس چیک کرنے والی مشین ہے۔ اس مشین کے سکیتر پر اپنا دایاں انگوٹھا رکھنا۔ کمپیوٹر میں موجود تمہارے فنگر پرنٹس کے میچ ہوتے ہی دروازہ کھل جائے گا''۔
اس غنڈے نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ سامنے طویل راہداری تھی۔ مگر کچھ فاصلے پر دو گلیوں نما راستے تھے۔ ٹائیگر آگے بڑھ کر دائیں طرف مڑ گیا۔ اس راستے کے آخری سرے پر سامنے ایک بڑا سا فولادی دروازہ تھا جس کے اوپر لگا ایک سرخ بلب روشن تھا۔ ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں اس دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹائیگر اس وقت انڈر ورلڈ کے ایک خطرناک غنڈے ریڈ ڈریگن کے روپ میں تھا۔ اس نے سرخ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ سرخ بوٹ اور اس کی ٹائی بھی سرخ تھی۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھوں میں لگے ہوئے لینز بھی ایسے تھے جن سے سرخی چھلک رہی تھی۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کے چہرے پر زخموں کے جا بجا پرانے نشان نظر آ رہے تھے۔ یہ ریڈ ڈریگن کا مخصوص

حلیہ تھا اور اس حلیے کو اپنانے میں ٹائیگر نے بے حد مہارت سے کام لیا تھا۔ ریڈ ڈریگن کا اصلی نام ٹم مے تھا۔ جو بظاہر ایک کلب کا مالک تھا مگر حقیقت میں اس کا تعلق انڈر ورلڈ کے ایک طاقتور گینگ سے تھا جو ریڈ ڈریگن گینگ کہلاتا تھا۔ یہ گینگ قتل و غارت، لوٹ مار کے ساتھ ساتھ اونچے پیمانے پر ڈرگز اور اسلحے کی سمگلنگ بھی کرتا تھا۔

ریڈ ڈریگن گینگ کا نام انڈر ورلڈ میں دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ اس گینگ کے غنڈے کھلے عام دندناتے پھرتے تھے مگر ان کا باس کون تھا۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ ریڈ ڈریگن اپنے گینگ کے بھی کبھی سامنے نہیں آیا تھا۔ وہ ٹرانسمیٹرز اور فون کالز کے ذریعے اپنے گینگ کو کنٹرول کرتا تھا۔

اتفاق ہی تھا کہ ٹائیگر، عمران کی ہدایات پر ساٹی کی تلاش میں انڈر ورلڈ میں چھان پھٹک کر رہا تھا کہ اس کی ملاقات مے کلب میں جاتے ہی ایک دوست سے ہوگئی جو اس کلب میں اس کے لئے مخبری کا کام کرتا تھا۔ اس کا نام کاظم بھائی تھا۔ ٹائیگر کو دیکھتے ہی وہ اسے ایک طرف لے گیا۔ اس نے ٹائیگر کو بتایا کہ اسے کلب کے مالک ٹم مے کے بارے میں ایک اہم بات معلوم ہوئی ہے۔ اس کے پوچھنے پر کاظم بھائی نے اسے بتایا کہ ٹم مے ہی ریڈ ڈریگن ہے۔ وہ ٹم مے کے دفتر کسی ذاتی غرض سے گیا تھا۔ مگر ٹم مے اپنے آفس میں نہیں تھا۔ البتہ اس کے دفتر میں اس کی میز کے قریب ایک خفیہ راستہ کھلا ہوا تھا۔ کاظم بھائی حیران ہو کر اس طرف گیا تو اسے ٹم مے دکھائی دیا

جو ایک ٹرانسمیٹر پر ریڈ ڈریگن بن کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ یہ جان کر کہ ٹم مے ریڈ ڈریگن ہے۔ کاظم بھائی فوراً اس کے دفتر سے نکل گیا۔ ٹم مے جلدی میں تہہ خانے میں گیا تھا اور شاید وہ اپنے دفتر کا دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا۔ اس لئے کاظم بھائی کو اس کے دفتر میں جانے کا موقع مل گیا تھا۔

ٹم مے اصل میں ریڈ ڈریگن تھا۔ یہ سن کر ٹائیگر بھی بے حد حیران ہوا تھا۔ وہ بھی اس ریڈ ڈریگن کو کافی عرصے سے تلاش کر رہا تھا۔ مگر سات پردوں میں چھپے ہوئے ریڈ ڈریگن کا اسے کوئی کلیو نہیں مل رہا تھا۔

ٹائیگر، سائٹی کے سلسلے میں ہی ٹم مے سے ملنے آیا تھا۔ لیکن اسے ریڈ ڈریگن کا پتہ چل گیا تھا۔ اس لئے ٹائیگر نے لگے ہاتھوں اس سے بھی نپٹنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ ٹم مے سے ملنے اس کے آفس میں گیا اور پھر اس نے فوراً ہی اسے دبوچ لیا۔ اپنے مخصوص حربوں سے ٹائیگر نے فوراً ہی ٹم مے کو زبان کھولنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ٹم مے نے اسے کسی سائٹی اور اسرائیلی ایجنسی کے بارے میں تو کچھ نہیں بتایا تھا مگر اس نے یہ مان لیا تھا کہ وہی ریڈ ڈریگن ہے۔ اس نے اپنا تمام کچا چٹھا ٹائیگر کے سامنے اگل دیا تھا۔

ٹائیگر اس کے دفتر کے نیچے خفیہ تہہ خانے میں ہی اسے باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ ایسے میں وہاں ایک ٹرانسمیٹر کال آ

گئی۔ اس وقت تک ٹائیگر ٹم مے کو ہلاک کر چکا تھا۔ ٹرانسمیٹر کی آواز سن کر وہ سوچنے لگا کہ آیا اسے ٹرانسمیٹر کال رسیو کرنی چاہیے یا نہیں۔ پھر اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے ریڈ ڈریگن مرتے مرتے بھی اس سے کچھ چھپا گیا ہو اور ممکن ہے اس ٹرانسمیٹر کال سے اس کے سامنے کوئی نئی بات آ جائے۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر کال رسیو کر لی۔

ٹائیگر عمران کا شاگرد تھا۔ عمران نے اسے دوسرے فنون کے ساتھ آوازیں بدلنے کا فن بھی سکھا دیا تھا۔ گو وہ آوازیں بدلنے میں کمال کی حد تک مہارت حاصل نہیں کر سکا تھا مگر چھوٹے موٹے معاملوں کو وہ ضرور ہینڈل کر لیتا تھا۔ ویسے بھی ان دنوں ٹم مے کا گلا خراب تھا۔ اس لئے ٹائیگر کو یقین تھا کہ وہ آسانی سے اس کال کو رسیو کر لے گا اور پھر وہی ہوا۔ کال کسی برائٹ مون کی تھی جس نے اس سے تحکمانہ انداز میں بات کی تھی اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ آج رات ریڈ ڈریگن کے اصلی روپ میں اس کے ہوٹل پہنچ جائے۔ ہوٹل کے ایک خفیہ میٹنگ ہال میں گینگسٹرز کی ایک سپیشل میٹنگ اناؤنس کی گئی ہے جس میں اس کی شرکت لازمی ہے۔ برائٹ مون نے اسے میٹنگ ہال تک جانے کے کوڈز بھی بتا دیئے تھے۔

ان باتوں میں ٹائیگر کو کوئی انٹرسٹ نہیں تھا لیکن برائٹ مون نے آخر میں ایک ایسی بات کہی جسے سن کر ٹائیگر کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ برائٹ مون نے کہا تھا کہ گینگسٹر میٹنگ اسرائیل کے ایک بڑے ڈان کی طرف سے کال کی گئی ہے۔ جس نے پاکیشیا کے تمام

گینگسٹر کنگز کو اس میٹنگ میں بلایا ہے۔ وہ ان گینگسٹرز سے ایک بہت بڑا اور اہم کام لینا چاہتا ہے اور برائٹ مون کا حکم تھا کہ ریڈ ڈریگن اسرائیلی ڈان کے تمام احکامات کی تعمیل کرے گا۔ جس کی تفصیلات برائٹ مون اس سے پہلے ہی طے کر چکا تھا۔

ایک اسرائیلی ڈان پاکیشیا میں تھا اور اس نے پاکیشیا کے گینگسٹر کنگز کو کال کی تھی اور وہ ان سے کوئی بہت بڑا اور اہم کام لینا چاہتا تھا۔ ان باتوں نے ٹائیگر کو چونکا دیا تھا۔ برائٹ مون جس طرح اسے حکم دے رہا تھا اس سے ٹائیگر پر بھی یہ واضح ہو گیا تھا کہ ریڈ ڈریگن کا نام صرف ڈمی کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا جبکہ ریڈ ڈریگن گینگ کا اصل سربراہ کوئی برائٹ مون تھا۔ ٹائیگر نے گینگسٹر کنگز کی اس میٹنگ میں شرکت کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ اس اسرائیلی ڈان کے بارے میں جاننا چاہتا تھا اور یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ اس میٹنگ کا ایجنڈا کیا تھا اور اسرائیلی ڈان کنگز سے کیا کام لینا چاہتا تھا۔

ریڈ ڈریگن کی تمام معلومات وہ ٹم مے سے حاصل کر ہی چکا تھا اور برائٹ مون نے میٹنگ سپاٹ اور میٹنگ ہال تک پہنچنے کے لئے اسے کوڈز بتا ہی دیئے تھے۔ اس لئے ٹائیگر ان تمام مرحلوں سے گزر کر خفیہ میٹنگ ہال کے دروازے تک پہنچ گیا تھا۔ وہ فنگر پرنٹس چیکر آلے کے قریب آ کر رکا اور اس نے آلے کے ریڈ پوائنٹ پر اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا رکھ دیا۔ روشنی سی چمکی اور پوائنٹ کا رنگ بدل

گیا۔ پوائنٹ سبز رنگ کا ہوا اور سرر کی آواز کے ساتھ فولادی دروازہ دائیں طرف دیوار میں دھنستا چلا گیا۔

ٹائیگر جب بھی کام کرتا تھا تو وہ ہر بات مدنظر رکھ کر کرتا تھا۔ چھوٹی سی چھوٹی بات کو بھی وہ ذہن سے محو نہ ہونے دیتا تھا۔ ریڈ ڈریگن کو ہلاک کر کے اس نے لیزر کٹر آلے سے ریڈ ڈریگن کی انگلیوں کی جھلیاں اتار لی تھیں۔ جسے اس نے یہاں آتے ہوئے اپنی انگلیوں پر چپکا لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فنگر پرنٹ چیکر پر انگوٹھا رکھتے ہی دروازہ کھل گیا تھا۔

سامنے ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا جس کے وسط میں ایک بڑی سی میز تھی۔ میز کے گرد دس کرسیاں تھیں جبکہ میز کی چھوٹی سائیڈ پر ایک اونچی نشست والی کرسی تھی۔

میز کے گرد رکھی کرسیوں پر سات افراد بیٹھے تھے۔ ان میں سے کچھ نے نقاب لگا رکھے تھے اور کچھ میک اپ میں نظر آ رہے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے ریڈ ڈریگن کو اندر آتے دیکھا وہ سب اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ٹائیگر ان کے قد کاٹھ سے انہیں پہچان گیا تھا کہ وہ انڈر ورلڈ سے تعلق رکھنے والے ایسے انسان تھے جن کے سامنے کوئی اونچا بولنے کی جسارت بھی نہیں کر سکتا تھا مگر ریڈ ڈریگن کے اندر آنے پر وہ اس کے احترام میں جس طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے اس سے ٹائیگر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ریڈ ڈریگن نے انڈر ورلڈ میں اچھا خاصا رعب جما رکھا تھا۔

ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھا اور کارنر پر رکھی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کرسی پر آر ڈی کی مخصوص نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جو ظاہر ہے ریڈ ڈریگن کے لئے ہی تھی۔

ٹائیگر کے بیٹھتے ہی وہ سب بھی بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھوں میں ریڈ ڈریگن سے واضح خوف دکھائی دے رہا تھا۔ اب وہاں دو کرسیاں اور ایک اونچی نشست والی کرسی خالی تھی۔

تھوڑی دیر میں وہاں باقی دو افراد بھی آ گئے۔ وہاں ریڈ ڈریگن کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں بھی خوف جھلک رہا تھا۔ ہال میں خاموشی تھی۔ شاید ریڈ ڈریگن کی موجودگی میں وہاں کسی کو کسی سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ البتہ وہ سب بے چینی سے بار بار اپنی ریسٹ واچز دیکھ رہے تھے۔

ان سب کو ٹائیگر پہچان چکا تھا۔ وہ سب مقامی افراد تھے۔ ٹائیگر کے پاس ان کے بارے میں جو معلومات تھیں۔ ان میں سے کسی کا بھی تعلق اسرائیل سے نہیں تھا۔ اب یہی کہا جاسکتا تھا کہ اونچی نشست والی خالی کرسی اس اسرائیلی کنگ کے لئے تھی جو آنے والا تھا۔ اور ویسے بھی برائٹ مون اسے بتا چکا تھا کہ اسے اسرائیلی انڈر ورلڈ کے کنگ کی ہدایت پر عمل کرنا تھا۔ یہ میٹنگ اسی کی طرف سے کال کی گئی تھی۔

ٹائیگر نے ریسٹ واچ دیکھی۔ رات کے تقریباً دو بجنے والے تھے۔ اسرائیلی انڈر ورلڈ کے کنگ نے عقلمندی سے اور شاید احتیاط

کے پیش نظر میٹنگ کا ایسا وقت رکھا تھا جب آدھے سے زیادہ شہر نیند کی آغوش میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ پھر جیسے ہی دو بجے کمرے کا دروازہ کھلا اور اچانک ایک لمبا تڑنگا سیاہ لباس میں ملبوس ایک آدمی اندر آ گیا۔ اس لمبے آدمی کا جسم سر سے پیروں تک سیاہ لباس میں چھپا ہوا تھا۔ اور اس کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔ اس کے سینے پر سنہری رنگ سے بگ کنگ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اسے دیکھتے ہی کرسیوں پر بیٹھے تمام افراد اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہیں اٹھتے دیکھ کر مجبوراً ٹائیگر کو بھی اٹھنا پڑا۔ وہ یہاں اسرائیلی انڈر ورلڈ کے کنگ کی میٹنگ اٹنڈ کرنے آیا تھا۔

سیاہ پوش نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا آیا اور اونچی نشست والی کرسی کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سیاہ چشمے کے پیچھے سے ان سب پر نظریں ڈالیں اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سٹ ڈاؤن جنٹلمین۔"۔۔۔۔ اس نے انتہائی گھمبیر اور کرخت لہجے میں کہا اور وہ سب اپنی کرسیوں پر بیٹھتے چلے گئے۔

"میں بگ کنگ ہوں۔ اسرائیلی انڈر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ۔ امید ہے برائٹ مون نے میرے بارے میں آپ کو سب کچھ بتا دیا ہوگا۔"۔۔۔۔ اس نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"یس۔ اور ہم سب یہاں برائٹ مون کے حکم سے ہی موجود ہیں۔ جو یہاں انڈر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ ہے۔"۔۔۔۔ سیاہ پوش کے قریب اور ٹائیگر کے سامنے بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر نے کہا جو

گولڈن کلب کا نامور غنڈہ بلیک کوبرا تھا۔

''میں جانتا ہوں۔ یہاں انڈرورلڈ کا ڈان جسے سب برائٹ مون کے نام سے جانتے ہیں، کا راج ہے۔ انڈر ورلڈ میں ہونے والا ہر کام اور جرم اسی کی ایما پر ہوتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر بڑے سے بڑا مجرم اور بڑے سے بڑا گینگ بھی کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔ برائٹ مون کا تعلق انٹرنیشنل مافیا سے ہے۔ جس کے تعلقات بے حد وسیع ہیں اور وہ پوری دنیا میں اپنا شہرہ رکھتا ہے۔ بہرحال میں یہاں برائٹ مون کے قصیدے پڑھنے کے لئے نہیں آیا۔ اسرائیل میں برائٹ مون سے میری ایک گرانڈ ڈیل ہوئی ہے اور اس گرانڈ ڈیل کے تحت آپ سب کو میرے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ میں آپ سے جو چاہوں کرا سکتا ہوں۔ آپ سب کو میری ہدایات پر بالکل اسی طرح سے عمل کرنا پڑے گا جس طرح آپ سب برائٹ مون کا حکم مانتے ہیں۔ آپ سب انڈر ورلڈ کے کنگز ہیں اور میں بگ کنگ ہوں۔ اس لئے جب تک آپ میرے ساتھ کام کریں گے اس وقت تک آپ کو کنگز گروپ کی حیثیت سے کام کرنا ہوگا۔''۔۔۔ بگ کنگ نے کہا۔

''آپ ہم سے کیا کام لینا چاہتے ہیں مسٹر بگ کنگ اور جو چاہوں کرانے سے آپ کی کیا مراد ہے۔''۔۔۔ ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ریڈ ڈریگن۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ برائٹ مون کے نمبر ٹو ہیں اور برائٹ مون کے بعد اگر یہ سب لوگ کسی سے ڈرتے ہیں تو

وہ آپ ہیں اور آپ کا ڈریگن گروپ پاکیشیا میں دوسرے تمام گروپس میں زیادہ وسیع اور فعال ہے۔''۔۔۔ بگ کنگ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں آپ سے کام کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔''۔۔۔ ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔

''میں یہاں ایک مشن پر آیا ہوں۔''۔۔۔ بگ کنگ نے کہا۔

''کیسا مشن۔''۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

''گینگ وار۔''۔۔۔ بگ کنگ نے کہا اور اس کی بات سن کر ٹائیگر سمیت وہاں موجود تمام گینگسٹر چونک پڑے۔

''گینگ وار۔''۔۔۔ ٹائیگر نے کہا جیسے وہ اس کی بات نہ سمجھ سکا ہو۔

''کیا مجھے آپ کو گینگ وار کا مطلب بھی بتانا پڑے گا ریڈ ڈریگن۔ بہرحال میں آپ کو تفصیلات بتا دیتا ہوں۔ تفصیلات سے پہلے میں آپ کو بتا دوں کہ آپ سب کو ہائر کرنے کے لئے میں نے برائٹ مون کو ایک ارب ڈالرز دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ جب تک آپ میرے ساتھ اور میرے لئے کام کریں گے آپ سب کو اس کا بھی باقاعدہ معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ معاوضہ روزانہ کے حساب سے ہوگا۔ ریڈ ڈریگن کے لئے روزانہ دس لاکھ ایکریمی ڈالرز اور آپ سب کے لئے پانچ پانچ لاکھ ڈیلی کے حساب سے ایکریمی ڈالرز۔'' بگ کنگ نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بہت بڑی ڈیل ہے۔" ——— بلیک کوبرا نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔ پانچ پانچ لاکھ روزانہ کے حساب سے ایکریمی ڈالرز ملنے کا سن کر باقی سب کے چہرے بھی کھل اٹھے تھے۔

"یس۔ بڑی رقم اور بڑا کام۔" ——— بگ کنگ نے کہا۔

"مسٹر بگ کنگ۔ کیا آپ کا تعلق واقعی اسرائیلی انڈر ورلڈ سے ہے۔" ——— ٹائیگر نے اچانک بگ کنگ سے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں۔" ——— بگ کنگ نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ میں یونہی پوچھ رہا تھا۔" ——— ٹائیگر نے سر جھٹک کر کہا۔ حالانکہ اتنی بڑی رقموں اور گینگ وار کا سن کر اس کے دل و دماغ میں طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ گینگ وار کا مطلب بخوبی جانتا تھا۔ مگر اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اگر بگ کنگ کا تعلق واقعی اسرائیل سے ہے تو وہ خود کو ان سب کے سامنے اس طرح شو کیوں کر رہا تھا۔ سیکرٹ ایجنٹس اور دشمن ممالک کی ایجنسیاں جب بھی کسی ملک کے خلاف کام کرتے ہیں تو ان کی حتی الامکان یہی کوشش ہوتی ہے کہ اول تو ان کا نام سامنے نہ آئے اور اگر ان کا نام کسی کو معلوم ہو بھی جائے تو وہ اپنی قومیت چھپانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کرتے ہیں۔ ان کوششوں میں وہ اپنے ملک کی عزت اور وقار کے لئے اپنی جانیں تک دے دیتے ہیں۔ اور یہ بگ کنگ جو پاکیشیا میں گینگ اور سول وار کا مشن لے کر آیا ہے۔ خود کو بڑے اطمینان سے اسرائیل سے وابستہ کر رہا ہے۔ اور یہ بات کسی بھی

طرح ٹائیگر کے حلق میں نہیں اتر رہی تھی۔ بگ کنگ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے انہیں گینگ وار کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ اس کے مشن کے مطابق اس کا مقصد ان گنگسٹر کے ذریعے پورے ملک میں انتشار اور بدامنی پھیلانا تھی۔ انہیں ہر طرف خون کے دریا بہانے کے لئے کہا جا رہا تھا۔ سول نافرمانیوں کے ساتھ ساتھ انہیں پورے ملک میں نفرت اور دہشت کی ایسی فضا قائم کرنی تھی جس میں فرقہ واریت کو ہوا دینے کے ساتھ ساتھ صوبائی اور لسانی تعصب کے ذریعے پورے ملک میں ایسی انارکی پھیلانی تھی جس سے پاکیشیا جیسے پرامن ملک کے آسمان پر ایسے بادل چھا جاتے جو آگ اور خون کی بارش برسا کر پورے ملک کو تباہ و برباد کر دیتے۔ ٹائیگر یہ سب تفصیلات سنتے ہوئے غصے سے کھول رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسی وقت بگ کنگ اور وہاں موجود تمام گینگسٹرز کو بھون کر رکھ دے۔ مگر وہ زبردست قوت ارادی کا مالک تھا اس لئے وہ خاموشی سے سن رہا تھا اور برداشت کر رہا تھا۔

"مگر اس طرح پاکیشیا کو تباہی کی آگ میں جھونکنے سے آپ کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔" ——— بگ کنگ کے خاموش ہونے پر بلیک کوبرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا کیا فائدہ ہے اور کیا نقصان۔ یہ سوچنا آپ کا کام نہیں ہے۔ جو کہا جائے آپ کو صرف وہ کرنا ہے۔" ——— بگ کنگ نے

غرا کر کہا۔

''آپ نے ہمیں ساری تفصیلات بتا دی ہیں اور آپ نے خود کو بھی ہمارے سامنے نمایاں کر دیا ہے کہ آپ کون ہیں اور آپ کا تعلق کس ملک سے ہے۔ دولت کی چمک دکھا کر آپ ہمیں ہمارے ہی ملک کی تباہی کا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ ہم میں سے کوئی بغاوت نہیں کرے گا۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو کم از کم اسرائیل کے ہاتھوں اپنے ملک کی تباہی نہیں چاہے گا۔ وہ یہاں سے باہر جا کر اگر بدل گیا تو۔''_____ ٹائیگر نے کہا۔

''برائٹ مون نے مجھے آپ سب کی گارنٹی دی ہے۔ اسی لئے تو یہاں چیدہ چیدہ گینگسٹرز کو بلایا گیا ہے۔ ورنہ اس ملک میں گینگرز کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سے جانے سے پہلے آپ سب کو باری باری ایک مرحلے سے گزرنا ہوگا۔ اس مرحلے میں آپ کو ایک جدید مشین سے گزارا جائے گا۔ اس مشین سے آپ کے جسموں میں زیرو کوم بلاسٹرز لگائے جائیں گے۔ تاکہ نہ صرف آپ کی ایکٹیویٹیز پر نظر رکھی جا سکے بلکہ خطرے کی صورت میں آپ کو فوراً آف کیا جا سکے۔ زیرو کوم بلاسٹرز کے بارے میں بتانے کا مطلب واضح ہے کہ آپ سب محتاط رہیں۔ غداری کی صورت میں آپ میں سے کسی کو بھی اور کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے۔''_____ بگ کنگ نے کہا اور زیرو کوم بلاسٹرز کا سن کر ان سب کے چہروں پر

خوف لہرانے لگا۔

''لیکن اس کے بارے میں تو ہمیں برائٹ مون نے کچھ نہیں بتایا۔ اور پھر ہم زیرو کوم بلاسٹرز کا رسک کیسے لے سکتے ہیں۔ آپ کام ہونے کی صورت میں بھی تو ان بلاسٹرز سے ہمیں آف کر سکتے ہیں۔''_____ ٹائیگر نے نکتہ اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا۔

''آپ بہت ذہین ہیں ریڈ ڈریگن۔ اس کے لئے میں آپ کو زبانی گارنٹی ہی دے سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی حل نہیں ہے۔''_____ بگ کنگ نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر مزید کوئی بات کرتا۔ اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے کرسی میں میگنٹ پاور آ گئی ہو اور اس میگنٹ پاور نے اسے بری طرح سے جکڑ لیا ہو۔ اس نے ہلنا چاہا مگر واقعی اس کا جسم مفلوج ہو چکا تھا۔ یہی حال شاید دوسرے گینگسٹرز کا بھی ہوا تھا کیونکہ ٹائیگر نے سامنے بیٹھے بلیک کوبرا کی آنکھوں میں بھی شدید خوف اور بوکھلاہٹ دیکھی تھی۔ ٹائیگر صرف نظریں ادھر ادھر گھما سکتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ صرف سن سکتا تھا جبکہ اس کے جسم کے ساتھ جیسے اس کی زبان بھی اس کے تالو سے چپک گئی تھی۔ جیسے ہی ان کے جسم میگنٹ چیئرز نے جکڑے بگ کنگ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آپ سب کو میگنٹ چیئرز سے جکڑ دیا گیا ہے۔ چند ہی لمحوں میں آپ بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر میرے آدمی یہاں آئیں گے۔ وہ ایک ایک کر کے آپ کو لے جائیں گے اور آپ کے جسموں

میں زیروکوم بلاسٹرز لگا دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ چاہیں یا نہ چاہیں آپ سب کو میرا کام کرنا ہوگا۔ آپ کا کنگ گروپ میرے ہر حکم کی تعمیل کا پابند ہوگا۔ دوسری صورت میں سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا۔'' ـــــــ بگ کنگ نے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر کو اپنے ذہن میں اندھیرا سا ابھرتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ سر نہیں جھٹک سکا تھا۔ اس نے اپنی قوت ارادی کو مجتمع کرنے کی کوشش کی کہ وہ کسی طرح بے ہوش ہونے سے بچ سکے۔ مگر بے سود۔ اندھیرا فوراً ہی اس کے ذہن پر حاوی ہوگیا اور وہ اندھیرے کے سمندر کی لاانتہائی گہرائی میں ڈوبتا چلا گیا۔

دارالحکومت کا تھری سکس پوائنٹ اپنے اعتبار سے انتہائی وسیع اور شاندار کمرشل ایریا کہلاتا تھا۔ اس علاقے میں بڑی بڑی مارکیٹس، شاپس اور ہوٹلز تھے۔ اس علاقے میں عموماً بڑے طبقے کے افراد ہی شاپنگ وغیرہ کے لئے آتے تھے۔ امپورٹڈ اور قیمتی سامان کی خریداری کے لئے دوکانیں اور بازار بھرے رہتے تھے۔ خاص طور پر شام کے وقت تو اس علاقے میں میلے کا سا سماں رہتا تھا۔ وہاں چند ریسٹورنٹس نے اعلیٰ ذوق کے لئے پارکس بھی بنا رکھے تھے۔ جہاں خریداری کرنے والے لوگ کھانے پینے کے لئے بیٹھ جاتے تھے ۔ ان میں زیادہ تر فیملیز ہی ہوتی تھیں۔

اعلیٰ طبقے کی انفرادیت کے لئے وہاں لوگوں کی سکیورٹی کے لئے زبردست انتظام کیا گیا تھا۔ تھری سکس پوائنٹ کی طرف آنے والے تین راستے تھے جو بالترتیب وے ون، وے ٹو اور وے تھری تھے۔

ان میں وے ون داخلی راستے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ جبکہ وے ٹو اور وے تھری خارجی راستوں کے طور پر استعمال کئے جاتے تھے تاکہ رش کی صورت میں وہاں ٹریفک بلاک نہ ہو اور آنے جانے والوں کو راستہ بنانے کے لئے گھنٹوں انتظار نہ کرنا پڑے۔ وہاں پارکنگ کے بھی وسیع انتظامات تھے۔ تینوں راستوں پر سکیورٹی کے بہترین انتظامات کئے گئے تھے۔ ہر آنے جانے والے کو سکیورٹی کے پیش نظر ان حفاظتی نظروں سے گزرنا ہی پڑتا تھا۔

آج اس بازار میں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی رش تھا۔ فیمیلز کی کثیر تعداد وہاں موجود تھی۔ دوسرے دن ایک روایتی تہوار کا دن تھا۔ اس لئے لوگ خریداری کے لئے اس بازار میں امڈے چلے آرہے تھے۔ جن میں بوڑھے افراد بھی شامل تھے۔ ادھیڑ عمر بھی، جوان بھی اور بچے بھی۔ ان سب کا جوش دیدنی تھا۔ ہنستے مسکراتے اور کھلکھلاتے چہروں پر آنے والے دن کی خوشیاں جگمگا رہی تھیں۔ رنگ برنگے لباسوں میں ننھے منے بچوں کی تو اس پررونق جگہ پر خوشی دیکھنے کے لائق تھی۔ ماں باپ کی انگلیاں تھامے بچے اچھلتے کودتے اور اپنی معصومانہ آوازوں میں چیختے اور شور مچاتے نظر آرہے تھے۔

رات ہوتے ہی اس علاقے کو برقی قمقموں سے بقعہء نور بنا دیا گیا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آنے والے دن کے بجائے تہوار اسی رات اور اسی جگہ پر منایا جا رہا ہو۔ جہاں روشنیاں تھیں، ہنستے مسکراتے چہرے تھے۔ معصومیت تھی اور جہاں صرف خوشیاں ہی

خوشیاں تھیں۔

رات کے دس بجنے میں ابھی دس منٹ باقی تھے۔ وے ون پر اس وقت کئی گاڑیاں موجود تھیں جو تھری سکس پوائنٹ میں داخلے کے لئے ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھ رہی تھیں۔ تھری سکس پوائنٹ پر داخلے کے لئے ایک جہازی سائز کا گیٹ لگایا گیا تھا۔ اس گیٹ کے ہر طرف چیکنگ آلات نصب تھے جو وہاں سے گزرنے والی ہر گاڑی کے ایک ایک پرزے کی جانچ پڑتال کرتے تھے۔ ان آلات کے ذریعے مشتبہ افراد اور گاڑیوں کی چیکنگ کی جاتی تھی اور اس کے لئے ظاہر ہے وہاں باقاعدہ ایک مانیٹرنگ سیل بھی بنایا گیا تھا جہاں کمپیوٹرائزڈ مشینیں کام کر رہی تھیں۔ مشتبہ فرد یا گاڑی کو کراسنگ ایریئے سے تقریباً سو میٹر پہلے روکا جا سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مخصوص ایریئے میں بلاکنگ ریز کا بھی جال بچھا ہوا تھا تاکہ کسی آدمی کے پاس یا کار میں کوئی بلاسٹنگ مواد ہو تو اسے بلاسٹ ہونے سے روکا جا سکے۔ یہی نہیں ان آلات کی مدد سے بلاسٹنگ مواد رکھنے والوں پر سکیورٹی ایریئے کے مختلف حصوں سے ایسی ریز بھی پھینکی جا سکتی تھیں جن سے مشتبہ افراد لمحوں میں بے حس وحرکت ہو سکتے تھے۔ اس سے سکیورٹی کے افراد نہ صرف مشتبہ افراد پر قابو پا لیتے تھے بلکہ بلاسٹنگ مواد کو بھی ڈی فیوز کرنے میں انہیں آسانی ہو جاتی تھی۔ سکیورٹی کا یہ فول پروف انتظام جدید دور سے ہم آہنگ تھا۔ اسی سکیورٹی کے فول پروف انتظامات کی ہی وجہ سے لوگ

بے فکر اور مطمئن ہو کر یہاں آتے تھے۔

وے ون کے سکیورٹی گیٹ سے تقریباً سو میٹر کے فاصلے پر دس کاریں جو ایک رنگ اور ایک ہی ماڈل کی تھیں۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھیں۔ ان کاروں میں ڈرائیوروں سمیت چار چار افراد بیٹھے تھے جو شکل وصورت سے ہی چھٹے ہوئے بدمعاش اور سفاک دکھائی دے رہے تھے۔ ان سب کے کانوں میں ائیر ٹرانسمیٹرز لگے ہوئے تھے جن سے وہ ایک دوسرے کی آواز سن بھی سکتے تھے اور ایک دوسرے سے باتیں بھی کر سکتے تھے۔

سب سے اگلی کار میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر بار بار اپنی ریسٹ واچ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔ ریسٹ واچ دیکھنے کے لئے وہ بار بار چشمہ اتارتا اور پہن لیتا۔ اس کے چہرے پر شدید تناؤ اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

''نمبر ٹو'' ــــــ سیاہ چشمے والے ادھیڑ عمر نے ائیر ٹرانسمیٹر میں پچھلی سیٹ پر بیٹھے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس'' ــــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تمہیں کنفرم ہے کہ ٹھیک دس بجے یہاں لائٹ آف جائے گی'' ــــــ ادھیڑ عمر نے کہا۔

''یس باس۔ یہ یہاں روز کا معمول ہے۔ ایگزیکٹ ٹائم پر لائٹ جاتی ہے اور ایگزیکٹ ٹائم پر آتی ہے'' ــــــ نمبر ٹو نے کہا۔

''گڈ۔ اور تم نے بتایا تھا کہ روشنی کے لئے جنریٹرز اور دوسرے

پاورز سسٹم آن ہونے میں زیادہ سے زیادہ دس سیکنڈ کا وقت لگتا ہے'' ــــــ باس نے کہا۔

''یس باس۔ دس سیکنڈ کے اندر اندر جنریٹرز اور دوسرے پاورز سسٹم کے ذریعے یہاں کی برقی سپلائی بحال کر دی جاتی ہے'' نمبر ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اپنے بریک سسٹم کے ذریعے ان دس سیکنڈوں میں یہاں کے تمام حفاظتی انتظامات آف کر سکتے ہو'' باس نے پوچھا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ میں نے سسٹم آن کر رکھا ہے۔ میرے ایک بٹن پریس کرنے کی دیر ہے۔ پھر ان کے پاس ہائی پائیڈرولک پاور سسٹم بھی کیوں نہ ہو میرے سسٹم سے بریک ہی نہیں قطعی طور پر بے کار ہو جائے گا۔ اس کے لئے محض دو یا تین سیکنڈ درکار ہوں گے۔ اس سسٹم کے لئے بس یہ ضروری ہے کہ برقی پاور کی سپلائی میں بریک آ جائے چاہے یہ بریک پانچ سے دس سیکنڈوں کے لئے کیوں نہ ہو۔ ہم جس رفتار سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہماری کار سکیورٹی گیٹ کے پاس ٹھیک اس وقت پہنچے گی جب لوڈ شیڈنگ کے ٹائمنگ کے تحت اس علاقے کی پاور سپلائی منقطع کی جائے گی۔ جیسے ہی پاور سپلائی آف ہو گی میں بٹن پریس کر دوں گا۔ بٹن کے پریس ہوتے ہی وہاں موجود تمام سکیورٹی سسٹم آف ہو جائے گا۔ ہمارے پاس کیا ہے اور ہماری کاروں میں کیا چھپا ہوا ہے۔ اس کے

بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہو سکے گا اور یہاں آج خلاف معمول جس قدر رش ہے ہماری کاروں کو آگے جانے سے بھی نہیں روکا جائے گا۔"______ نمبر ٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔"______ باس نے کہا۔ اس کے گھٹنوں پر ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر آن تھا۔ جس کی سکرین پر مختلف پروگرامز اوپن تھے۔ وہ ان پروگرامز کو یوں چیک کر رہا تھا جیسے اسے اردگرد کے ماحول کی کوئی خبر ہی نہ ہو۔ کمپیوٹر کے ایف سیریز کے بٹنوں میں ایف ٹین کا بٹن سرخ نظر آ رہا تھا۔ یہ وہ بٹن تھا جس کے پریس ہوتے ہی حفاظتی سسٹم میں بریک تھرو آ جاتا اور وہ اپنی کاریں بغیر کسی چیکنگ کے تھری سکس پوائنٹ میں لے جا سکتے تھے۔

"نمبر فائیو۔"______ باس نے پچھلی کار کے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔"______ ایک آواز سنائی دی۔

"تم اور نمبر نائن اپنی کاریں پارکنگ ایریئے میں لے جاؤ گے۔ دونوں کاریں ایک دوسرے سے کم از کم تین سو فٹ کے فاصلے پر ہونی چاہئیں۔"______ باس نے کہا۔

"اوکے باس۔"______ نمبر فائیو اور نمبر نائن کی آوازیں سنائی دیں۔

"نمبر تھرٹین۔ تم اپنی کار وے ٹو کی طرف لے جاؤ گے اور نمبر سیون ٹین تم نے وے تھری کی طرف جانا ہے۔ میں اور باقی ممبر اپنی

کاریں ایسی جگہوں پر پارک کریں گے جہاں زیادہ سے زیادہ رش ہو۔ اوکے۔"______ باس نے کہا۔

"اوکے باس۔"______ مختلف آوازیں سنائی دیں۔

"کاریں چھوڑنے کے بعد سب الگ الگ وے ٹو اور وے تھری کی طرف جائیں گے۔ ہمارے لئے وے ٹو اور وے تھری پر دو دو اسٹیشن ویگنیں موجود ہیں۔ آپس میں طے کر لو۔ کون کس طرف جائے گا۔ ہر ویگن میں دس دس افراد کی گنجائش ہے۔ دس افراد کو لے کر ویگن فوراً روانہ ہو جائے گی۔ اس کے لئے تم سب کے پاس زیادہ سے زیادہ دس منٹ کا وقت ہو گا جو چلا گیا وہ چلا گیا اور جو رہ گیا وہ رہ گیا۔"______ باس نے کہا۔

"ڈونٹ وری باس۔ امید ہے ہم سب یہاں سے نکل جائیں گے۔"______ ائر فون میں مختلف آوازیں سنائی دیں اور باس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس نے آنکھوں سے چشمہ اتار کر ریسٹ واچ دیکھی۔ دس بجنے والے تھے۔ آگے تین کاریں تھیں جو سکیورٹی وے میں دھیرے دھیرے داخل ہو رہی تھیں۔ دائیں بائیں بے شمار سکیورٹی گارڈز مشین گنیں لئے کھڑے تھے جیسے وہ کسی بھی ممکنہ خطرے سے نمٹنے کے لئے چوکس اور تیار ہوں۔

دو کاریں آگے بڑھ گئی تھیں اب باس کی کار کے آگے ایک کار تھی۔ دس بجنے میں ابھی چند سیکنڈ باقی تھے اور باس کے چہرے پر شدید اضطراب نظر آ رہا تھا۔ اس نے چشمہ اتار رکھا تھا اور اس کی

نظریں ریسٹ واچ کی سیکنڈز بتانے والی سوئی پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس سوئی کا ایک ایک سیکنڈ اس پر بھاری گزر رہا ہو۔

''بب۔ باس۔ اگر لائٹ آف نہ ہوئی تو۔''۔۔۔۔۔اچانک ائیر فون میں اس کے ایک ساتھی کی آواز سنائی دی۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ اپنا منہ بند رکھو ورنہ تمہیں چیر کر رکھ دوں گا۔''۔۔۔۔۔باس نے حلق کے بل غرا کر کہا۔

''یس۔ یس باس۔ یس۔''۔۔۔۔۔اس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اگلی کار گیٹ سے گزر گئی۔ باس نے عقبی آئینے سے عقب میں بیٹھے ہوئے نمبر ٹو کی طرف دیکھا۔ جس نے ایک انگلی ایف مین کے ریڈ بٹن پر رکھ لی تھی۔

کار آگے بڑھی اور ابھی گیٹ تک پہنچی ہی تھی کہ یکلخت وہاں ہر طرف جیسے بلیک آؤٹ ہو گیا۔ تاریکی ہوتے ہی ڈرائیور نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی اور سامنے لگے بیریئر کے سامنے روک دی۔ گیٹ کے نیچے سے کار کے گزرتے ہی نمبر ٹو نے بٹن پریس کر دیا تھا۔ جیسے ہی بٹن پریس ہوا اس کار رنگ سرخ سے یکلخت سبز ہو گیا۔

''کام ہو گیا ہے باس۔''۔۔۔۔۔نمبر ٹو نے کہا اور باس کے چہرے پر یکلخت اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ علاقے میں لائٹ محض چند سیکنڈز کے لئے آف ہوئی تھی۔ [illegible]

یو پی ایس جو پہلے سے ہی آن تھے۔ ان سے بس سپلائی تبدیل کرنے میں ہی چند سیکنڈز لگے تھے اور پھر وہاں پہلے جیسی ہی روشنیاں پھیل گئیں۔

روشنی ہوتے ہی بیریئر ہٹا لیا گیا اور کاریں ایک ایک کر کے آگے بڑھتی چلی گئیں۔ نمبر ٹو نے حفاظتی سسٹم بریک کیا تھا۔ اب جب تک مانیٹرنگ سیل والے سیکیورٹی دے والوں کو سسٹم کی خرابی کے بارے میں آگاہ کرتے وہ سب اپنی کاریں تھری سکس پوائنٹ کے اندر لے جا چکے تھے۔

باس چالیس افراد ممکنہ خطرے سے نمٹنے کے لئے ساتھ لایا تھا۔ وہ نمبر ٹو کے بریک سسٹم پر قناعت نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ نمبر ٹو کا بریک سسٹم لائٹ آف ہونے کی صورت میں کام کرتا تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ اگلے روز تہوار کی وجہ سے اس علاقے کی پاور آف کی ہی نہ جاتی۔ ایسی صورت میں وہ کاریں تھری سکس پوائنٹ میں نہ لے جا سکتے تھے۔ پھر باس نے وہاں دوسرا ہی کوئی اقدام کرنا تھا۔ جس کے لئے اسے آدمیوں کی ضرورت تھی۔ مگر اسے دوسرے اقدام کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ دس کی دس کاریں بغیر کسی چیکنگ کے تھری سکس پوائنٹ کے اندر آ گئی تھیں اور پھر انہوں نے باس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کاریں مختلف جگہوں پر روکنا شروع کر دیں۔ کار رکتے ہی وہ کار سے نکل جاتے اور پیدل ہی وے ٹو اور وے تھری کی طرف بڑھ جاتے۔ ان کے پاس جو اسلحہ تھا وہ انہوں

نے کاروں میں ہی چھوڑ دیا تھا کیونکہ وے ٹو اور وے تھری پر بھی ایسا ہی حفاظتی انتظام تھا گو وہاں کیے گئے حفاظتی انتظامات کا لنک بھی اسی مانیٹرنگ سیل سے ہی تھا جو وے ون کے لئے کام کرتا تھا مگر باس کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب مطلوبہ اسٹیشن ویگنوں میں پہنچ گئے اور ویگنیں انہیں لے کر وہاں سے روانہ ہو گئیں۔ البتہ باس وے ٹو سے باہر آ کر مسلسل پیدل آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

کافی فاصلے پر آ کر وہ ایک عمارت کے پاس کھڑی سیاہ رنگ کی سیڈان کے پاس آیا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور کار کے دروازے کا لاک کھول کر وہ اطمینان بھرے انداز میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار میں بیٹھتے ہی اس نے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں سے اس نے ایک سیل فون جیسا آلہ نکال لیا۔ اس آلے پر ایک سے دس تک نمبر درج تھے۔ باس نے سائیڈ پر لگا ہوا بٹن پریس کیا تو آلے کے چھوٹے چھوٹے بٹن بلبوں کی طرح روشن ہو گئے۔ ان سب بٹنوں کے رنگ سرخ تھے۔ باس نے ریموٹ نما آلے کے اوپر لگا ہوا ایریل کھینچ کر باہر نکال لیا۔

"زندگی کے نام موت کا پہلا قدم۔"۔۔۔۔۔ باس نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا اور اس نے ایک نمبر کا بٹن دبا دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن دبایا اس کے عقب میں تھری سکس پوائنٹ کے بیچ بازار میں ایک انتہائی زوردار دھماکہ ہوا۔ دھماکے کے ساتھ ہی آگ اور دھویں

کا طوفان سا بلند ہوا۔ اس طوفان میں انسانی جسموں کے ٹکڑے اچھلے اور ہر طرف جیسے خون کی بارش شروع ہو گئی۔

لوگ خوف اور وحشت سے چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے مگر وہاں کھڑی ایک اور کار زوردار دھماکے سے پھٹی اور وہاں انسانی جسم کٹ پھٹ کر تڑپنے لگے۔ پھر تو وہاں جیسے یکے بعد دیگرے خوفناک اور زبردست دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک کے بعد ایک کار دھماکے سے پھٹ رہی تھی۔ لوگ زندگیاں بچانے کے لئے چیختے چلاتے، گرتے پڑتے جس طرف بھاگتے تھے اسی طرف دھماکہ ہو جاتا تھا اور پھر وہاں زندہ انسانوں کی جگہ ان کے کٹے پھٹے اعضا بکھر رہے تھے۔ موت کا بھیانک رقص عروج پر تھا۔

تھوڑی دیر پہلے بس بازار کی رونقیں عروج پر تھیں۔ جہاں خوشیاں، مسرت کے رنگ بکھیر رہی تھیں اور جہاں ننھے منے بچوں کی شرارتیں اور کھلکھلاتی ہنسی گونج رہی تھی۔ اب وہاں آگ تھی۔ دھواں تھا۔ لاشیں تھیں، خون اور انسانی ٹکڑوں کے ساتھ بڑوں اور چھوٹوں کے تڑپتے جسم دکھائی دے رہے تھے۔ جو آہوں، بکاہوں اور اذیت کے ساتھ چیخ رہے تھے۔ دس ہولناک دھماکوں نے وہاں موت ہی موت بکھیر دی تھی۔ ان دھماکوں میں لمحوں میں سینکڑوں بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے ہلاک ہو گئے تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ مختلف اعضاؤں سے محروم ہو کر تڑپ رہے تھے۔ دھماکوں نے تھری سکس پوائنٹ کی کئی عمارتوں کو زمین بوس کر دیا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد

میں کاریں اور دوسری سواریاں تباہ و برباد ہوگئی تھیں۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جنگ کے زمانے میں کوئی بمبار طیارہ یہاں سے گزرا ہو اور اس نے اس علاقے میں شدید بمباری کی ہو اور ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھیر کر نکل گیا ہو۔ دھماکے اس قدر شدید اور خوفناک تھے کہ ان کی آوازوں سے پورا دارالحکومت لرز اٹھا تھا۔ ہر دھماکے سے زمین یوں لرز جاتی تھی جیسے کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ دور دور کی سڑکوں پر چلتی ہوئی گاڑیاں ان دھماکوں سے اچھل اچھل کر الٹ گئی تھیں اور بعض لوگوں کی کاریں تو ان کے ہاتھوں سے بے قابو ہو کر عمارتوں سے جا ٹکرائی تھیں۔ اسی طرح سڑکوں پر بھی بے شمار گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا گئی تھیں۔ غرضیکہ ان یکے بعد دیگرے ہونے والے دس ہولناک اور زوردار دھماکوں نے پورے دارالحکومت میں موت کا بازار لگا دیا تھا۔

لرزہ خیز دھماکوں نے سارا شہر ہلا کر رکھ دیا تھا۔ دارالحکومت میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جہاں سے لوگ دھماکوں کی آوازیں سن کر اور لرزش کے خوف سے باہر نہ نکل آئے ہوں۔ ہر چہرے پر خوف تھا، دہشت تھی اور موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی۔ بڑے، بوڑھے اور جوان دہشت زدہ نظر آ رہے تھے اور بچوں کے سہمے اور زرد زدہ چہروں پر ڈر کی سی کیفیت نظر آ رہی تھی۔ باس نے یکے بعد دیگرے دس بار بٹن پریس کر کے دس دھماکے کئے تھے۔ ہر دھماکے کے ساتھ اس کی کار بھی اچھلتی رہی تھی اور ایک دھماکے کی وائبریشن سے تو اس

کی کار کے بھی شیشے ٹوٹ گئے تھے۔ مگر اس کے ہونٹوں پر ایک زہریلی اور سفاکانہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ تھری سکس پوائنٹ پر اس نے جو بربریت کی ہولناک داستان رقم کی تھی۔ اس کی سیاہی اس کے چہرے پر شیطانیت کا رنگ بکھیر رہی تھی۔ وہ گردن موڑ کر تھری سکس پوائنٹ کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے آگ کی سرخی ابھی تک آسمان کی طرف بلند ہوتی نظر آ رہی تھی۔ اس طرف سے آنے والی گاڑیاں آپس میں ٹکرا کر الٹ پلٹ چکی تھیں۔ سڑکوں پر لوگ ابھی تک چیختے چلاتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ لوگ پاگلوں کی طرح چیختے چلاتے ہوئے بھاگے جا رہے تھے۔

باس چند لمحے سفاکی سے یہ ہولناک منظر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کار سٹارٹ کی اور سڑکوں پر بکھری ہوئی گاڑیوں کے درمیان راستہ بناتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"اچھا ہوا عمران صاحب۔ آپ خود یہاں آ گئے۔ ورنہ میں آپ کو فون کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔" ـــــ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"کیوں۔ کوئی خاص بات۔" ـــــ عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"جی ہاں۔ ایک تو آپ کے ساتھ ملکی حالات کے بارے میں ڈسکس کرنا تھی دوسرے ایکریمیا سے فارن ایجنٹ ٹام سٹون نے بھی ایک رپورٹ دی ہے۔" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے ٹام سٹون کی رپورٹ کے بارے میں بتاؤ۔" ـــــ عمران

نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا۔

"ٹام سٹون نے بتایا ہے کہ پاکیشیا روانگی سے چند گھنٹے قبل حیان بن سلطان اس سے ملا تھا۔ حیان بن سلطان کے پاکیشیا جانے کے تمام انتظامات بھی ٹام سٹون نے ہی کئے تھے۔" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا اس نے ٹام سٹون کو بتایا تھا کہ وہ ایکریمیا سے ڈائریکٹ پاکیشیا کیوں جانا چاہتا تھا اور وہ پاکیشیا ایسی کیا چیز لایا تھا جس کے لئے اسے فوری طور پر اسرائیل کا اتنا اہم سیٹ اپ چھوڑ کر یہاں آنا پڑا۔ مجھے اسے پاور ایجنسی کا چیف بنانے کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑے تھے۔ اس کے ذریعے ہمیں یہودیوں کی سازشوں کا علم ہو جاتا تھا اور وہ کس قدر آسانی سے وہ سب ختم کر کے یہاں آ گیا تھا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ پاکیشیا کے تحفظ اور سالمیت کے لئے آیا تھا عمران صاحب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا مطلب۔" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔

"حیان بن سلطان نے اسرائیلی پرائم منسٹر اور قاتلوں اور دہشت گرد تنظیم وار گینگ کی ایک خفیہ میٹنگ ریکارڈ کی تھی۔ وار گینگ کا چیف جس کا نام ساڈوگا ہے اس کے بارے میں سلطان بن حیان نے پہلے سے ہی معلومات حاصل کر لی تھیں اور اس نے ساڈوگا کو پرائم منسٹر سے بھی ایک دو بار ملاقات کرتے دیکھا تھا۔ جس پر وہ

حیران تھا کہ اس قدر خطرناک اور دہشت گرد گینگ کا اسرائیلی پر
منسٹر سے ملنے کا کیا مقصد ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس نے تگ و دو شرو
کر دی اور پھر اسے خبر ملی کہ پرائم منسٹر نے پرائم منسٹر ہاؤس م
ساڈوگا کو اہم میٹنگ کے لئے بلایا ہے۔ حیان بن سلطان نے پر
منسٹر ہاؤس میں اس میٹنگ کی ریکارڈنگ کا پروگرام بنا لیا۔ پا
ایجنسی کے چیف ہونے کی وجہ سے اس کی پرائم منسٹر ہاؤس میں اچھ
خاصی شناسائی تھی۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ پرائم منسٹر خفیہ میٹن
کہاں کرتے ہیں۔ بہرحال حیان بن سلطان نے پرائم منسٹر اور ساڈ
کی اس اہم میٹنگ کو ریکارڈ کر لیا۔ جب حیان بن سلطان ٹیپ کر ر
تھا تو اسے ساڈوگا نے دیکھ لیا جبکہ حیان بن سلطان نے ساڈوگا ک
سامنے پرائم منسٹر سے ایک ایمرجنسی کے لئے جانے کی اجازت لی
اجازت ملنے پر اسے فوراً پرائم منسٹر ہاؤس سے نکل جانا چاہیے تھا
وہ پارکنگ میں ساڈوگا کی واپسی کا انتظار کرتا رہا تھا تاکہ وہ اس
تعاقب کر کے اس کا ٹھکانہ معلوم کرے۔ ساڈوگا کا اسے دیکھ
جانے کا مطلب تھا کہ ساڈوگا لازماً اس کے بارے میں پرائم منسٹر
بتا دے گا۔ اس کے پاس چونکہ اہم ریکارڈنگ شدہ ٹیپ تھا۔ ا
جب تیس منٹ تک ساڈوگا باہر نہ آیا تو حیان بن سلطان فوراً و
سے نکل گیا۔ اس نے ٹام سٹون سے ملاقات کی اور اس کے ذر
ایکریمیا اور ایکریمیا سے فوراً پاکیشیا جانے کے انتظامات کرا
ٹیپ میں پرائم منسٹر اور ساڈوگا نے جو میٹنگ کی تھی۔ وہ اس

خوفناک اور دل ہلا دینے والی تھی کہ اسے سن کر حیان بن سلطان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح اڑ کر پاکیشیا پہنچ جائے۔ اور وہ ٹیپ ایکسٹو تک پہنچا دے۔ اس نے وہ ٹیپ ٹام سٹون کو بھی سنایا تھا۔ ٹام سٹون بھی ٹیپ سن کر دہل گیا تھا۔ اس لئے اس نے حیان بن سلطان کے فوراً پاکیشیا جانے کے انتظامات مکمل کرا دیئے۔

حیان بن سلطان اسرائیل سے ایکریمیا پہنچا اور پھر میک اپ کر کے پاکیشیا کے لئے روانہ ہو گیا مگر جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ اسے باقاعدہ مانیٹر کیا جا رہا ہے۔ اس لئے وہ پاکیشیا آ کر ایک عام سے ہوٹل میں چلا گیا۔ وہاں سے میک اپ کر کے وہ ہوٹل ریڈ کراؤن میں آ گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ایکسٹو سے رابطہ کرتا۔ وار گینگ کے حکم پر ڈارک گروپ نے حملہ کر دیا اور اسے زبردست تشدد کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا اور اس سے وہ ٹیپ حاصل کر لی۔“ ــــــ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مگر اس ٹیپ میں ریکارڈ کیا تھا۔“ ــــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا میں آج کل جو ہو رہا ہے۔ اس میں وار گینگ کا ہاتھ ہے اور ساڈوگا اپنے گینگ کے ساتھ یہاں موجود ہے۔ پرائم منسٹر اور ساڈوگا کی میٹنگ میں یہی طے کیا گیا تھا کہ ساڈوگا اپنے گینگ کے ساتھ پاکیشیا جائے گا اور پاکیشیا میں گینگ وار قتل و غارت گری کا ایسا طوفان برپا کرے گا جس سے پاکیشیا ہر طرف سے آگ کی لپیٹ

میں آ جائے گا۔ پاکیشیا یا تو دہشت گردی کی آگ میں جل کر خاک ہو جائے گا یا پھر پاکیشیا کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر پاکیشیا کا ہمسایہ ملک کافرستان اس پر حملہ کر دے گا۔"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران کا چہرہ اور اس کی کان کی لوئیں تک سرخ ہوتی چلی گئیں۔

"ہونہہ۔ تو پاکیشیا میں قتل، غارت اور جو دھماکے ہو رہے ہیں۔ ان سب کے پیچھے وار گینگ کا ہاتھ ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں عمران صاحب۔ یہ سب وار گینگ ہی کرا رہا ہے۔ جگہ جگہ بم دھماکے، اہم اور بڑی شخصیات کی ہلاکت، فرقہ واریت اور پاکیشیا میں جو اچانک ہر طرف خونریز فسادات پھوٹ پڑے ہیں ان سب کا ذمہ دار وار گینگ ہی ہے۔"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وار گینگ۔"۔۔۔۔۔ عمران کے حلق سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔

"سمجھ میں نہیں آ رہا عمران صاحب۔ آخر وار گینگ نے یہاں ایسا کیا چکر چلایا ہے کہ غنڈے اور بدمعاش اس طرح مسلح ہو کر سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔ ایک گینگ دوسرے گینگ کو ختم کرنے جاتا ہے تو اس گینگ کے ساتھ بے شمار معصوم اور بے گناہ لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ سڑکوں اور بازاروں میں بم دھماکے ہو رہے ہیں۔ لوگ گاجر مولی کی طرح کاٹے جا رہے ہیں۔ یہاں

تک کہ مذہبی عمارتوں کا بھی احترام نہیں کیا جاتا۔ مسلح افراد مسجدوں اور امام بارگاہوں میں داخل ہوتے ہیں اور عبادات میں مصروف لوگوں کو بھون کر رکھ دیتے ہیں۔ راکٹ مار کر دو مسافر بردار جہاز اڑا دیئے گئے ہیں اور کئی ٹرینوں کو بم دھماکوں سے اڑا دیا گیا ہے جس میں ہزاروں افراد لقمہ اجل ہو چکے ہیں اور آج کے ہی واقعے کو لے لیجئے۔ تھری سکس پوائنٹ پر جس طرح دس خوفناک دھماکے کئے گئے ہیں۔ ان دھماکوں میں کم و بیش نو سو افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور اس سے چار گنا تعداد زخمیوں کی ہے۔ ان میں بوڑھے بھی ہیں۔ جوان بھی عورتیں بھی اور معصوم بچے بھی۔ کیا ان درندہ صفت انسانوں کو بچوں کی معصومیت بھی نظر نہیں آتی۔ اپنے مفادات کے لئے وہ جس طرح بے گناہ اور معصوم لوگوں کی جانیں لے رہے ہیں کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ان میں ان کے اپنے بھی ہو سکتے ہیں۔ خون سے بھرے بازار، لاشوں سے اٹی سڑکیں۔ کیا یہ سب دیکھ کر ان کا دل نہیں دہلتا۔ کیا وہ خود کو انسان نہیں سمجھتے۔ اگر وہ انسان ہیں تو انہیں بھی درد اور تکلیف کا احساس ہونا چاہیے۔ دوسروں کی جانیں لینے سے پہلے ایک بار انہیں بھی اس بات کا احساس کرنا چاہیے کہ جسم سے جب ایک اعضا کٹتا ہے تو کس قدر درد اور کس قدر اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ کی ایک انگلی ہی کاٹ کر دیکھ لیں۔ پھر شاید انہیں پتہ چلے کہ ہلاک ہونے والے تو ایک طرف ان زخمیوں کا کیا حال ہوتا ہو گا جو ان دھماکوں میں اپنے اعضاء سے محروم

ہو جاتے ہیں۔ مجھے تو ان اپنوں پر حیرت ہوتی ہے جو دوسروں کی باتوں میں آ کر یا دولت کے لالچ میں اپنوں کا ہی خون بہانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ جذبۂ جہاد اور حب الوطنی یہ نہیں کہ اپنے جسموں پر بم باندھ لئے جائیں اور بیچ بازار میں ان بے گناہ اور معصوم لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خود کو اڑا لیا جائے۔ جو بے قصور اور نہتے بھی ہوتے ہیں۔“ ——— بلیک زیرو جذباتی انداز میں کہتا چلا گیا۔

”ایسے لوگ بزدل اور انتہائی بے رحم ہوتے ہیں۔ ان میں دل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ اب نفرت کا جو بیج بو رہے ہیں آنے والے دنوں میں جب انہیں اس کی فصل کاٹنی پڑے گی تو ان کا انجام کیا ہوگا۔“ ——— عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اب ہوگا کیا۔ وار گینگ نے یہاں جو تباہی پھیلا رکھی ہے اسے روکا کیسے جائے گا۔ لوگ اپنے گھروں میں محبوس ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہر طرف لوٹ مار، قتل و غارت کا طوفان مچا ہوا ہے۔ ہر انسان خود کو کمزور اور بے بس سمجھنا شروع ہو گیا ہے۔ لاقانونیت کی تو انتہا ہو کر رہ گئی ہے۔ ظاہر ہے جس ملک کے محافظوں کو خاص طور پر ٹارگیٹ کیا جا رہا ہو۔ وہاں قانون کی بالادستی کیسے قائم رہ سکتی ہے۔ جب قانون بنانے والے اور قانون کے محافظ ہی موت کے خوف سے گھروں سے باہر نہیں نکلیں گے تو عام آدمیوں کا کیا حال ہوگا۔ وار گینگ نے تو پورے ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ پاکیشیا کی معیشت اور سالمیت ختم ہو کر رہ گئی

ہے۔ ان حالات میں جب ملک میں لاقانونیت ہو۔ ملک کا نظام سنبھالنے کے لئے فوج ملک کے اندر آ جائے تو سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا۔ کون ہمیں دشمنوں سے بچائے گا۔ دشمن تو ہماری اس کمزوری کا واقعی آسانی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پاکیشیا میں وار گینگ تو آیا ہی اسی مقصد کے لئے ہے کہ پاکیشیا کے سکون کو تہہ و بالا کر کے بھائی کو بھائی سے لڑا دیا جائے اور یہاں لاقانونیت کی ایسی فضا قائم ہو جائے جس کا فائدہ اٹھا کر ہمسایہ ملک ہم پر حملہ کر دے اور ہم جو اپنے دفاع کا سوچ بھی نہ سکیں اور ہمسایہ ملک آسانی سے پاکیشیا کو ہضم کر جائے۔“ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

”پاکیشیا اتنا تر نوالہ نہیں ہے بلیک زیرو کہ دشمن اسے آسانی سے نگل سکے۔ یہ درست ہے کہ پاکیشیا پر اس وقت کڑا وقت ہے۔ وار گینگ نے یہاں فرقہ واریت اور لسانی فسادات کا جو طوفان برپا کر رکھا ہے اس سے پورا ملک سہما ہوا اور خوفزدہ نظر آتا ہے۔ مشکل حالات کو سنبھالنے کے لئے فوج کو اندرونی معاملات سنبھالنے کی کوشش کرنی پڑ رہی ہے اور ہمارے یہ دشمن فوج کو بھی نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے۔ مگر اس کے باوجود ہماری فوج کے نہ حوصلے پست ہو رہے ہیں اور نہ ہی وہ میدان چھوڑ کر بھاگتے ہیں۔ وہ مشکل سے مشکل اور خطرناک سے خطرناک حالات میں بھی اپنے فرض سے غافل نہیں رہتے اور رہی بات سرحدوں کی۔ اگر دشمنوں نے ہماری سرحدیں کراس کرنے کی کوشش کی تو انہیں لینے کے دینے پڑ جائیں

گے۔ جو قوم اس وقت اندھی اور ناگہانی موت کے خوف سے سہمی ہوئی ہے۔ وہی قوم یک جان ہو کر وطن کو بچانے کے لئے گھروں سے نکل آئے گی اور دشمنوں پر اس طرح ٹوٹ پڑے گی کہ ان کا نام ونشان تک مٹا دے گی۔

لوگ بھوک، افلاس، بموں کے دھماکوں اور گینگ وار کا شکار ہو کر ہلاک ہونے سے وطن اور مذہب کے لئے قربان ہونا زیادہ پسند کریں گے اور بزدلی کی موت سے وہ بہادری کی موت کو ترجیح دیں گے۔ ایسی سوچ رکھنے والے مسلمان جب گھروں سے نکل آئے تو دشمنوں کو ان کے خوف سے بھاگنا ہی پڑے گا۔“ ——— عمران نے کہا۔

”آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ مگر ایسا تو تب ہوگا نا جب ہمسایہ ملک ہمیں کمزور کر کے ہم پر حملہ کرے گا۔ اس وقت تو ضرورت اس بات کی ہے کہ پورے ملک میں جو نفرت اور دشمنی کی آگ لگی ہوئی ہے اسے بجھایا جائے۔ لسانی فسادات اور فرقہ واریت کو ختم کیا جائے اور ملک میں امن اور سکون قائم ہو اور قانون کی بالادستی قائم کی جا سکے۔“ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اور اب اس کے لئے ہمیں کام کرنا ہوگا۔“ ——— عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”لیکن آپ کریں گے کیا۔ چاروں صوبوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ہر طرف جیسے تاریکی اور ویرانی کا راج ہے۔ پورے ملک میں

کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود ملک دشمن عناصر اپنی سرگرمیوں سے باز نہیں آ رہے۔ قانون نافذ کرنے والوں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ سرکاری اور غیر سرکاری عمارتیں اڑائی جا رہی ہیں۔ اب تو ایسی خبریں آ رہی ہیں کہ یہ ملک دشمن عناصر رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر دوسروں کے گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں اور اگلے روز ان گھروں سے لاشیں ہی لاشیں ملتی ہیں۔ ظالم اور بربریت پسند قاتل گھروں میں موجود معصوم اور نومولود بچوں تک کے ٹکڑے ٹکڑے کر جاتے ہیں۔ گھروں میں قید لوگوں نے سونا ہی چھوڑ دیا ہے۔ وہ سب اسی خوف سے جاگتے رہتے ہیں کہ جانے کس وقت شر پسند عناصر اور قاتل ان کے گھروں میں گھس آئیں اور وہ رات ان کی زندگیوں کی بھی آخری رات بن جائے۔“ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

”حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کا کوئی نہ کوئی سدباب کرنا ہی پڑے گا۔ تم ممبران کو کال کرو۔ میں ان شر پسند عناصر کے خلاف کام کروں گا اور انہیں چن چن کر ہلاک کر دوں گا۔ شر پسندوں کے ساتھ ساتھ وار گینگ کا بھی جب خاتمہ ہو جائے گا تو آہستہ آہستہ زندگی دوبارہ اپنے معمول پر آ جائے گی۔ عوام کو جب پتہ چلے گا کہ یہ ساری آگ اسرائیل کی لگائی ہوئی ہے اور یہودی انہیں مٹانے کے درپے ہو رہے ہیں تب انہیں ساری باتوں کی سمجھ آ جائے گی اور پھر سب پہلے جیسا ہو جائے گا یعنی امن اور سکون۔“

عمران نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر شرپسند کون ہیں۔ وار گینگ کہاں چھپا ہوا ہے۔ آپ انہیں کہاں کہاں تلاش کریں گے اور وہ بھی ان حالات میں جب تقریباً ہر انسان دوسرے انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ کیا یہ سب اتنی جلدی اور آسانی سے ختم ہو جائے گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم دیکھتے جاؤ۔ میں کرتا کیا ہوں۔ تم ممبران کو بلا کر انہیں بریف کرو۔ انہیں غنڈہ ایکٹ کے خلاف کام کرنا ہے۔ میں جناب صدر اور جناب پرائم منسٹر سے جا کر ملتا ہوں اور انہیں اس صورتحال سے آگاہ کرتا ہوں۔ اور مجھے ان سے ریڈ کارڈز بھی حاصل کرنے ہیں تاکہ ہم آزادی سے اپنا کام کر سکیں۔ ریڈ کارڈز کے بغیر کرفیو زدہ علاقوں کا ہم رخ بھی نہیں کر سکیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا صدر مملکت اور جناب پرائم منسٹر آپ کو ریڈ کارڈ جاری کر دیں گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر انہیں پاکیشیا کی سالمیت اور بقاء کا احساس ہوگا تو وہ ضرور ایسا کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ بلیک زیرو کا سوال بے جا نہ تھا۔ ریڈ کارڈ ملنے کا مطلب تھا کہ عمران ملک کے کسی بھی حصے میں آسانی سے آ جا سکتا تھا۔ وہ کسی پر بھی ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ یہاں تک کہ ریڈ کارڈز کی پاور کا استعمال کر کے وہ کسی بھی فوجی جرنیل کا

کورٹ مارشل کر کے اسے شوٹ کر سکتا تھا۔

ریڈ کارڈز کے اجراء سے عمران وسیع تر اختیارات کا مالک بن سکتا تھا۔ سوائے صدر مملکت کے وہ کسی ادارے کو جوابدہ نہیں ہو سکتا تھا اور اس کارڈ کے اختیارات کے استعمال سے وہ ہر سیاہ و سفید کا مالک ہوتا۔ کوئی اس پر انگلی اٹھانے کی جسارت نہ کر سکتا تھا۔ ریڈ کارڈز خصوصاً جنگ کے دور میں فوجی جرنیلوں کو جاری کئے جاتے تھے تاکہ انہیں وسیع اختیارات کا مالک بنا کر ملک کے غداروں اور دشمنوں کو گرفتار کر کے فوراً سزائے موت دینے پر عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ بلیک زیرو کے سوال کا مطلب واضح تھا کہ یہ نہ جنگ کا زمانہ تھا اور نہ عمران فوج کا کوئی جنرل تھا کہ صدر مملکت اسے اس قدر بااختیار ہونے کا عندیہ دے دیں کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جسے چاہیں زندہ چھوڑ دیں اور جسے چاہیں ملک دشمن اور غدار قرار دے کر موت کے گھاٹ اتار دیں۔

عمران نے بلیک زیرو کو ہدایات دیں کہ اسے سیکرٹ سروس کے ممبران کو کیا بریفنگ دینی ہیں۔ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل بھی صحت یاب ہو چکے تھے۔ اس لئے عمران نے ان سب کو میٹنگ کال دینے کی اسے ہدایات دی تھیں اور پھر وہ صدر مملکت اور پرائم منسٹر سے ملنے کے لئے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وار گینگ کے ممبران کی تعداد نو تھی۔ وہ سب ایک میز کے گرد بیٹھے تھے۔ میز کی چھوٹی سائیڈ پر ایک اونچی نشست والی کرسی خالی تھی۔ جو ان کے چیف ساڈوگا کے لئے تھی۔

چیف ساڈوگا نے انہیں ٹرانسمیٹر کال کر کے اس خفیہ جگہ جمع کیا تھا۔ اور وہ سب باری باری وہاں پہنچ گئے تھے۔ مگر چیف ابھی تک نہیں پہنچا تھا اور وہ سب شدت سے اس کے منتظر تھے۔ ان سب کا اصول تھا کہ وہ چیف کی آمد تک خاموشی اختیار کئے رکھتے تھے۔ کوئی بھی آپس میں ایک دوسرے کی خیریت تک دریافت کرنا گوارا نہیں کرتا تھا۔ اور وہ ایک دوسرے سے یوں لاتعلق رہتے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کو جانتے تک نہ ہوں۔

ان سب کو اس خفیہ مقام پر آئے تقریباً نصف گھنٹہ ہو چکا تھا۔ وہ بار بار ریسٹ واچ دیکھ کر چیف کے انتظار میں پہلو پر پہلو بدل رہے

تھے۔ مگر چیف جیسے آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ پھر تقریباً پون گھنٹہ اور گزر گیا۔ اب تو ان کے انتظار اور صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا جا رہا تھا۔ وہ سب حیران تھے کہ چیف نے جب انہیں کال کیا تھا تو اسے تو سب سے پہلے یہاں ہونا چاہیے تھا۔ آخر اسے یہاں آنے میں اتنا وقت کیوں لگ رہا ہے۔

وقت گزرتا جا رہا تھا۔ ان کے چہروں پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ مگر اس کے باوجود ان کے پاس سوائے انتظار کرنے کے اور کوئی آپشن نہ تھا۔ پھر تقریباً مزید پندرہ منٹ گزر گئے تو اچانک دروازہ کھلا اور ایک سیاہ پوش اندر آ گیا۔

لمبے تڑنگے سیاہ پوش کو دیکھ کر وہ اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اسے دیکھ کر ان سب کے چہروں پر اطمینان آ گیا تھا۔ سیاہ پوش کے سر پر فلیٹ ہیٹ تھا اور اس کے چہرے پر سیاہ نقاب چڑھا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھوں پر بھی سیاہ چشمہ نظر آ رہا تھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا خالی کرسی کے قریب آیا اور اس پر بیٹھ گیا۔ یہ ان کا چیف ساڈوگا تھا جس کا وہ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے انتظار کر رہے تھے۔

"بیٹھو"۔۔۔۔۔ چیف نے غراہٹ بھری آواز میں کہا تو وہ سب اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"مجھے ذرا آنے میں دیر ہو گئی۔ شہر کے کشیدہ حالات کی وجہ سے ایسا ہوا ہے لیکن بہرحال تم جانتے ہو میں اپنے لئے راستے بنانا جانتا

ہوں۔ مجھے یہاں آنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ اور میں آ گیا۔'' چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ ہمیں بھی یہاں تک آنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن ایک ایک کر کے ہم سب ہی یہاں پہنچ گئے ہیں۔'' ساتھ بیٹھی ہوئی سائٹی نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ وار گینگ کا ہر ممبر اپنی مثال آپ ہے۔ کوئی قانون اور قانون نافذ کرنے والا ادارہ اور کوئی بھی طاقت ان کا راستہ نہیں روک سکتی اور انہیں جہاں جانا ہوتا ہے پہنچ ہی جاتے ہیں۔ اور مجھے فخر ہے کہ تم جیسے باصلاحیت اور فعال گینگ کی وجہ سے پاکیشیا جیسا ملک اس قدر بدحالی اور تباہی کا شکار ہو چکا ہے جو ہمارے خیال اور سوچ سے بڑھ کر ہے۔ ہم نے اس ملک میں فرقہ واریت صوبائی تعصب اور لسانی فسادات کی جو فضا قائم کرنے کی کوشش کی ہے وہ بے حد کامیاب رہی ہے۔ اس ملک کا تو حال اس بارود جیسا تھا جسے بس ایک چنگاری کی ضرورت تھی۔ بھوک و افلاس میں پسنے والے لوگ اس قدر زہریلے ثابت ہوئے کہ جب انہوں نے زہر اگلا تو ان کے ہاتھوں اپنے ہی ہلاک ہوتے چلے گئے۔ بے بس اور لاچار جو پانی کی بوند بوند کو ترستے تھے۔ ہمارے بتائے ہوئے راستوں پر چل کر وہ اپنوں کا گلا کاٹ کر ان کا خون پی کر اپنی پیاس بجھانے لگے۔ میں نے یہاں کے تمام گینگسٹرز کو اپنے قابو میں کیا اور ان کے ذریعے گینگ وار کرانا شروع کر دیئے۔ آہستہ آہستہ یہ گینگ وار فرقہ

واریت، صوبائی تعصب اور لسانی فسادات میں بدلتا چلا گیا۔

یہاں تک کہ پاکیشیا میں نفرت اور تعصب کی ایسی آگ پھیلی جس نے سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پے در پے دھماکوں، قتل و غارت اور لوٹ مار کی وارداتوں نے پورے ملک کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور جب ہم نے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور قانون کے محافظوں کو ٹارگٹ کرنا شروع کیا تو اس ملک میں لاقانونیت کی انتہا ہو گئی۔ آپ سب نے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو تباہ کیا۔ ٹارگٹ کلنگ کی۔ خاص طور پر فوسٹر نے دارالحکومت کی ایک مجرم تنظیم ڈیمن کو اپنے ساتھ ملا کر تھری سکس جیسے پوائنٹ پر دس دھماکے کئے۔ ان جیسے خوفناک دھماکوں نے ملک کی انتظامیہ کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ قانون کے محافظوں پر حملے کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خوف سے اپنے بلوں میں چھپنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اب ملک میں فوج کا کنٹرول ہے۔ مگر اس کے باوجود ہماری بہترین حکمت عملی کی وجہ سے پاکیشیا جل رہا ہے۔ گلیوں اور بازاروں میں لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ پاکیشیا کی شاید ہی کوئی ایسی سڑک ہو جو خون سے نہ رنگی گئی ہو۔ ہر دوسرے تیسرے گھر سے لاشیں اٹھائی جا رہی ہیں۔ اس ملک کی حالت اس قدر ابتر ہو چکی ہے کہ لوگ کھانے پینے کی چیزوں کے لئے تو دور اپنے عزیزوں اور پیاروں کی لاشیں تک دفن کرنے کے لئے نہیں نکلتے۔ ہر انسان ڈرا اور سہما ہوا ہے۔ کوئی انسان اس ڈر سے باہر نہیں آتا کہ نہ جانے کس طرف سے کوئی

اندھی گولی آئے اور اس کی زندگی ہمیشہ کے لئے تاریک ہو جائے۔
پاکیشیا میں امن و امان قائم کرنے اور زندگی کو معمول پر لانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس کے لئے فوج کو آگے لایا جا رہا ہے۔ فوج نے تمام خارجی اور داخلی راستوں کو سیل کر رکھا ہے۔ جگہ جگہ کرفیو نافذ ہے۔ ان کی وجہ سے زندگی تقریباً مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کے تحت انہیں کسی کو بھی گھر سے باہر دیکھ کر گولی سے اڑا دینے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ مگر اس کے باوجود ہمارے تیار کئے ہوئے شرپسند عناصر اپنی کارروائیوں میں اسی جوش و خروش سے مصروف ہیں جو ہم نے ان کے اندر بھر رکھا ہے۔ اب وہ فوج کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ انہیں جہاں موقع ملتا ہے وہ فوجیوں سے بھرے ہوئے ٹرک بھی اڑانے سے دریغ نہیں کرتے۔ بہرحال پاکیشیا کی تباہی کا جو مشن ہم لے کر آئے تھے اس میں ہم کامیاب رہے ہیں اور اس مشن کو کامیاب بنانے میں آپ سب کا کلیدی کردار رہا ہے۔ جس کے لئے میں آپ سب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اب بس ایک آخری ضرب لگانا باقی ہے۔ اس کے بعد پاکیشیا کا نام دنیا کے نقشے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گا۔ پاکیشیا کا نام سوائے تاریخی کتابوں کے اور کہیں دکھائی نہیں دے گا۔'' ــــــ چیف رکے بغیر کہتا چلا گیا۔

''لیس چیف۔ اس وقت پاکیشیا کے حالات ان حالات سے زیادہ ابتر اور خوفناک ہیں جب اس ملک کو دولخت کیا گیا تھا۔ اس

وقت بھی پاکیشیا میں سازشی عناصر کام کر رہے تھے اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب رہے تھے اور انہوں نے فسادات کے ذریعے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور اب ہم نے اس ملک کا جو حال کیا ہے۔ اس سے اس ملک کے حصے نہیں ہوں گے بلکہ اس ملک کا وجود ہی ختم ہو جائے گا اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے۔'' ــــــ سائٹی نے کہا۔

''یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ بس اب سمجھ لو کہ پاکیشیا کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کا وقت آ گیا ہے۔ اسی لئے میں نے تم سب کو یہاں بلایا ہے تاکہ فائنل آپریشن کی تیاری پر بات کی جا سکے۔'' چیف نے کہا۔

''ہم فائنل مشن کے لئے تیار ہیں چیف۔ آپ بس حکم کریں۔ ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔'' ــــــ مروٹو نے کہا جو اس گینگ کا نمبر تھری تھا۔

''اس پر ہم بعد میں بات کریں گے۔ پہلے آپ سب باری باری مجھے اپنی اپنی رپورٹ دیں۔ آپ نے اس ملک کی تباہی کے لئے جو کام کیا ہے۔ میں اس کی تفصیلات جاننا چاہتا ہوں۔ سائٹی پہلے تم بتاؤ۔ کیا کیا ہے تم نے اب تک۔'' ــــــ چیف نے کہا تو سائٹی اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

''چیف۔ آپ کی ہدایات کے مطابق میں ان سپاٹس کا تعین کرنے نکلی تھی جنہیں میں نے تباہ کرنا تھا اور وہ سپاٹس سرکاری عمارتیں تھیں۔ میں ان عمارتوں کا جائزہ لینے کے لئے جیسے ہی نکلی۔

مجھے راستے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ممبر تنویر نظر آ گیا۔ اسرائیل میں ایک مشن پر آئے ہوئے تنویر اور اس کے دو ساتھیوں سے میرا پہلے بھی ٹکراؤ ہو چکا تھا۔ اسے دیکھ کر مجھے غصہ آ گیا۔ میں نے سوچا کیوں نہ لگے ہاتھوں میں تنویر کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی ٹریپ کرنے کی کوشش کروں۔ اور ان سب کو یہاں ہلاک کر دوں تاکہ ہمارا گینگ بے خطر یہاں کام کر سکے۔ چنانچہ میں نے تنویر کو اپنے جال میں پھنسا لیا۔" ــــــ سائی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ چیف کو تفصیل بتانے لگی کہ کیسے وہ تنویر تک پہنچی تھی اور اس نے کس طرح تنویر کے ذریعے سیکرٹ سروس کو ٹریپ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے آخر میں چیف کو بتاتے ہوئے کہا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل کو ساؤچی نے فوراً گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ تنویر نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کے نتیجے میں مجھے مجبوراً اسے بھی گولی مارنی پڑی۔ پہلے میرا خیال تھا کہ میں وہیں رک کر ان کے باقی ساتھیوں کے آنے کا انتظار کروں۔ مگر پھر میں نے ارادہ بدل دیا اور ساؤچی کے ساتھ وہاں سے نکل گئی۔ اس کے بعد میں نے سوپر میک اپ کیا اور پھر ساؤچی کے ساتھ اپنے مشن پر کام کرنے میں مصروف ہو گئی۔ میں نے چند سرکاری عمارتوں کو ساؤچی کے ساتھ مل کر تباہ کیا۔" ــــــ سائی نے کہا اور پھر وہ ان سرکاری عمارتوں کے بارے میں بتانے لگی جو اس نے ساؤچی کے ساتھ مل کر تباہ کی تھیں۔

"گڈ شو۔ سیکرٹ سروس کا خیال دل سے نکال کر تم نے بہت اچھا کیا تھا۔ ورنہ وہ بھوتوں کی طرح تمہارے پیچھے لگ جاتے۔ ہمارے لئے یہی بہت ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین ممبر تمہارے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔" ــــــ چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ میں نے ساؤچی کے کہنے پر پیچھے ہٹنے کا فیصلہ کیا تھا ورنہ میں عمران سمیت پوری سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیتی۔" سائی نے کہا۔

"بہرحال۔ تم بتاؤ مروٹو۔ تم نے مشن کی کامیابی کے لئے کیا کیا ہے۔" ــــــ چیف نے پوچھا تو سائی بیٹھ گئی اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں نے اور فوسٹر نے مل کر کام کیا ہے چیف۔ ہم دونوں نے فرقہ واریت اور لسانی فسادات کو اس قدر ہوا دی کہ چند ہی دنوں میں لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے نفرت اور بغاوت بھر گئی۔ اور وہ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دوسرے کی عبادت گاہوں میں گھس کر بے گناہ اور معصوم لوگوں کو بھی نشانہ بنانا شروع کر دیا۔" ــــــ مروٹو نے کہا۔

"اوکے۔ شاؤل، سارٹی۔ تم بتاؤ۔" ــــــ چیف نے کہا تو مروٹو بیٹھ گیا اور اس کی جگہ دو اور نوجوان اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"چیف۔ میں نے اور سارٹی نے آمدورفت کے ذرائع کو نشانہ بنایا تھا۔ سارٹی نے دو مسافر بردار طیاروں کو ریڈ میزائل مار کر تباہ کیا

اور پھر ہم دونوں نے مختلف صوبوں سے آنے والی کئی ٹرینوں کو تباہ کر دیا تھا۔ ان ٹرینوں کو تباہ کرنے کے لئے ہم نے سوپر بلاسٹرز استعمال کئے تھے۔ جس سے پندرہ سے بیس بوگیوں والی ریل گاڑیوں کے انجن سمیت پرخچے اڑ گئے تھے اور ان میں کوئی مسافر بھی زندہ نہیں بچا تھا۔'' ـــــ شاؤل نے کہا۔

''ٹروسی۔ اب تمہاری باری ہے۔'' ـــــ چیف نے دوسری لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چیف۔ میں نے سب سے الگ تھلگ رہ کر تنہا کام کرنے کو ترجیح دی تھی۔ شہر میں ہونے والے ہنگاموں، جلاؤ گھیراؤ میں سب سے اہم کردار میرا ہی رہا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے ملک کی چند اہم ہستیوں کو بھی نشانہ بنایا اور انہیں ان کے گھروں میں گھس کر ہلاک کر دیا۔ جن میں سیکرٹری داخلہ، ڈیفنس منسٹر اور ایجوکیشن منسٹر شامل ہیں۔ ان کے علاوہ میں نے چند فوجی افسروں کو بھی ہلاک کیا اور چند ایسے فوجی ٹرک اور گاڑیاں بھی اڑائی ہیں جن میں فوجی اور ایمونیشن تھا۔'' ـــــ ٹروسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ ریلی گڈ شو۔ کسی مرحلے پر تمہیں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی ٹروسی۔'' ـــــ چیف نے کہا۔

''نو چیف۔ میں نے ہر کام سوچ سمجھ کر اور باقاعدہ پلاننگ کے تحت کیا تھا۔ کام مکمل کر کے میں فوراً ہوا ہو جاتی تھی۔ کوئی میری گرد بھی نہ پا سکا تھا۔'' ـــــ ٹروسی نے کہا۔

''اوکے۔ سارگل۔ گارچ۔'' ـــــ چیف نے باقاعدہ دو نوجوانوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے جبکہ ٹروسی بیٹھ گئی۔

''ہم دونوں نے قبائلی علاقوں کا رخ کیا تھا چیف۔ ہم نے ایک دوسرے کے مخالف قبائلیوں کو ورغلانے کے ساتھ ساتھ ان پر حملے بھی کئے تھے۔ جس کے نتیجے میں قبائلیوں کے گروہوں میں بری طرح سے ٹھن گئی تھی۔ یہی نہیں، ہم نے ان قبائلیوں میں باقاعدہ حکومتی رٹ بھی چیلنج کی تھی۔ جس پر حکومتی ادارے حرکت میں آ گئے تھے اور ان قبائلیوں میں شرپسند عناصر کو کچلنے کے لئے بڑی تعداد میں سیکورٹی اور رینجرز بھیج دیئے گئے۔ ہم نے ان قبائلیوں میں بہت سے افراد کو اپنا ہم خیال بنا لیا تھا۔ ان کے ساتھ مل کر ہم سیکورٹی فورسز پر حملے کرتے تھے اور ان کا الزام قبائلیوں پر آ جاتا تھا۔ جس کے نتیجے میں سیکورٹی فورسز اور رینجرز ان قبائلیوں پر قیامت ڈھا دیتے تھے۔ اب ہم یہاں ہیں مگر ہمارے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے والے شرپسند وہیں موجود ہیں۔ جن کی کارروائیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور سیکورٹی فورسز ان شرپسند عناصر کو کچلنے کے ساتھ ساتھ بے گناہ اور بے قصور لوگوں کو بھی نشانہ بنا رہی ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق سرحدوں کے قریب بسنے والے قبائلی ضرورت سے زیادہ ہی محبِ وطن اور اسلام پسند ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔ ان قبیلوں میں بسنے والے سرحدوں پر فوج کے شانہ بشانہ لڑنے

والی قوم سے تعلق رکھتے ہیں اور پاکیشیا میں ہونے والی گزشتہ جنگوں میں ان کا بے حد اہم رول رہا ہے۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ خاص طور پر اس قوم کو کمزور کیا جائے۔ سرحدی علاقوں میں بسنے والے تمام قبیلوں کو ختم کر دیا جائے تاکہ وہ آئندہ سرحد پار سے آنے والوں کا مقابلہ کرنے اور انہیں روکنے کے قابل ہی نہ رہیں۔ اس لئے ہم نے ایسی پالیسی اپنائی تھی کہ اب ان قبیلوں اور حکومتی اداروں میں اس قدر ٹھن گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو اپنا جانی دشمن سمجھنا شروع ہو گئے ہیں۔ سکیورٹی فورسز ان قبیلوں کو نیست و نابود کر رہی ہیں اور قبیلے والے سکیورٹی فورسز کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ بہت جلد ایسا وقت آئے گا جب ان قبیلوں کے لوگ پاکیشیا کے شہروں میں گھس آئیں گے۔ ان کی نظر میں پاکیشیا کا ہر شخص ان کا اور ان کی قوم کا دشمن ہوگا اور وہ اپنی جانوں پر کھیل کر اپنے ساتھ بے شمار بے گناہ، معصوم اور بے قصور لوگوں کو ہلاک کر دیں گے۔ پاکیشیا میں ہم نے جو آگ لگائی ہے یہ آگ اس وقت تک نہیں بجھے گی جب تک اس میں پاکیشیا مکمل طور پر جل کر بھسم نہیں ہو جاتا۔"۔۔۔۔۔ سارگل نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ سارگل۔ ریئلی گڈ شو۔ تم نے ان سب سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ واقعی سرحدی قبیلے والے بے حد طاقتور، غیور اور انتھک محنت کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے دلوں میں ملک کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور وہ وطن اور

غیرت پر مر مٹنے والے انسان ہیں۔ ایسے لوگ واقعی انتہائی زیرک اور خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ جن کا خوف دشمن ملکوں کی افواج پر دہشت بن کر چھایا رہتا ہے اور وہ مسلح افواج سے زیادہ ان قبیلے والوں سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ تم نے ان قبیلے والوں کے خلاف جو اقدام کئے ہیں۔ ان سے حکومتی اداروں کا نپٹنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ ایسے لوگ اگر حرکت میں آ جائیں تو پھر کسی بھی ملک کو تباہ کرنے کے لئے کسی بیرونی طاقت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ان کی اپنی گردنیں ہوتی ہیں اور ان گردنوں کو کاٹنے والے ہاتھ بھی ان کے اپنے ہی ہوتے ہیں۔ گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو۔ تم نے یہودیوں کا بہت بڑا اور پرانا خواب سچ کر دکھایا ہے۔ یہودی مسلمانوں، خاص طور پر پاکیشیا کے مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے اسرائیل نے پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنے کی کئی بار کوششیں کی تھیں۔ یہاں تک کہ اسرائیل کی ہی کوششوں سے کافرستان، پاکیشیا کا سب سے بڑا دشمن بن گیا تھا اور کافرستان نے پاکیشیا پر کئی جنگیں بھی مسلط کی تھیں۔ مگر ان پاکیشیائیوں کا جذبہء ایمان، اخوت، بھائی چارے اور متحد قوم کی سیسہ پلائی ہوئی دیوار نے کافرستان کے حوصلے پست کر دیئے تھے۔ کافرستان نے چند ایک محاذوں پر کامیابیاں ضرور حاصل کی تھیں مگر پاکیشیا کو ہضم کرنے کا خواب اس کے لئے خواب بن کر ہی رہ گیا تھا۔ اب اسرائیل اور ایکریمیا کی جارحانہ پالیسیوں سے پاکیشیا کا ہمدرد اور دوست ملک بہادرستان

بھی ان کا دشمن بن چکا ہے۔ بہادرستان میں اتحادی افواج کے ساتھ ساتھ اسرائیلی ایجنسیاں بھی خفیہ طور پر کام کر رہی ہیں۔ جو پاکیشیا میں گھسنے اور پاکیشیا کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ مگر ابھی انہیں کوئی فقید المثال کامیابی نہیں ملی۔ اسرائیل ہر صورت میں پاکیشیا کی تباہی اور بربادی کا خواہاں ہے۔ پاکیشیا جس طرح دن بدن ایٹمی طاقت میں اضافہ کر رہا ہے اور میزائل کی دوڑ میں آگے جا رہا ہے۔ اس سے اسرائیل کو بے پناہ خطرات لاحق ہیں۔ اس لئے وہ اس ملک کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے۔ اسی لئے اس بار اسرائیل نے ہمیں یعنی وار گینگ کو یہاں بھیج کر پاکیشیا میں افراتفری اور انتشار پھیلانے کا کام لیا ہے اور ہم نے پاکیشیا کو واقعی تباہی کے اس دہانے تک پہنچا دیا ہے کہ اب بس بارود کے ڈھیر پر ایک چنگاری پھینکنے کی دیر ہے اور پاکیشیا بھک سے اڑ جائے گا۔

میں نے دس اور گنگسٹر کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ وہ سب میری گرفت میں ہیں۔ میں ان سے جو چاہوں کام لے سکتا ہوں۔ ان سے بھی وہی کام کرا رہا ہوں جو آپ سب کرتے آئے ہیں۔ ان گنگسٹرز کا کرتا دھرتا جسے انڈرورلڈ کا ڈان کہا جاتا ہے وہ برائٹ مون کہلاتا ہے اور برائٹ مون میرے اشاروں پر چلنے والا انسان ہے۔ میرے حکم کے تحت وہ پاکیشیا میں اپنی کارروائیاں مسلسل جاری رکھے ہوئے ہے۔ ان میں سے ایک گنگسٹر جو ریڈ ڈریگن کہلاتا ہے نے میرے سامنے اونچا بولنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے بے ہوش کر

کے اسے چیک کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ اصلی ریڈ ڈریگن نہیں تھا۔ اس نے ریڈ ڈریگن کو ہلاک کر کے اس کی جگہ لے لی تھی۔ جب اس کا میک اپ صاف کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹائیگر تھا جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ فری لانسر کے طور پر کام کرنے والے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے۔ وہ ابھی تک میری قید میں ہے۔ میں نے اب تک یہ جاننے کے لئے اسے زندہ رکھا ہوا ہے کہ وہ ریڈ ڈریگن تک پہنچنے میں کیسے کامیاب ہوا تھا۔ برائٹ مون کی طرح ریڈ ڈریگن بھی ایک ایسا انڈر ورلڈ کا کنگ تھا جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس کے باوجود عمران کے شاگرد ٹائیگر کا اس کی جگہ پر ہونا میرے اور برائٹ مون کے لئے حیران کن بات تھی۔ میں دوسرے معاملات میں مصروف تھا۔ اس لئے اب تک مجھے اس سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ لیکن اس میٹنگ کے بعد میں اس سے ضرور ملوں گا اور اس سے یہ معلوم کر کے رہوں گا کہ وہ ریڈ ڈریگن تک کیسے پہنچا تھا اور اس نے اپنے استاد عمران کو کیا کچھ بتایا ہے۔“ ——— چیف نے کہا۔

”نہیں چیف۔ اس نے عمران کو ابھی کچھ نہیں بتایا ہوگا۔ اگر ایسا ہوتا تو عمران اب تک بھوت بن کر ہمارے پیچھے لگ چکا ہوتا۔ ملکی حالات پر وہ پریشان ضرور ہوگا اور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہوگا۔ مگر اسے یہ پتہ نہیں ہے کہ ان خراب حالات کے اصل ذمہ دار ہم ہیں۔“ ——— سائی نے کہا۔

''پھر بھی۔ اس سے یہ معلوم تو کرنا ضروری ہے کہ وہ ریڈ ڈریگن تک کیسے پہنچا تھا۔''۔۔۔۔۔چیف نے کہا۔

''یس چیف۔''۔۔۔۔۔سائٹی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''بہرحال جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب ہمیں پاکیشیا پر ایک کاری ضرب لگانی ہے۔''۔۔۔۔۔چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ ہم سب یہی جاننے کے لئے بے تاب ہیں۔'' ٹروسی نے کہا۔

''سنو۔''۔۔۔۔۔چیف نے کہا اور وہ انہیں آئندہ اقدام کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگا۔ جسے سنتے ہوئے ان سب کی آنکھوں کی چمک بڑھتی جا رہی تھی۔ ابھی چیف انہیں تفصیلات بتا ہی رہا تھا کہ اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور میٹنگ ہال کے دروازے کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ دھماکہ اس قدر زور دار تھا کہ وہ سب کرسیوں سمیت الٹ کر زمین پر گر پڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے اچانک ایک لمبا تڑنگا نوجوان اچھل کر دروازے کی جگہ بنے ہوئے ہول سے اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔

''خبردار۔ جو جہاں ہے وہیں پڑا رہے۔ اگر کسی نے اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کی تو بھون کر رکھ دوں گا۔''۔۔۔۔۔نوجوان نے گرجتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر چیف سمیت سب اپنی اپنی جگہوں پر ساکت ہو کر رہ گئے۔

سڑکیں سنسان اور ویران تھیں۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ جو سڑکیں ہر وقت بڑی بڑی قیمتی اور رنگ برنگی گاڑیوں اور انسانوں سے آباد رہتی تھیں۔ ان دنوں حالات کی کشیدگی کی وجہ سے قبرستان کا سا ماحول پیش کر رہی تھیں۔ بازار بند تھے۔ گلیوں تک میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ لوگ گھروں میں محبوس ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ کھیلنے کے لئے بچوں کو بھی باہر نہیں نکلنے دیتے تھے۔

حالات کی خرابی کے ساتھ ساتھ جہاں کاروباری زندگی بری طرح متاثر ہوئی تھی۔ وہاں تمام تعلیمی سرگرمیاں بھی تعطل کا شکار ہو کر رہ گئی تھیں۔ کاروباری مراکز کے ساتھ ساتھ تمام تعلیمی ادارے بھی بند تھے۔ جس کے منفی اثرات اعلیٰ اور پرائمری تعلیم حاصل کرنے والوں پر یکساں طور پر اثر انداز ہو رہے تھے۔

کرفیو زدہ علاقوں میں رینجرز گشت کرتے رہتے تھے اور سڑکوں

پر ان کی ہی گاڑیاں دوڑتی نظر آتی تھیں یا پھر مخصوص ایمبولینسز ہی تھیں جو سائرن بجاتی بھاگتی پھرتی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ان فوجیوں اور سکیورٹی فورسز کے سوا شہر میں اور کوئی انسان ہی نہ بستا ہو۔ یہ حال صرف دارالحکومت کا نہیں بلکہ پورے ملک کا تھا۔ دہشت گردی کے طوفان اور تخریبی کارروائیوں کی آندھیاں جیسے پاکیشیا کی خوشیاں، سکھ چین، آزادی اور رونقیں اڑا لے گئی تھیں۔ اور اپنے پیچھے تباہیوں کے گہرے نشان چھوڑ کر وہاں صرف خاموشی، ویرانی اور سناٹا چھوڑ گئی تھیں۔ اب بھی کئی سڑکوں، گلیوں اور بازاروں میں آگ لگی ہوئی تھی۔ کوڑے کے ڈھیروں پر انسانی لاشوں کے ٹکڑے پڑے تھے جن پر اب مکھیاں، مچھر اور حشرات الارض بھنبھنا اور رینگ رہے تھے۔ سڑکوں اور گلیوں میں انسانی خون خشک ہو کر سیاہ ہو چکا تھا جو اب بھی پاکیشیا میں تخریب کاری کی المناک داستان بیان کر رہا تھا۔

ایک سیاہ رنگ کی کار تھی جو ان خاموش اور سنسان سڑکوں پر نہایت تیز رفتاری سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کار کی نمبر پلیٹس غائب تھیں۔ نمبر پلیٹس کی جگہ سرخ رنگ کی خالی پلیٹس لگی ہوئی تھیں اور کار کے آگے سرخ رنگ کے دو جھنڈے لہرا رہے تھے۔ ان جھنڈوں پر بھی کوئی نشان نہیں تھا۔

کار میں عمران کے ساتھ جوزف اور جوانا موجود تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ پچھلی سیٹوں پر جوزف اور جوانا مستعد بیٹھے

تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان کے پہلوؤں میں ہولسٹر تھے جن میں بھاری دستوں والے ریوالور دکھائی دے رہے تھے۔

عمران نے انہیں رانا ہاؤس میں فون کر کے تیار رہنے کا حکم دیا تھا اور پھر سرخ پلیٹوں اور سرخ جھنڈوں والی کار لے کر رانا ہاؤس پہنچ گیا تھا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر روانہ ہو گیا۔ عمران نے ان دونوں کو کچھ نہیں بتایا تھا کہ وہ انہیں کہاں لے جا رہا ہے اور عمران کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر ان دونوں نے بھی اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

ریڈ پلیٹس اور ریڈ فلیگز والی سیاہ کار کرفیو زدہ علاقوں سے بھی رکے بغیر تیزی سے گزرتی جا رہی تھی۔ سڑکوں پر موجود سکیورٹی فورسز کے اہلکار اس کار کو نہ روک رہے تھے اور نہ اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔

دانش منزل سے نکل کر عمران سر سلطان سے ملا تھا اور پھر ان کے توسط سے وہ پرائم منسٹر ہاؤس اور پھر پریذیڈنٹ ہاؤس گیا تھا۔ اس نے ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی ہونے کی حیثیت سے دونوں سربراہان مملکت سے خصوصی بات کی تھی اور ملکی حالات پر ڈسکس کر کے انہیں وار گینگ کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا۔

وار گینگ اور ان کے ارادوں کا سن کر پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی۔ انہوں نے اسرائیل اور اس کے بھیجے ہوئے تخریب کار گینگ کی بڑے سخت انداز میں مذمت کی تھی۔ ان پر

ساری صورتحال واضح کرنے کے بعد عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ریڈ کارڈز کے اجرا کی بات کی تھی تا کہ وہ سیکورٹی فورسز کی موجودگی میں وار گینگ اور ان کی سازش کا تارو پود بکھیر سکیں۔ ظاہر ہے سیکورٹی فورسز کی موجودگی میں وہ کھل کر کام نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہیں ریڈ کارڈز کی اشد ضرورت تھی تا کہ سیکورٹی فورسز ان کے راستے میں حائل نہ ہوں اور وہ باغی گینگسٹرز کے ساتھ ساتھ ان تمام شر پسند عناصر کے خلاف آزادی سے کام کر سکیں جنہوں نے اس ملک کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا تھا اور انسانی خون سڑکوں پر بہا کر پانی سے بھی ارزاں کر دیا تھا۔

پرائم منسٹر ایکسٹو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی اور ان کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ انہوں نے تو ریڈ کارڈز کے اجراء کے لئے انکار نہیں کیا تھا مگر پریذیڈنٹ صاحب نے ریڈ کارڈز کے اجراء پر پس و پیش سے کام لیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ریڈ کارڈز پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جاری کرنے کا مطلب تھا کہ وہ پاکیشیا میں کچھ بھی کر سکتے تھے۔ ریڈ کارڈز کی وجہ سے عمران اور پاکیشیا سروس کی حیثیت آرمی کے جنرلز سے بھی بڑھ جاتی تھی اور اگر وہ چاہتے تو حکومت کا تختہ بھی الٹ سکتے تھے۔

صدر مملکت کے پس و پیش کرنے پر عمران نے انہیں طویل لیکچر دیا تھا اور پھر سر سلطان بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس لئے انہوں نے ملکی حالت کے پیش نظر صدر مملکت سے بذات خود درخواست کی تھی

کہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی ملک اور قوم کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر سکتے ہیں مگر وہ ایسا کوئی کام نہیں کریں گے جس سے پاکیشیا کے وقار اور اس کی آن اور شان میں کوئی حرف آتا ہو۔

صدر مملکت پر عمران نے چونکہ ساری حقیقت واضح کر دی تھی اور انہیں اس بات کا بھی احساس ہو گیا تھا کہ اگر ان تخریبی کارروائیاں کرنے والوں کو نہ روکا گیا تو واقعی پاکیشیا ہر لحاظ سے اس حد تک کمزور ہو جائے گا کہ کافرستان تو کافرستان اگر بہادرستان بھی پاکیشیا سے انتقام لینے کے لئے اپنی فوجیں سرحدوں پر لے آیا تو انہیں بھی روکنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے انہوں نے ریڈ آرڈرز جاری کرتے ہوئے ریڈ کارڈز پر دستخط کر دیئے۔

عمران نے انہیں یقین دلا دیا تھا کہ وہ جلد سے جلد شر پسند عناصر کو ختم کر دے گا اور وار گینگ اور ان کے مذموم عزائم کو پوری دنیا کے سامنے بے نقاب کر دے گا۔ جب پاکیشیائی عوام کو وار گینگ اور اسرائیل کے مذموم ارادوں کا پتہ چلے گا تو ان کے دلوں میں نفرت، فرقہ واریت، صوبائی تعصب اور لسانی فسادات کی چھائی ہوئی میل صاف ہو جائے گی اور انہیں احساس ہو جائے گا کہ وہ نادانستگی میں یہودیوں کے ناپاک عزائم کا شکار ہو چکے تھے۔ یہودیوں نے ان کی آنکھوں پر ایسی سیاہ پٹیاں باندھ دی تھیں جن سے وہ اپنے اور پرائے کی تمیز بھی بھول گئے تھے اور انہوں نے اپنے ہی ہاتھوں

اپنوں کے گلے کاٹنے شروع کر دیئے تھے۔

پھر عمران نے صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ وہاں سے کر دوبارہ دانش منزل پہنچ گیا۔ جہاں بلیک زیرو نے میٹنگ ہال سیکرٹ سروس کے ممبران کو بلا لیا تھا اور انہیں بریفنگ دے رہا عمران نے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحب کے دستخط شدہ ریڈ بلیک زیرو کو دے دیئے تاکہ وہ انہیں ممبران کو دے دے اور پھر دانش منزل کی ایک سیاہ کار پر ریڈ پلیٹس اور ریڈ فلیگز لگا کر وہاں سے نکل گیا۔

ان ریڈ پلیٹس اور ریڈ فلیگز کے بارے میں سیکیورٹی فورسز بخوبی آگاہ تھیں۔ ایسی گاڑیاں جن پر ریڈ پلیٹس اور ریڈ فلیگز لگے ہوتے تھے جب سڑکوں پر آتی تھیں تو اس کا مطلب واضح ہوتا تھا کہ ان گاڑیوں میں ریڈ کارڈ ہولڈر موجود ہیں۔ جن کی قدر و منزلت سے وہ آگاہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رینجرز اور دوسری سیکیورٹی فورسز اس کار کو روکنے کی کوشش نہیں کر رہے تھے۔

عمران کار مختلف راستوں سے گزارتا ہوا ایک پرانے کمرشل ایریئے کی طرف لے آیا۔ کچھ آگے جا کر اس نے کار ایک سڑک کے کنارے پر روک دی۔ وہاں بھی خاموشی اور ویرانی کا راج تھا۔

''چلو آؤ''۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کار کا انجن بند کر کے باہر آ گیا۔ جوزف اور جوانا بھی فوراً کار سے نکل آئے۔ عمران آگے بڑھا تو وہ اس کے پیچھے چلنے لگے۔

عمران دو گلیوں سے گزر کر ایک تنگ گلی میں آ گیا۔ گلی ایک ٹرن لے کر آگے جا کر بند ہو گئی تھی۔ سامنے ایک عمارت کا بڑا سا پھاٹک تھا جو بند تھا۔ اس عمارت کے اردگرد اور کوئی رہائش گاہ نہیں تھی۔ البتہ دائیں بائیں کاروباری دفاتر تھے جو ظاہر ہے ان دنوں بند تھے۔

''ماسٹر۔ یہ تو کسی بہت بڑے آدمی کی رہائش گاہ معلوم ہوتی ہے۔''۔۔۔۔ جوانا نے سامنے عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ یہ انڈر ورلڈ گینگسٹر ڈوشن کی رہائش گاہ ہے۔ ملک میں انتشار پھیلانے اور قتل و غارت میں اس کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ وہ زندہ چاہیے باقی جو نظر آئے بے شک اس کے ٹکڑے اڑا دینا''

عمران نے کہا پھر اس نے آگے بڑھ کر گیٹ کی سائیڈ کی دیوار پر لگی کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ کال بیل کے بٹن کے ساتھ انٹر کام سسٹم بھی موجود تھا۔ عمران نے جیسے ہی بیل بجائی انٹر کام سسٹم آن ہو گیا۔

''یس۔ کون ہو تم۔ اور یہاں کیوں آئے ہو''۔۔۔۔ انٹر کام کے سپیکر سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی خفیہ آنکھ سے انہیں دیکھ رہا ہو۔ عمران نے انٹر کام سسٹم کو غور سے دیکھا تو اسے ایک ہول میں چھپا ہوا چھوٹا سا شارٹ سرکٹ کیمرہ دکھائی دیا۔ بولنے والا یقیناً اسی کیمرے سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

''مجھے ڈوشن سے ملنا ہے۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''نام بتاؤ۔ کہاں سے آئے ہو اور تمہارے ساتھیوں کے ہاتھ میں اس قدر اسلحہ۔ مطلب کیا ہے اس کا۔'' ـــــ اسی آواز پہلے سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

''یہ میرے باڈی گارڈ ہیں۔ ان حالات میں اسلحہ نہیں رکھوں تو کیا رکھوں گا۔ بہرحال میرا نام ٹمبکٹو ہے۔ میں ناٹان کلب سے ہوں۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''ٹمبکٹو۔ ناٹان کلب۔ یہ کیسا نام ہے اور یہ ناٹان کلب کہا ہے۔'' ـــــ حیرت بھری آواز آئی۔

''نام جیسا بھی ہے مجھے پسند ہے۔ تم ڈوشن کو میرا نام بتاؤ وہ فوراً مجھ سے ملنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''انتظار کرو۔'' ـــــ آواز نے کہا اور پھر انٹر کام خاموش ہو گیا۔ آواز سن کر عمران نے پرخیال انداز میں سر ہلایا اور پھر جوزف اور جوانا کو اشارہ کر کے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

''انتظار کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے ڈوشن اندر ہی ہے۔ تیار ہو جاؤ۔'' ـــــ عمران نے کہا۔ اس نے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور دانتوں سے اس کا سیفٹی کیچ نکال کر اسے گیٹ کی طرف اچھال دیا۔ بم گیٹ سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور گیٹ کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

''جاؤ۔ جو نظر آئے اسے اڑا دو۔'' ـــــ عمران نے تیز

لہجے میں کہا تو جوزف اور جوانا مشین گنیں لئے تیزی سے گیٹ کی جگہ ہونے والے بڑے سے شگاف کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ابھی وہ شگاف کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یکلخت اندر سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ جوزف اور جوانا فوراً دائیں بائیں ہو گئے۔ انہوں نے دائیں بائیں ہوتے ہوئے اندر کی طرف گولیوں کی بوچھاڑیں کر دی تھیں۔ تڑتڑاہٹ کی زور دار آوازوں کے ساتھ اندر سے چند چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔ جوزف اور جوانا نے جیب سے ہینڈ گرنیڈ نکالے اور ان کے سیفٹی کیچ ہٹا کر اندر دوڑتے چلے گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے دائیں بائیں بم پھینک دیئے۔ بم پھینکتے ہی انہوں نے سامنے کی طرف مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور جوزف اور جوانا فائرنگ کرتے اور چھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ انہیں اندر جاتے دیکھ کر عمران نے سر ہلایا اور کمر کی بیلٹ میں اڑسا ہوا مشین پسٹل نکال کر اندر آ گیا۔ سامنے ایک وسیع لان تھا۔ دائیں طرف رہائشی عمارت تھی اور بائیں طرف ایک وسیع پورچ تھا جہاں چار کاریں کھڑی تھیں۔ دھماکوں کی شدت سے ان کاروں کے شیشے ٹوٹ چکے تھے۔ جوزف اور جوانا فائرنگ کرتے ہوئے اسی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ عمران نے رہائشی حصے کی طرف دیکھا تو اسے ایک دروازہ کھلتا اور وہاں سے دو مسلح آدمی نکلتے دکھائی دیئے۔ عمران نے فوراً ایک طرف چھلانگ لگاتے ہوئے ان پر فائرنگ کر

دی۔ دونوں چیختے ہوئے وہیں ڈھیر ہو گئے۔ عمران بھاگتا ہوا ان کے قریب گیا اور فوراً دروازے کی سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا۔ اس نے مشین پسٹل والا ہاتھ آگے بڑھایا اور اندر فائرنگ کر دی۔ کافی فاصلے سے ایک چیخ سنائی دی اور عمران تیزی سے اندر آ گیا۔ سامنے راہداری تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ لگتا ہوا تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ راہداری آگے جا کر دائیں، بائیں دونوں جانب مڑ رہی تھی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا دوسرے کنارے پر آ گیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دو گیند نما بم نکالے۔ ان پر لگے ہوئے بٹن پریس کئے اور پھر اس نے ایک بم دائیں طرف اور ایک بائیں طرف پھینک دیا۔ دو دھماکے ہوئے اور عمران نے فوراً اپنی سانس روک لی۔ چند لمحے وہ اسی طرح کھڑا رہا۔ پھر اس نے دائیں طرف دیکھا۔ دائیں طرف دو کمرے تھے جبکہ بائیں طرف راہداری میں تین کمرے تھے۔
عمران پہلے بھاگتا ہوا دائیں طرف گیا۔ اس نے کمروں میں جھانکا۔ کمرے خالی تھے۔ پھر وہ بائیں طرف آ گیا اور کمروں میں دیکھنے لگا۔ دو کمرے خالی تھے البتہ ایک کمرے میں ایک پورٹیبل مشین تھی۔ جس پر ایک سکرین لگی ہوئی تھی۔ سکرین پر گیٹ کا بیرونی منظر تھا۔ مشین کے قریب ایک نوجوان گرا ہوا تھا۔ عمران نے وہاں گیند نما جو بم پھینکے تھے۔ وہ گیس بم تھے جس کے اثر سے وہ نوجوان بے ہوش ہوا تھا۔ عمران نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور مشین پسٹل اپنی کمر میں اڑس کر اس نوجوان کے قریب آ گیا۔ اس نے نوجوان کو اٹھا کر اسی

کرسی پر بٹھا دیا جس سے وہ گرا تھا۔ اس نے کوٹ پہن رکھا تھا۔ عمران نے اس کا کوٹ کاندھوں سے نیچے کر دیا۔ اب اگر نوجوان ہوش میں آ جاتا تو وہ اپنے ہاتھ نہیں چلا سکتا تھا۔ عمران نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی ناک پکڑ لی۔ نوجوان کا جیسے ہی سانس گھٹا۔ اس کے جسم میں یکلخت حرکت سی پیدا ہوئی۔ اس کے جسم میں حرکت ہوتی دیکھ کر عمران نے اس کے ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹائے اور تیزی سے اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے کمر میں اڑسا ہوا مشین پسٹل نکال کر ایک بار پھر ہاتھ میں لے لیا تھا۔
اسی لمحے نوجوان کی آنکھیں کھل گئیں۔ عمران کو دیکھ کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر وہ پھر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف تھا۔
”کک۔ کیا مطلب۔ تت۔ تم۔ یہاں کیسے آ گئے۔“ ——— اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔
”اپنی ٹانگوں پر چل کر۔ اور اگر تم ساری زندگی کے لئے اپنی ٹانگوں سے محروم نہیں ہونا چاہتے تو اسی طرح بیٹھے رہو۔“ ——— عمران نے غرا کر کہا۔
”کک۔ کیا چاہتے ہو۔“ ——— نوجوان نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور خوف تھا۔ شاید اس نے سکرین پر عمران کو گیٹ بم سے اڑاتے دیکھ لیا تھا اور پھر جس طرح جوزف اور جوانا فائرنگ کرتے اور بم پھینکتے ہوئے اندر گئے تھے۔ وہ بھی اس نے دیکھا ہو گا۔ اس

لئے اس کا خوفزدہ ہونا قدرتی امر تھا۔

"ڈوشن کہاں ہے۔" ۔۔۔۔۔ عمران نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"کک۔کون ڈوشن۔مم۔میں کسی ڈوشن کو نہیں جانتا۔" نوجوان نے خود کو سنبھالتے ہوئے جلدی سے کہا۔ ابھی اس کا جملہ ختم ہوا ہی تھا کہ عمران نے اس کی دائیں ٹانگ پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ کئی گولیاں اس کی ران میں گھس گئی تھیں اور وہ چیختا ہوا اچھل کر کرسی سے گر گیا۔

"اٹھو۔ اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ ہری اپ۔" ۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ نوجوان کے دونوں ہاتھ کوٹ کے بازوؤں میں پھنسے ہوئے تھے۔ وہ کراہتا ہوا ایک گھٹنے کے بل اٹھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے اور اس کی دائیں ٹانگ تیزی سے خون سے سرخ ہوتی جا رہی تھی۔

"تت۔تم۔تم۔" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈوشن کہاں ہے۔" ۔۔۔۔۔ عمران نے اس سے پھر اسی طرح سرد اور انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

"مم۔ میں نہیں جانتا۔" ۔۔۔۔۔ اس نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تو عمران نے بلاتامل اس کی دوسری ٹانگ پر بھی گولیاں برسا دیں۔ اس بار نوجوان چیختا ہوا کرسی سمیت دوسری طرف الٹ گیا تھا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے مشین پسٹل کی نال نوجوان

کے سر سے لگا دی۔

"جھوٹ بول کر تم نے اپنی دونوں ٹانگیں ضائع کرا لی ہیں۔ اب جھوٹ بولا تو دوبارہ چیخنے کے بھی قابل نہیں رہو گے۔" ۔۔۔۔۔ عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"نن۔نہیں۔نہیں۔گولی مت چلانا۔مم۔میں۔میں بتاتا ہوں۔" اس نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"جلدی بتاؤ۔" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ ۔ نیچے تہہ خانے میں ہے۔" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تہہ خانے کا راستہ بتاؤ۔" ۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سامنے دیوار میں ایک دروازہ کھلتا ہے۔ وہاں لفٹ ہے۔ لفٹ نیچے جاتی ہے۔" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"کیسے کھلتی ہے لفٹ۔ اور نیچے تہہ خانے کی پوزیشن بتاؤ۔ وہاں کتنے مسلح افراد ہیں۔ ڈوشن کس حصے میں ہے اور کیا وہ اوپر ہونے والی کارروائی چیک کر رہا ہے۔" ۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ اوپر والے حصے سے اس کا کوئی لنک نہیں ہے۔ اوپر کے حالات سے میں ہی اسے باخبر رکھتا ہوں۔ نیچے چار مسلح افراد ہیں جو لفٹ کھلتے ہی سامنے راہداری میں تمہیں نظر آ جائیں گے۔ تہہ خانے میں تین کمرے ہیں۔ ڈوشن ان کمروں کو اپنی رہائش گاہ کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ کمپیوٹر سسٹم سے تہہ خانے کا راستہ کھلتا ہے۔

اس لئے ڈوشن کو باہر کی دنیا سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ ضرورت پڑنے پر وہ تہہ خانے کے دوسرے خفیہ راستے سے بھی نکل سکتا ہے۔ جس کے بارے میں سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔"۔۔۔۔ نوجوان جب بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔

عمران نے اپنے مطلب کی اس سے چند مزید معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا کر اس کی کھوپڑی اڑا دی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور جوزف اور جوانا اندر آ گئے۔ وہ بے حد چوکنے تھے۔ جس تیزی سے وہ دروازہ کھول کر اندر آئے تھے۔ اگر اندر دشمن ہوتے تو وہ فوراً ان پر فائر کھول دیتے۔ مگر وہاں عمران کو دیکھ کر نہ صرف انہوں نے مشین گنیں نیچے جھکا لیں بلکہ ان کے تنے ہوئے اعصاب بھی ڈھیلے ہو گئے۔

"باس۔ باہر دس مسلح آدمی تھے۔ ہم نے ان سب کو ختم کر دیا ہے۔"۔۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم دونوں اوپر کا خیال رکھو۔ ڈوشن تہہ خانے میں ہے۔ میں اسے خود ہی سنبھال لوں گا۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلائے اور وہاں سے نکل گئے۔ عمران فوراً پورٹیبل مشین کی طرف بڑھا اور وہ مشین آپریٹ کرنے لگا۔ اس نے نوجوان کے بتائے ہوئے کوڈز کا استعمال کیا اور ایک بٹن دبایا تو واقعی سامنے دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھل گیا۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں صرف ایک آدمی کے ہی

کھڑے ہونے کی گنجائش تھی۔ عمران اس لفٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک اور گیند نما گیس بم نکالا اور اس نے بم کے بٹن کو تین بار پریس کر دیا۔ اب اس بم کو زور سے زمین پر مارنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بم پر عمران نے ٹائم فکس کر دیا تھا۔ تین بار بٹن دبا کر اس نے بم پر تیس سیکنڈ کا ٹائم سیٹ کر دیا تھا۔ پھر اس نے بم لفٹ کے فرش پر رکھا اور مڑ کر تیزی سے واپس مشین کی طرف آ گیا۔ اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو لفٹ کا دروازہ بند ہو گیا۔

اب لفٹ جیسے ہی نیچے جا کر رکتی ٹھیک تیس سیکنڈ بعد گیس بم پھٹ جاتا اور زود اثر گیس فوراً تہہ خانے میں پھیل جاتی۔ گو نوجوان نے عمران کو بتایا تھا کہ تہہ خانے میں چار مسلح افراد اور ڈوشن کے سوا اور کوئی نہیں ہے مگر عمران اس وقت کوئی رسک لینے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اگر نوجوان نے اسے ڈاج دینے کی کوشش کی بھی ہوگی تو گیس بم سے تہہ خانے میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جاتے۔ عمران نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر اس نے مشین دوبارہ آپریٹ کرتے ہوئے لفٹ اوپر لا کر اس کا دروازہ کھول دیا۔ لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی عمران نے سانس روک لیا تھا۔ بم پھٹنے سے گیس کے اثرات یقیناً لفٹ میں موجود رہ سکتے تھے۔ عمران نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو لفٹ کا دروازہ بند ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر عمران بجلی کی سی تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ لفٹ کا دروازہ بند ہوتا عمران

اندر پہنچ گیا تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی لفٹ ایک خفیف سے جھٹکے کے ساتھ نیچے جانے لگی۔ عمران نے مشین پسٹل دوبارہ ہاتھ میں لے لیا تھا۔ چند لمحوں بعد لفٹ رکی تو عمران تیزی سے سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا۔ لفٹ کا دروازہ کھلا اور عمران دوسری طرف کی آواز سننے لگا۔ مگر وہاں خاموشی تھی۔ عمران نے سر نکال کر دیکھا تو سامنے ایک بڑی سی راہداری تھی جہاں مختلف فاصلوں پر چار مسلح افراد گرے پڑے تھے۔

ان چار افراد کو دیکھ کر عمران کو یقین ہو گیا کہ کمپیوٹر آپریٹر نوجوان نے اس سے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ نیچے واقعی چار افراد ہی موجود تھے۔ وہ لفٹ سے نکلا اور تہہ خانے میں کمروں کو دیکھنے لگا۔ ڈوشن نے واقعی تہہ خانہ کسی رہائشی حصے کی طرح سجا رکھا تھا۔ ایک کمرے میں اسے ایک لمبا تڑنگا نوجوان صوفے پر پڑا نظر آیا۔ جس کے سامنے میز پر شراب کی بوتلیں اور گلاس پڑا تھا۔ وہ شاید وہاں بیٹھا شراب پی رہا تھا اور گیس کے اثر سے وہیں بے ہوش ہو گیا تھا۔

نوجوان کا چہرہ بے حد بڑا تھا اور اس کے چہرے پر پرانے زخموں کے نشانات واضح تھے۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا۔ وہی اس کا مطلوب آدمی ڈوشن تھا۔

ڈوشن جیسے گنگسٹر کے بارے میں ٹائیگر نے ہی عمران کو معلومات فراہم کی تھیں۔ ٹائیگر انڈر ورلڈ میں رہ کر ایسے ہی گنگسٹرز کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا تھا۔ ان کے بارے میں وہ

حاصل کردہ معلومات عمران کو فراہم کر دیتا تھا۔ جو عمران کے ذہن میں رہتی تھیں۔ ڈوشن چند بڑی مچھلیوں میں شمار ہوتا تھا۔ لیکن چونکہ ٹائیگر کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق وہ کبھی سنگین جرائم میں ملوث نہیں ہوا تھا۔ اس لئے عمران نے اسے ڈھیل دے رکھی تھی۔ ورنہ وہ ایسے گنگسٹرز اور جرائم پیشہ افراد کا ٹائیگر کے ذریعے قلع قمع کراتا رہتا تھا۔

دانش منزل میں عمران نے ٹائیگر سے کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ اس لئے عمران نے ٹائیگر کے پہلے سے ہی بتائے ہوئے جرائم پیشہ افراد پر ہاتھ ڈالنے کا پروگرام بنایا تھا کہ شاید اسے ان جرائم پیشہ افراد سے وارگینگ کا کوئی کلیو مل جائے۔ اسی مقصد کے لئے اس نے سب سے پہلے ڈوشن پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا تھا اور وہ جوزف اور جوانا کو لے کر ڈوشن کی خفیہ رہائش گاہ میں پہنچ گیا تھا۔ اب ڈوشن اس کے سامنے تھا۔

عمران نے مشین پسٹل میز پر رکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ڈوشن کو سیدھا کیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جیسے وہ ڈوشن کو باندھنے کے لئے کچھ تلاش کر رہا ہو۔ دائیں طرف ایک چبوترا تھا۔ جس پر نفیس پلنگ بچھا ہوا تھا۔ عمران اس پلنگ کی طرف گیا اور پلنگ پر بچھی ہوئی چادر کھینچ لی اور پھر وہ چادر کو پھاڑنے لگا۔ چادر پھاڑ کر اس نے پٹیوں کو بل دے کر رسیوں جیسا بنایا اور پھر دوبارہ ڈوشن کے پاس آ گیا اور پھر وہ ڈوشن کو ان رسیوں سے باندھنے لگا۔ اس نے ڈوشن

کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دیئے اور پھر اس نے ڈوشن کی دونوں ٹانگیں بھی باندھ دیں۔ اس نے سامنے پڑی ہوئی میز ایک طرف ہٹائی اور پھر اس نے ڈوشن کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ دیا۔ چند ہی لمحوں میں ڈوشن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو عمران نے اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹا لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ایک طرف پڑی ہوئی کرسی اٹھائی اور ڈوشن کے سامنے رکھ کر بڑے اطمینان سے اس پر بیٹھ گیا۔

ڈوشن نے کسمساتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا کہ وہ بندھا ہوا ہے اور پھر عمران پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''کک۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ اور یہ۔ یہ۔''۔۔۔۔۔۔ اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام ڈوشن ہے اور تم ڈوشن کلب کے مالک ہو۔ تمہارے کلب میں نہ صرف ہر قسم کے غیر قانونی کام ہوتے ہیں بلکہ تمہارا تعلق انڈر ورلڈ کے ان جرائم پیشہ افراد سے بھی ہے جو خود کو ڈان یا کنگ کہلواتے ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ڈان۔ کنگ۔ اوہ۔ تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ نہ میں ڈان ہوں اور نہ کنگ اور نہ ہی میرا انڈر ورلڈ سے کوئی تعلق ہے۔ میں ایک

سیدھا سادا انسان ہوں۔ بالکل سیدھا سادا۔''۔۔۔۔۔۔ ڈوشن نے خود کو سنبھالتے ہوئے جلدی جلدی سے کہا۔

''سیدھا سادا۔ تم کس قدر سیدھے سادے ہو۔ یہ میں بخوبی جانتا ہوں ڈوشن۔ تمہارے چہرے کی زردی اور تمہاری آنکھوں میں جو خوف ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تم مجھے بھی جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں تمہیں نہیں جانتا۔ کون ہو تم اور تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ یہ میری خفیہ رہائش گاہ ہے اور پھر میں تہہ خانے میں ہوں۔ کیا تمہیں یہاں آنے سے کسی نے نہیں روکا۔''۔۔۔۔۔۔ ڈوشن نے کہا۔

''میرے راستے میں جو آتا ہے میں اسے کاٹ کر آگے بڑھ جاتا ہوں۔ اس خفیہ رہائش گاہ میں میرے آدمیوں کے ساتھ تم وہ واحد انسان ہو جو سانس لے رہے ہو۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو تم نے میرے تمام آدمیوں کو مار دیا ہے۔'' ڈوشن نے خوف سے تھوک نگل کر کہا۔

''تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا تعلق ان مفاد پرست انسانوں سے ہے جو اپنے ذاتی مفاد کے لئے بے گناہ اور معصوم لوگوں کی جانوں سے بھی کھیلنے سے دریغ نہیں کرتے۔ پاکیشیا میں جو خون بہہ رہا ہے اور ہر طرف تخریب کاری کی جو آگ بھڑک رہی ہے۔ اس

میں تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا بھی ہاتھ ہے۔ اس لئے میں تم پر اور تمہارے کسی سفاک ساتھی پر رحم کس طرح سے کر سکتا ہوں۔" عمران نے اس کی طرف خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔ ملک کے جو حالات تھے ظاہر ہے ان حالات میں جہاں ہر طرف آگ لگی ہو۔ لاشیں بکھری ہوں اور زندگی معطل ہو گئی ہو۔ وہاں عمران جیسا انسان فطری مسخرہ پن کا مظاہرہ کیسے کر سکتا ہے۔

"نن۔ نہیں نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے عمران۔ میں ان حالات کا ذمہ دار نہیں ہوں اور نہ ہی ان معاملات میں، میں اور میرا کوئی بھی ساتھی ملوث ہے۔"۔۔۔۔ ڈوشن نے کہا۔

"چلو۔ تمہیں میرا نام تو یاد آیا۔ اب یہ بتاؤ وار گینگ سے تمہارا کیا تعلق ہے۔"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سخت اور کرخت لہجے میں کہا اور وار گینگ کا نام سنتے ہی ڈوشن کا چہرہ ایک لمحے کے لئے تاریک ہوا پھر نارمل ہو گیا۔

"وار گینگ۔ کس وار گینگ کی بات کر رہے ہو۔ میں کسی وار گینگ۔"۔۔۔ ڈوشن نے حیرت زدہ ہونے کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک آواز جیسے اس کے حلق میں پھنس گئی۔

"کیا ہوا۔ آواز تمہارے حلق میں کیوں پھنس گئی ہے۔" عمران نے کہا مگر ڈوشن نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کا رنگ

یکلخت لٹھے کی طرح سفید ہو گیا تھا اور اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ یکلخت کسی اندرونی اذیت کا شکار ہو گیا ہو۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں تیزی سے چوڑی ہونے لگیں۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر عمران حیران رہ گیا۔ پھر اچانک عمران کو جیسے کسی انجانے خطرے کا احساس ہوا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے نہایت تیزی سے دائیں طرف چھلانگ لگا دی۔ ابھی اس نے چھلانگ لگائی ہی تھی کہ اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہوا میں اچھلتے ہوئے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی ان دیکھی طاقت نے اچانک اسے اور زیادہ دور اچھال دیا ہو۔ وہ قلابازیاں کھاتا ہوا دوسرے صوفے سے ٹکرایا اور پھر صوفے سمیت دوسری طرف الٹتا چلا گیا۔

تہہ خانے میں دھماکے کی بازگشت بدستور موجود تھی۔ عمران اٹھا اور اس نے صوفے پر بندھے ہوئے ڈوشن کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ڈوشن کا جسم بدستور صوفے پر رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ مگر اس کا سر اس کے دھڑ سے غائب ہو چکا تھا۔ ہر طرف گوشت اور خون کے لوتھڑے بکھرے ہوئے تھے اور ڈوشن کی گردن سے خون فواروں کی طرح سے اچھل رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے دھماکہ ڈوشن کے سر میں ہوا ہو اور اس دھماکے سے اس کا سر اڑ گیا ہو۔

ٹائیگر کو ہوش آیا تو اس نے خود کو تاریک کمرے میں پایا۔

وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کرسی پر اس کے ہاتھ آہنی کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہی نہیں اس کی گردن میں بھی ایک کڑا ڈال دیا گیا تھا جو کرسی کی پشت سے منسلک تھا۔ کڑے اس قدر ٹائٹ تھے کہ ٹائیگر صرف گردن موڑنے کے علاوہ معمولی سی جنبش بھی نہیں کرسکتا تھا۔

ریڈ ڈریگن کے روپ میں وہ گینگسٹر کنگز کی میٹنگ میں گیا تھا۔ جہاں کافرستانی بگ کنگ نے پاکیشیا کے خلاف ایک ہولناک اور انتہائی بھیانک سازش پر کام کرنے کے لئے تفصیلات بتائی تھیں۔ جسے سن کر ٹائیگر کا خون کھول اٹھا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ کافرستانی بگ کنگ اور وہاں موجود تمام گینگسٹر کنگز کے ٹکڑے اڑا دے جو پاکیشیا کو تباہ اور برباد کرنے کا ہولناک پلان بنا رہے تھے۔

مگر پھر بگ کنگ نے نہ جانے وہاں ایسا کیا کیا تھا کہ ٹائیگر سمیت تمام گینگسٹر کنگز کرسیوں سے چپک سے گئے تھے۔

بگ کنگ نے کہا تھا کہ وہ ہر صورت میں ان سب سے اپنے منصوبے پر عمل کرائے گا اور وہ سب اس کے قابو میں رہیں اور اس کے کسی حکم سے انحراف نہ کرسکیں۔ اس کے لئے وہ ان سب کو ہر لمحہ مانیٹر کرے گا اور ان کے دماغوں میں ایک ایک ایسی چپ لگا دے گا جس کی موجودگی میں ان سب کو نہ صرف وہ اپنی نظروں میں رکھ سکے گا بلکہ اس چپ کی وجہ سے وہ سب اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور پھر اچانک ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی کرسی میں تیز برقی رو دوڑ گئی ہو۔ اسے ایک زوردار جھٹکا لگا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اسے اب ہوش آیا تھا۔

ہوش میں آنے کے بعد ٹائیگر کو بے حد نقاہت محسوس ہو رہی تھی۔ یہ نقاہت بھوک پیاس کی بھی تھی جس سے ٹائیگر کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ کم از کم تین چار روز سے اسی طرح بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ شاید اسے بے ہوش رکھنے کے لئے مسلسل انجکشنز لگائے جاتے رہے تھے۔

"تو کیا اس کے سر میں وہ چپ لگائی جا چکی ہے۔ جس سے بگ کنگ اس پر نظر رکھ سکتا تھا۔" ——— ٹائیگر کے ذہن میں سوال ابھرا۔ یہ سوال اس لئے اس کے ذہن میں ابھرا تھا کہ اسے کئی دنوں بعد ہوش آیا تھا۔ ورنہ اتنے روز اسے مسلسل بے ہوشی میں رکھنے کا

اور کیا مقصد ہو سکتا تھا۔

ٹائیگر جس جگہ قید تھا گو کہ وہاں تاریکی تھی لیکن کئی روز سے روشنی نہ ملنے سے اس کی آنکھیں تاریکی سے مانوس ہو چکی تھیں۔ اس لئے اسے تاریکی کے باوجود دکھائی دے رہا تھا کہ وہ ایک ہال نما کمرے میں موجود ہے جہاں چاروں طرف بڑے بڑے ستون نظر آ رہے تھے۔ ایسے ستون ظاہر ہے کسی بڑی عمارت یا پھر تہہ خانے میں بنائے جاتے تھے۔ وہاں اس کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ جس کرسی پر وہ جکڑا ہوا تھا وہ فولادی کرسی تھی جو زمین میں گڑی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے گردن گھما کر دیکھا تو اسے دائیں طرف دیوار کے ساتھ نیم دائرے میں گھومتی ہوئی سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دیں۔ سیڑھیاں ٹوٹی پھوٹی سی تھیں اور کمرے میں بھی فرش جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

ٹائیگر چند لمحے کمرے کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے کرسی سے آزاد ہونے کے لئے جدوجہد کرنا شروع کر دی۔ کرسی کے بازوؤں کے ساتھ ہتھکڑیوں جیسے کلپ تھے۔ ٹائیگر نے ان کلپوں سے ہاتھ نکالنے کی کوشش کرنا شروع کر دی۔ وہ ہاتھوں کو موڑ کر ان کلپوں سے نکالنا چاہ رہا تھا۔ مگر کلپ کے کڑے بے حد تنگ تھے۔ ٹائیگر کی کلائیاں چھل رہی تھیں مگر وہ دانتوں پر دانت جمائے اپنی کوشش میں مصروف رہا۔ زور آزمائی کرتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ خون سے بھیگ گئے تھے۔ اس نے چکنے خون کی مدد لیتے ہوئے آخرکار

دایاں ہاتھ کلپ سے نکال لیا۔ پھر اس نے دائیں ہاتھ کے استعمال سے دوسرا ہاتھ بھی کلپ سے نکال لیا۔ دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے گردن میں موجود کڑے پر توجہ مرکوز کی۔ یہ کڑا دو حصوں میں جڑا ہوا تھا۔ گردن کے عقب کی طرف ایک بٹن دباتے ہی اس کی گردن کا کڑا بھی نکل گیا۔ اس کے بعد ظاہر ہے اس نے اپنی ٹانگیں آزاد کرائی تھیں۔ ٹانگوں کو بھی بٹنوں والے کلپس سے باندھا گیا تھا۔

ٹانگیں آزاد ہوتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کھڑے ہوتے ہی اسے ایک ہلکا سا چکر آیا مگر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ اس کے دونوں ہاتھ زخمی تھے۔ اس کے جسم پر وہی سرخ لباس تھا جو ریڈ ڈریگن کا مخصوص لباس سمجھا جاتا تھا۔ ٹائیگر نے کوٹ اتارا اور اس نے ہاتھوں اور دانتوں کی مدد سے کوٹ کے اوپر والے کپڑے کو پھاڑ کر اس کی پٹیاں بنائیں اور پھر وہ پٹیاں اپنے زخمی ہاتھوں پر لپیٹنے لگا۔

ہاتھوں پر پٹیاں لپیٹنے کے بعد اس نے اپنی جیبیں چیک کیں۔ مگر اس کی جیبیں خالی تھیں۔ شاید اس کی تلاشی لے کر اس کی جیبوں سے اس کی تمام چیزیں نکال لی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ اس کے پیروں میں جوتے بھی نہیں تھے اور پتلون کے ساتھ بندھی ہوئی بیلٹ بھی اتار لی گئی تھی۔

ٹائیگر نے جوتوں اور بیلٹ میں چند سائنسی ہتھیار چھپا رکھے تھے جو ان حالات میں اس کے کام آ سکتے تھے مگر جوتوں اور بیلٹ اتارے

جانے کا مطلب تھا کہ انہیں اس کے پاس موجود ان سائنسی ہتھیاروں کا علم ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے سر کے پیچھے بالوں میں ہاتھ پھیرا مگر بالوں میں چھپا ہوا بلو پائپ بھی غائب تھا۔ جس سے وہ زہریلی سوئیاں فائر کر کے اپنے مدمقابل کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ ٹائیگر کی خفیہ جیبوں کو بھی خالی کر لیا گیا تھا۔ پھر ٹائیگر کو دوبارہ اس سائنسی چپ کا خیال آیا جو اس کے سر میں لگائی جانی تھی۔ اس نے انگلیوں کی مدد سے سارے سر کو ٹٹولا۔ مگر اس کے سر پر کسی زخم کا معمولی سا بھی نشان نہیں تھا۔ نہ ہی اسے اپنے سر کا کوئی حصہ ابھرا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ جس کا مطلب واضح تھا کہ ابھی اس کے سر کا آپریشن نہیں کیا گیا تھا۔ یہ محسوس کر کے کہ ابھی اس کے سر میں سائنسی چپ نہیں لگائی گئی تھی اس کے جسم میں خوشی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔ اس نے کمرے کا بغور جائزہ لیا تو اسے عقب میں ایک بڑی آہنی الماری دکھائی دی۔ وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھا۔ الماری کے پٹ کھلے تھے۔ ٹائیگر نے دیکھا الماری کے خانوں میں ایذا رسانی کے مختلف اوزار اور ہتھیار پڑے تھے۔ ان جدید آلات اور ہتھیاروں سے ایذائیں دے کر دشمنوں اور مجرموں کی زبانیں کھلوائی جاتی تھیں۔

ٹائیگر نے الماری کے دوسرے خانے چیک کئے تو اسے ایک خانے میں ایک مشین گن، اس کے فاضل راؤنڈز، سائلنسر اور میگزین مل گئے۔ اس خانے میں ایک ہینڈ گرنیڈ بھی موجود تھا جو نہ جانے

وہاں کس مقصد کے لئے رکھا گیا تھا۔ ٹائیگر نے ہینڈ گرنیڈ اٹھا کر فوراً جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے مشین پسٹل اٹھایا اور اسے چیک کرنے لگا۔ مشین پسٹل لوڈڈ تھا۔ ٹائیگر نے ایک اور میگزین اٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا اور ساتھ ہی ٹائیگر نے پسٹل پر سائیلنسر فٹ کر لیا۔

سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر آیا۔ اوپر ایک بند دروازہ تھا۔ دروازے کے پاس آ کر ٹائیگر رکا۔ اس نے دروازے سے کان لگائے اور دوسری طرف کی آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر دوسری طرف خاموشی تھی۔ ٹائیگر نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا۔ مگر دروازہ باہر سے لاکڈ تھا۔

ٹائیگر نے ایک لمحہ توقف کیا پھر اس نے دروازے سے پیچھے ہٹ کر لاک پر دو فائر کر دیئے۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ لاک کے پرخچے اڑ گئے۔ وہاں گولیاں چلنے کے دھماکے تو نہیں ہوئے تھے۔ مگر لاک ٹوٹنے کی آواز خاصی تیز تھی۔ اس لئے ٹائیگر فوراً سائیڈ کی دیوار سے آ لگا تھا۔ لاک ٹوٹنے کی آواز کا وہ چند لمحے ردعمل دیکھتا رہا مگر دوسری طرف شاید کوئی نہیں تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کو باہر کی طرف دھکیلا تو دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک گیلری تھی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ ٹائیگر دروازہ کھول کر فوراً باہر آ گیا۔ یہ ایک کوٹھی نما عمارت تھی۔ سامنے وسیع لان تھا جبکہ دائیں طرف رہائشی حصہ تھا۔ کوٹھی میں مکمل خاموشی طاری تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوٹھی

میں کوئی نہ ہو۔ شاید وہ لوگ اسے تہہ خانے میں قید کر کے وہاں سے نکل گئے تھے۔

ٹائیگر گیلری میں آگے بڑھنے لگا۔ درمیانی گیلری سے گزرتے ہوئے وہ یکلخت رک گیا کیونکہ گیلری کے دوسرے سرے پر ایک کمرے کے کھلے ہوئے دروازے سے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ ٹائیگر دونوں ہاتھوں میں مشین پسٹل تھامے دیوار کے ساتھ ساتھ خرگوش کی چال چلتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ اس دروازے کے پاس آ کر دیوار سے لگ گیا اور اندر سے آنے والی آوازیں سننے لگا۔

''تم خواہ مخواہ کیوں گھبرا رہے ہو پروگ۔ میں نے تم سے کہا ہے نا کہ بگ کنگ اور اس کے ساتھ میٹنگ میں موجود کوئی آدمی یہاں نہیں آئے گا۔ وہ جس خفیہ راستے سے یہاں آئے ہیں۔ اسی سے نکل کر واپس چلے جائیں گے۔ تم جی بھر کر پیئو۔ چاہو تو یہاں بیٹھ کر ساری کی ساری بوتلیں پی جاؤ۔''۔۔۔۔ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔

''دیکھ لو ڈریگ۔ اگر بگ کنگ یا اس کا کوئی ساتھی یہاں آ گیا اور میں نشے میں ہوا تو وہ مجھے ایک لمحے میں گولی مار دیں گے۔ اس کوٹھی کی حفاظت کی ذمہ داری ہم دونوں پر ہے۔ تم جانتے ہو جب میں پی لیتا ہوں تو نشے میں اس قدر دھت ہو جاتا ہوں کہ مجھے اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔''۔۔۔۔دوسری آواز نے کہا۔

''تم خواہ مخواہ گھبرا رہے ہو۔ میں ہوں نا۔''۔۔۔۔ڈریگ نے کہا۔

''اوکے۔ تم کہتے ہو تو میں پی لیتا ہوں۔ اگر کوئی آ گیا تو اس کی ذمہ داری تمہاری ہو گی۔''۔۔۔۔پروگ نے کہا۔

''اوکے۔ ساری ذمہ داری میری ہو گی۔ اب خوش۔'' ڈریگ نے ہنس کر کہا۔

''ہاں۔ خوش۔''۔۔۔۔پروگ نے کہا۔ پھر چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ بگ کنگ اور اس کے ساتھیوں کے وہاں ہونے کا سن کر ٹائیگر کے ذہن میں چیونٹیاں سی رینگ گئی تھیں۔

''تم نہیں پیو گے۔''۔۔۔۔پروگ نے ڈریگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ پی کر اگر میں بھی دھت ہو گیا اور بگ کنگ سچ مچ یہاں آ گیا تو اسے جواب کون دے گا۔''۔۔۔۔ڈریگ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو ہے۔''۔۔۔۔پروگ نے کہا۔ ان کی باتوں سے ٹائیگر کو معلوم ہو گیا تھا کہ کوٹھی میں وہی دو حفاظت پر مامور ہیں۔ بگ کنگ اور اس کے ساتھی یقیناً کسی خفیہ میٹنگ روم میں ہوں گے۔ یہ سوچ کر ٹائیگر سائیڈ سے نکل کر یکلخت دروازے کے سامنے آ گیا۔

کمرے میں ایک صوفے پر دو بدمعاش ٹائپ نوجوان بیٹھے تھے۔ جن کے سامنے میز پر شراب کی دو بوتلیں پڑی تھیں۔ ایک

نوجوان کے ہاتھ میں شراب سے بھرا گلاس تھا جسے اٹھا کر وہ پینے لگا تھا کہ اس کی نظر ٹائیگر پر پڑ گئی۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک ٹھک کی آواز کے ساتھ دو گولیاں ٹھیک اس نوجوان کے سر پر پڑیں اور اس کی کھوپڑی بکھرتی چلی گئی۔ ٹائیگر کو گولیاں چلاتے اور اپنے ساتھی کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر دوسرا نوجوان بوکھلا کر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس کا ہاتھ فوراً جیب میں چلا گیا۔

"خبردار۔ اپنا ہاتھ روک لو۔ ورنہ تمہارا حشر تمہارے ساتھی سے مختلف نہ ہوگا۔" ـــــ ٹائیگر نے تیزی سے اندر آتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور بدمعاش کا ہاتھ وہیں رک گیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تت۔ تم یہاں۔ یہاں کیسے آ گئے تم۔ تمہیں تو تہہ خانے میں آہنی کرسی کے ساتھ جکڑا گیا تھا۔" ـــــ بدمعاش نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ ٹائیگر نے اس کی آواز پہچان لی۔ وہ ڈریگ تھا جبکہ اس نے جسے ہلاک کیا تھا اس کا نام پروگ تھا۔

"تمہارا نام ڈریگ ہے۔" ـــــ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرا نام ڈریگ ہے۔" ـــــ اس نے کہا۔

"اس عمارت کے کس خفیہ میٹنگ روم میں بگ کنگ اور اس کے ساتھیوں کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ کہاں ہے میٹنگ روم۔" ـــــ ٹائیگر

نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"بگ کنگ۔ میٹنگ۔ کون بگ کنگ۔ کون سی میٹنگ۔" ڈریگ نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے فائر کر کے اس کا ایک کان اڑا دیا تھا۔

"بولو۔ کہاں ہے بگ کنگ۔" ـــــ ٹائیگر نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔" ـــــ ڈریگ نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنا ہاتھ کان پر رکھ لیا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح سے مسخ ہو چکا تھا۔

"میں بے حد سفاک انسان ہوں ڈریگ۔ ابھی تو صرف تمہارا کان اڑا ہے جو پوچھ رہا ہوں مجھے سچ سچ بتا دو۔ ورنہ میں تمہارے جسم کے ایک ایک حصے میں گولی مار دوں گا۔ تم زندہ تو رہو گے مگر تمہاری حالت مردوں سے بھی بدتر ہو گی۔" ـــــ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ دوسرے تہہ خانے میں ہیں۔" ـــــ ڈریگ نے تکلیف کی شدت سے قدرے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بگ کنگ کے ساتھ کتنے افراد ہیں۔ بولو۔" ـــــ ٹائیگر نے مشین پسٹل اس کے سر سے لگاتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نو۔ نو آدمی ہیں۔ سب کا تعلق وار گینگ سے ہے۔"

ڈریگ نے ہکلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر چونک پڑا۔

"وار گینگ۔ کیا مطلب۔"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو ڈریگ اسے وار گینگ کی تفصیل بتانے لگا۔ ٹائیگر کے پوچھنے پر اس نے پاکیشیا میں ہونے والے ہنگاموں اور تخریب کاری کی تمام کارروائیوں کے بارے میں بھی اسے بتا دیا۔ ملک آگ وخون میں سرخ ہو رہا تھا۔ یہ سن کر ٹائیگر کا چہرہ غیض وغضب سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے ڈریگ سے اپنے مطلب کی مزید معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے ڈریگ کے سر میں گولی اتار دی۔ ڈریگ کی کھوپڑی بھی بے شمار ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔

ڈریگ کو ہلاک کر کے ٹائیگر کمرے سے نکل کر گیلری میں آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کے دوسرے حصے کی طرف آ گیا۔ ایک کمرے میں جا کر وہ رک گیا۔ اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرا تو اسے ایک جگہ ابھار سا محسوس ہوا۔ اس نے ابھار کو پریس کیا تو وہاں سرر کی آواز کے ساتھ ایک دروازے جیسا خلاء بن گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ ٹائیگر سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا۔ سامنے ایک راہداری تھی جس کے آخر میں ایک بڑا سا فولادی دروازہ تھا۔ ٹائیگر اس دروازے کے سامنے آ کر رک گیا۔ دروازہ بند تھا اور دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ اس دروازے کو اندر سے ہی کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔

ٹائیگر نے جیب سے ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اسے دروازے پر لگے

ایک ہینڈل نما کنڈے پر پھنسا کر سیفٹی پن نکال لی اور پھر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پیچھے آ کر اس نے ہینڈ گرنیڈ کا نشانہ لے کر فائر کیا تو ایک زوردار دھماکہ ہوا اور فولادی دروازے کے پرخچے اڑ گئے۔ فولادی دروازے میں کافی بڑا شگاف پڑ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اچھل کر دروازے کے شگاف سے گزرتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔

ہال نما کمرے کے وسط میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے گرد پڑی کرسیاں الٹی ہوئی تھیں اور کرسیوں سے گرنے والے افراد اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے جو شاید دھماکے سے کرسیوں سمیت الٹ کر گر گئے تھے۔

"خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو بھون کر رکھ دوں گا۔" ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی گھن گرج جیسی آواز سن کر جو جہاں تھا وہیں رک گیا۔ ان سب کی آنکھوں میں حیرت تھی۔ سامنے ایک سیاہ پوش البتہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر نقاب تھا۔ اس کے قد کاٹھ سے ٹائیگر نے اسے پہچان لیا۔ وہ بگ کنگ تھا۔ البتہ اس کے لباس پر اس بار بگ کنگ لکھا ہوا نہیں تھا۔

"تم یہاں کیسے آ گئے۔"۔۔۔۔۔ سیاہ لباس والے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جیسے بھی آیا ہوں۔ تم یہ بتاؤ۔ تم نے مجھے اتنے دنوں سے یہاں کیوں قید کر رکھا تھا۔"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

اسے ابھی تک اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا کہ اس کا میک اپ صاف کیا جا چکا ہے اور وہ اصلی حلیے میں ہے۔

"لگتا ہے۔ تم ابھی تک خود کو ریڈ ڈریگن سمجھ رہے ہو۔" سیاہ لباس والے نے طنزیہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" ——— ٹائیگر نے اسے گھور کر کہا۔

"تمہارا میک اپ صاف کیا جا چکا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم عمران کے شاگرد ٹائیگر ہو۔ تم نے ریڈ ڈریگن کا روپ بھر رکھا تھا۔ اب تک تم زندہ بھی اسی وجہ سے ہو کہ میں تم سے یہ جاننا چاہتا تھا کہ تم ریڈ ڈریگن تک کیسے پہنچے تھے اور تم میری سپیشل میٹنگ میں کیوں آئے تھے۔" ——— چیف نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اب اسے قید ہونے کا مطلب بھی سمجھ میں آ گیا تھا اور یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ وہ اب تک زندہ کیوں ہے۔

"اور مجھے بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تم بگ کنگ نہیں ہو۔ نہ ہی تمہارا تعلق کافرستان سے ہے۔ تم وار گینگ کے چیف ہو۔ تمہارا نام ساڈوگا ہے اور تم اسرائیل سے پاکیشیا کو تباہ کرنے اور تخریب کاری سے نقصان پہنچانے کے لئے آئے ہو۔" ——— ٹائیگر نے کہا۔ یہ سب باتیں اسے ڈریگ کے ذریعے معلوم ہوئی تھیں جو چیف ساڈوگا کا خاص آدمی تھا۔ اور اس نے ڈریگ اور پروگ کو اپنے گینگ سے الگ کر رکھا تھا۔

"اوہ۔ تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں۔ اور۔" ——— چیف

نے کہا۔ اس دوران اس کے ساتھی آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ سب خاموش تھے اور چیف کی وجہ سے ان میں سے ابھی تک کسی نے بھی کوئی حرکت نہیں کی تھی۔

"تم جیسے درندوں کے بارے میں معلوم کرنا ٹائیگر کے بائیں ہاتھ کا کمال ہے۔ اب تک تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے پاکیشیا کے ساتھ جو کچھ کیا ہے۔ تمہیں اور ان سب کو اس کا حساب دینا پڑے گا۔ تم اور تمہارے ساتھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ میں تم سب کے ٹکڑے اڑا دوں گا۔" ——— ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ہلاک کرنے سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا ٹائیگر۔ تمہارے ملک میں ہم نے جو آگ لگا دی ہے۔ یہ اب بھی نہیں بجھے گی۔ تخریب کاری اور دہشت گردی کی اس آگ میں پاکیشیا جل کر خاک ہو جائے گا۔ اور پھر بہت جلد ایسا وقت آئے گا جب دنیا کے نقشے سے ہی پاکیشیا کا نام و نشان تک مٹا دیا جائے گا۔" چیف نے کڑوے اور بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر ٹائیگر کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔

"پاکیشیا کو مٹانے کا خواب دیکھنے والے خود مٹ جائیں گے ساڈوگا۔ اور تمہیں مٹانے کے لئے میں یہاں آ گیا ہوں۔" ٹائیگر نے غرا کر کہا۔ اس نے مشین گن سیدھی کی ہی تھی کہ اچانک ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ٹائیگر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکلتا چلا

گیا۔ اس نے بوکھلا کر دیکھا تو اسے دائیں طرف کھڑے ایک نوجوان کے ہاتھ میں سائلنسر لگا مشین پسٹل نظر آ رہا تھا۔ اس نے واقعی بڑی پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف مشین پسٹل نکالا تھا بلکہ فائر بھی کر دیئے تھے اور اس کے نشانے کی پختگی کی مثال یہ تھی کہ دونوں گولیاں ٹائیگر کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل پر پڑی تھیں اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا تھا۔

"اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو ٹائیگر۔ ورنہ میرا اگلا نشانہ تمہارا دل ہو گا"۔۔۔۔۔ مشین پسٹل بردار نے غرا کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکلتے دیکھ کر سیاہ پوش چیف کے سوا سب نے اپنے اپنے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔ جن کے رخ ظاہر ہے ٹائیگر کی طرف ہی تھے۔

خطرے کا احساس ہوتے ہی ٹائیگر نے اچانک الٹی چھلانگ لگائی اور الٹی قلابازیاں کھاتا ہوا ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف جانے لگا۔ اسے قلابازیاں کھا کر دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر چیف کے ساتھیوں نے اس پر فائرنگ شروع کر دی۔ ان سب کے مشین پسٹلز پر سائلنسر لگے ہوئے تھے۔ صرف ٹھک ٹھک کی آوازیں آ رہی تھیں اور قلابازیاں کھاتے ٹائیگر کے ارد گرد فرش ادھڑ رہا تھا اور پھر ٹائیگر نے الٹی چھلانگ لگائی اور ٹوٹے ہوئے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"پکڑو اسے۔ جانے نہ پائے۔ وہ سب جانتا ہے۔ اگر وہ نکل

گیا تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے چیف کی چیختی ہوئی آواز سنی۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گیا۔

باہر آتے ہی اس نے دائیں طرف ایک اور چھلانگ لگائی اور پھر اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے گیلری کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ وہ خالی ہاتھ تھا جبکہ اس کے پیچھے آنے والے مسلح تھے۔ اس لئے وقتی طور پر ٹائیگر نے وہاں سے نکل جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ اپنے پیچھے دوڑتے قدموں کی آوازیں سن کر وہ گیلری کے کارنر پر آیا اور پھر اس نے یکلخت دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ نیچے پختہ فرش پر آنے سے پہلے اس نے قلابازی کھائی اور اپنے پیروں پر آتے ہی وہ تیزی سے گیلری کے نیچے چلا گیا اور پھر مڑ کر دائیں طرف موجود لان کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ مسلح افراد بھی شاید گیلری سے چھلانگیں لگا کر نیچے آ گئے تھے۔ ان کے کودنے اور بھاگنے کی آوازیں ٹائیگر صاف سن رہا تھا۔ دائیں طرف آتے ہی وہ عمارت کی دوسری دیوار کی طرف گھوم گیا۔ سامنے اسے مہندی کی باڑ دکھائی دی تو وہ تیزی سے اس باڑ میں گھستا چلا گیا۔ اور رینگتا ہوا باؤنڈری وال کے پاس آ گیا۔ اسی لمحے بھاگتے ہوئے مسلح افراد وہاں آ گئے۔

"اسی طرف آیا تھا وہ۔ ڈھونڈو۔ وہ یہیں ہو گا"۔۔۔۔۔ ایک آدمی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر نے خود کو باڑ کے پیچھے اس طرح سے چھپا رکھا تھا کہ وہ آسانی سے دکھائی نہیں دے سکتا تھا۔

مسلح افراد اگر قریب آ جاتے تو وہاں سے اس کے لئے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس لئے ٹائیگر زمین سے چپک گیا تھا۔ رات کا وقت تھا مگر لان میں تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ قدموں کی آوازوں سے ٹائیگر کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہاں اس کی تلاش میں تین یا چار افراد تھے۔ باقی افراد شاید دوسری طرف گئے تھے۔

مسلح افراد باڑ کو ہاتھوں سے ہٹاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ٹائیگر ان کے قدموں کی آوازیں قریب آتی محسوس کر رہا تھا۔ پھر ٹائیگر کو زمین کی دھمک سے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی سیدھا اسی طرف چلا آ رہا ہے جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ اسی لمحے اچانک وہاں تاریکی چھا گئی۔ روشنی بجھتے ہی ان سب کے قدم جیسے رک گئے تھے۔

''یہ کیا ہوا'' ـــــ لڑکی کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

''یہ اس ملک کا معمول ہے۔ وقت بے وقت یہاں بجلی منقطع کر دی جاتی ہے۔'' ـــــ ایک مرد نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جلدی کرو۔ اسے تلاش کرو۔ ایسا نہ ہو وہ اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر یہاں سے نکل جائے۔'' ـــــ لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر ٹائیگر کی تلاش میں وہ ایک بار پھر متحرک ہو گئے۔ ایک نوجوان بالکل ٹائیگر کے قریب سے آ کر گزر گیا تھا۔ ٹائیگر نے تاریکی کا فائدہ اٹھا کر اس پر جھپٹنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ دو آدمی اور اس طرف آ گئے۔ ان سب کا فاصلہ ایک دوسرے سے زیادہ تھا۔ اگر ٹائیگر کسی

ایک پر حملہ کرتا تو دوسرے اسے آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے۔ اس لئے ٹائیگر سانس روکے خاموشی سے وہاں پڑا رہا۔

''لگتا ہے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر وہ دوسری طرف نکل گیا ہے۔ تم سب پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں یہاں سکیٹی ماس فائر کر رہی ہوں۔ سکیٹی فائر سے یہاں ہر طرف تیز آگ بھڑک اٹھے گی۔ اگر وہ اس باڑ میں ہوا تو آگ اسے فوراً اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔'' اچانک لڑکی نے کہا اور سکیٹی فائر کا سن کر ٹائیگر کے کان کھڑے ہو گئے۔

لڑکی کی بات سن کر تینوں آدمی تیزی سے ایک طرف بڑھ گئے تھے۔ ٹائیگر نے موقع غنیمت جان کر تیزی سے باؤنڈری وال کے ساتھ رینگتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ یکلخت چٹ کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے ٹائیگر کو تیز اور نامانوس سی بو کا احساس ہوا۔ اسی لمحے ایک جگنو سا چمکا اور دوسرے لمحے اچانک وہاں ہر طرف یوں آگ پھیلتی چلی گئی جیسے گیس کا سلنڈر پھٹ گیا ہو اور اس سے پھیلنے والی گیس نے آگ پکڑ لی ہو۔ آگ دیکھتے ہی ٹائیگر نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور باڑ سے نکلتا چلا گیا۔ لیکن آگ کی روشنی میں شاید اسے دیکھ لیا گیا تھا۔ کیونکہ جیسے ہی چھلانگ لگا کر وہ دوسری طرف آیا اچانک درد کی ایک تیز لہر اس کے پورے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ وہ پلٹ کر سائیڈ کے بل گرا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے

اپنے سینے میں ایک گرم سلاخ گھس آنے کا احساس ہوا۔ یہ احساس صرف ایک لمحے کے لئے تھا اور پھر اس کے ذہن نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

رات کی تاریکی میں دو سیاہ کاریں جن کی نمبر پلیٹس سرخ تھیں اور جن پر دو دو سرخ جھنڈے لہرا رہے تھے۔ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں شالیمار کالونی میں داخل ہوئیں۔ ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا۔ اس کے ساتھ جولیا اور پچھلی سیٹوں پر کیپٹن شکیل اور چوہان تھے جبکہ دوسری کار میں صفدر، اس کے ساتھ خاور اور پچھلی سیٹوں پر نعمانی اور صدیقی تھے۔

ایکسٹو نے انہیں ریڈ کارڈز دے دیئے تھے اور انہیں بریفنگ دیتے ہوئے وار گینگ اور گینگسٹرز کے بارے میں بتا دیا تھا اور کہا تھا کہ انہیں مخصوص گینگسٹرز پر ہاتھ ڈالنا ہے۔ جو پاکیشیا میں شدت پسندی کے اصل ذمہ دار ہیں۔ انہیں ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے وار گینگ کے بارے میں بھی معلوم کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے ان گینگسٹرز میں انہیں کوئی ایسا مل جائے جس کا رابطہ وار گینگ سے ہو

اور اس طرح وہ چھپے ہوئے ملک دشمنی عناصر کی شہہ رگ تک پہنچ جائیں۔

ایکسٹو نے انہیں چند گینگسٹرز کے بارے میں تفصیلات بھی فراہم کر دی تھیں۔ ان گینگسٹرز کے پتے ٹھکانے اور ان کی خفیہ رہائش گاہوں کے بارے میں بھی انہیں بتا دیا گیا تھا۔ ممبران ہر قسم کے جدید اسلحے سے لیس ہو کر ان گینگسٹرز کی سرکوبی کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

اب تک وہ چار گینگسٹرز اور ان کے گروہوں کا خاتمہ کر چکے تھے۔ مگر جیسے ہی وہ کسی گینگسٹر تک پہنچتے تھے۔ اس گینگسٹر کا سر دھماکے سے پھٹ جاتا تھا۔ اس طرح ان کے ہاتھ ہر بار کوئی نہ کوئی ثبوت آتے آتے رہ جاتا تھا۔

اس بار وہ ایکسٹو کے حکم پر ہینگ گروپ پر ہاتھ ڈالنے جا رہے تھے۔ جن کا گینگسٹر باس راکوش تھا۔ ایکسٹو کو اس گروپ کے آدمیوں کی بھی کارروائیاں کرنے کی رپورٹ ملی تھی۔ راکوش کے بارے میں سیکرٹ سروس کو بریف کرتے ہوئے ایکسٹو نے کہا تھا کہ وہ اس پر سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالیں اور اسے کسی طرح بے ہوشی کی حالت میں وہاں سے نکال کر دانش منزل لے آئیں۔ وہ اس کا برین سکین کر کے اس سے خود ہی معلومات حاصل کر لے گا۔ چنانچہ وہ سب راکوش کے لئے اس کی خفیہ رہائش گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

کاریں شالیمار کالونی میں داخل ہو کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتی

گئیں۔ پھر تنویر نے ایک برگد کا پرانا درخت دیکھا تو وہ کار سیدھا اس برگد کی طرف لے گیا اور اس نے کار اس برگد کے پاس لے جا کر روک دی۔ صفدر نے بھی کار اس کے پیچھے لا کر روک لی تھی۔ وہاں ہر طرف خاموشی تھی۔ چند کوٹھیوں کے باہر روشنی ہو رہی تھی۔ سڑک کے کناروں پر لگے بلبوں کی بھی روشنی ہو رہی تھی۔ برگد کے درخت کے پاس کاریں روک کر وہ سب کاروں سے باہر آ گئے۔ ان سب نے اپنے اپنے اسلحے سنبھال لئے تھے۔

”تم سب یہیں رکو۔ میں جا کر اس کوٹھی کا راؤنڈ لگا کر آتا ہوں۔“ صفدر نے کہا۔

”کیا ضرورت ہے راؤنڈ لگانے کی۔ ہمیں سیدھے سیدھے اس کوٹھی پر ریڈ کرنا ہے۔ جو نظر آئے اسے بھون ڈالیں گے۔“ ـــــ تنویر نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ ریڈ کرنے کی صورت میں گروپ کے آدمی تو مارے جاتے ہیں مگر جیسے ہی ہم کسی مین آدمی تک پہنچتے ہیں۔ اس کا سر دھماکے سے پھٹ جاتا ہے۔ اس بار ہمیں سوچ سمجھ کر اندر جانا ہوگا تاکہ راکوش کو ہلاک ہونے کا موقع نہ مل سکے۔ ہمیں اسے یہاں سے زندہ نکالنا ہے۔“ ـــــ جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر میں جا کر چیک کر لیتا ہوں کہ کوٹھی کے اندر جانے کا کون سا پوائنٹ زیادہ مناسب رہے گا۔“ ـــــ صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور صفدر دائیں طرف تیزی سے

آگے بڑھتا چلا گیا۔ تقریباً بیس منٹوں بعد وہ واپس آ گیا۔

''کیا پوزیشن ہے۔''۔۔۔۔اسے آتے دیکھ کر جولیا نے پوچھا۔

''کوٹھی کے عقبی سمت اسی طرح کا ایک بڑا درخت ہے۔ اس درخت کی مضبوط شاخیں کوٹھی کی چھت تک جا رہی ہیں۔ اس درخت سے ہم براہ راست عمارت کی چھت پر پہنچ سکتے ہیں۔''۔۔۔۔صفدر نے کہا۔

''کوٹھی کی منزلیں کتنی ہیں۔''۔۔۔۔کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''دو منزلہ کوٹھی ہے۔''۔۔۔۔صفدر نے جواب دیا۔

''گڈ۔ اس طرح ہمارے چھت پر چلنے پھرنے سے نیچے آوازیں بھی سنائی نہیں دے سکیں گی۔''۔۔۔۔چوہان نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''او کے۔ چلو تاکہ ان پاکیشیائی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔''۔۔۔۔جولیا نے کہا۔

''ایک منٹ۔''۔۔۔۔صفدر نے کہا۔

''کیوں۔ اب کیا ہوا۔''۔۔۔۔جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہم سب کو ایک ساتھ اندر نہیں جانا چاہیے۔ ہم میں سے چار افراد کو عقب میں جانا چاہیے اور چار کو یہیں رکنا چاہیے۔ سب کا آپس میں رابطہ رہے گا۔ اگر یہ لوگ عقب یا سامنے یا کسی بھی طرف سے نکلنے کی کوشش کریں تو انہیں روکا جا سکے۔''۔۔۔۔صفدر نے کہا۔

''صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے مس جولیا۔ ہمیں ان میں سے کسی کو بھی بچ کر نکلنے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔''۔۔۔۔کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر میرے ساتھ چلیں گے۔ خاور، نعمانی، چوہان اور صدیقی یہیں رکیں گے۔''۔۔۔۔جولیا نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''تنویر کار سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول نکال لاؤ۔''۔۔۔۔جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ چند لمحوں بعد کار کے ڈیش بورڈ سے ایک بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل لے آیا۔ جولیا نے اس سے پسٹل لے کر ان تینوں کو ساتھ لیا اور کوٹھی کی سائیڈ گھوم کر اس کے عقب میں آ گئے۔ تھوڑی دیر میں وہ اس درخت کے پاس تھے جس کے بارے میں صفدر نے بتایا تھا۔ پھر وہ چاروں انتہائی محتاط انداز میں درخت پر چڑھے اور ایک موٹی اور مضبوط شاخ کو پکڑ کر چھت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ایک ایک کر کے وہ چھت پر اتر گئے۔ ایک طرف انہیں زینے دکھائی دیئے۔ وہ چھت کے کنارے کنارے چلتے ہوئے زینے کی طرف بڑھنے لگے۔ چھت سے انہوں نے جھانک کر نیچے دیکھا مگر نیچے کوئی نہیں تھا۔ وہ سب آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگے۔ آگے جولیا تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں سائلنسر لگا مشین پسٹل اور دوسرے ہاتھ میں گیس کیپسول فائر کرنے والا پسٹل تھا۔

نچلی منزل پر آتے ہی جولیا نے اندرونی حصے کی طرف گیس

کیپسول فائر کرنے والے پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ چٹ چٹ کی آوازوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے دو کیپسول نال سے نکل کر رہائشی عمارت میں جا گرے۔ جولیا نے کوٹھی کے مختلف حصوں میں گیس کیپسول فائر کیے تھے اور پھر وہ وہیں رک کر گیس کے زائل ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ گیس کے اثرات چار منٹوں تک رہتے تھے اور پھر اس کے اثرات ختم ہو جاتے تھے۔ اس لئے جولیا نے چار منٹ انتظار کیا اور پھر وہ آگے بڑھ گئی۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

"ہر طرف پھیل جاؤ۔ یہاں جتنے افراد ہوں۔ ان سب کو بے ہوش کر دو۔"——— جولیا نے مڑ کر آہستہ سے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے مڑے اور دائیں بائیں بے آواز قدموں سے بھاگتے چلے گئے۔

جولیا ایک راہداری میں داخل ہوئی تو اسے ایک کمرے کا کھلا ہوا دروازہ نظر آیا۔ دروازے سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ جولیا بے آواز قدموں سے اس دروازے کی طرف بڑھی اور پھر وہ دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔ اندر کی سن گن لیتے ہوئے اس نے کچھ لمحے انتظار کیا اور پھر یکلخت مشین پسٹل لئے کمرے کے دروازے کے سامنے آ گئی۔ سامنے کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے تھے جن کے سر میز پر لگے ہوئے تھے۔ جولیا خاموش کھڑی ان دونوں کو دیکھتی رہی۔ دونوں مقامی غنڈے تھے۔ ان کے ہولسٹروں میں بھاری دستوں والے ریوالور تھے۔ وہ شاید کرسیوں پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے

کہ زود اثر گیس سے وہیں بے ہوش ہو گئے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اس کے ساتھی واپس جولیا کے پاس آ گئے۔

"کوٹھی میں دس مسلح افراد تھے۔ ہم نے ان سب کو بے ہوش کر دیا ہے۔"——— تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو ہوش میں لا کر اس سے راکوش کے بارے میں معلوم کرنا ہے۔"——— جولیا نے کہا۔

"یہ کام میں کر لیتا ہوں۔"——— تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر کمرے میں موجود ایک بستر کی چادر پھاڑی اور انہیں بل دے کر رسیاں بنانے لگا۔ پھر اس نے واپس آ کر ایک آدمی کی کرسی کھینچی اور اسے کرسی پر باندھنے لگا۔

"جب تک تنویر اس سے پوچھ گچھ کرتا ہے۔ تم ایک بار پھر کوٹھی کا جائزہ لے لو۔ ہو سکتا ہے ادھر ادھر کوئی اور کمرہ ہو۔ جبکہ تم کمروں میں جا کر تہہ خانوں کا پتہ لگاؤ۔"——— جولیا نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں تیزی سے مڑ کر کمرے سے چلے گئے۔ تنویر نے جیب سے ایک پتلی دھار کا خنجر نکال لیا۔ اس نے غنڈے کی گردن کے دائیں طرف خنجر کی ضرب لگائی۔ زخم میں سے تیزی سے خون نکلنے لگا۔ تنویر نے ایسا ہی زخم اس کی گردن کے دوسری طرف لگایا تو غنڈہ چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی مگر بندھا ہونے کی وجہ سے وہ نہ اٹھ سکا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کیا۔" ـــــ اس نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ تنویر نے خنجر اس کی گردن پر رکھ دیا۔

"بتاؤ۔ راکوش کہاں ہے۔" ـــــ تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"را۔ راکوش۔ وہ۔ وہ باہر گیا ہے۔" ـــــ اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔ گردن کے دونوں اطراف سے خون کے اخراج نے اس کی حالت خراب کر دی تھی۔ اس کا چہرہ تیزی سے زرد پڑتا جا رہا تھا۔

"باہر کیوں۔ اور ان کشیدہ حالات میں وہ باہر کیسے جا سکتا ہے۔" تنویر نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ ایمبولینس میں گیا ہے۔ حالات دیکھنے۔" ـــــ نوجوان نے کہا۔

"کب گیا تھا وہ باہر۔" ـــــ جولیا نے پوچھا۔

"ابھی گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے۔" ـــــ اس نے جواب دیا۔

"کون سی ایمبولینس تھی۔ کیا وہ بلیو کراس تھی۔" ـــــ جولیا نے پوچھا۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ جب وہ کالونی میں آ رہے تھے تو ایک بلیو کراس ایمبولینس اس نے کالونی سے باہر جاتے دیکھی تھی۔

"ہاں۔ وہ بلیو کراس ایمبولینس ہی تھی۔ مگر تم کون ہو۔ اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو۔" ـــــ غنڈے نے خود سنبھالتے

ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔" ـــــ تنویر نے اس سے پوچھا۔

"راجو۔ میرا نام راجو ہے۔ مگر۔" ـــــ اس نے کہا۔

"تنویر۔ اسے ہاف آف کر دو۔" ـــــ جولیا نے کہا۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلایا۔ دوسرے لمحے اس کا زوردار مکا راجو کی عین کنپٹی پر پڑا اور راجو اس کی ایک ہی ضرب سے چیں بول گیا۔

"اسے کھول کر اٹھا لو۔ بلکہ تم ایسا کرو کہ اس کے کپڑے اتار کر پہن لو۔ اس کا قد کاٹھ تمہارے جیسا ہے۔ تمہیں آسانی سے اس کے کپڑے آ جائیں گے۔ میں باہر جا کر باقی سب کو بھی یہاں موجود افراد کے کپڑے پہننے کے لئے کہہ دیتی ہوں۔ اصل آدمی باہر گیا ہے۔ اس کی واپسی تک ہم یہیں رکیں گے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ایک بات کہوں۔ برا تو نہیں مانیں گی۔" ـــــ تنویر نے کہا۔

"کہو۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔" ـــــ جولیا نے پوچھا۔

"بلیو کراس ایمبولینس میں راکوش اگر حالات دیکھنے گیا ہے تو ہمیں اس کی واپسی کے لئے یہاں انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے اور بھی کئی ٹھکانے ہوں گے۔ اگر وہ کسی دوسرے ٹھکانے پر چلا گیا تو ہم یہاں اس کا انتظار ہی کرتے رہ جائیں گے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ہمیں اس کے پیچھے جانا چاہیے۔ بلیو کراس ایمبولینس ہمیں کہیں نہ کہیں نظر آ ہی جائے گی۔" ـــــ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان دونوں کو بلاک کر دو۔" ـــــ جولیا نے اثبات

میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسے تنویر کا مشورہ پسند آیا تھا۔ اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ اس نے فوراً جیب سے مشین پسٹل نکالا اور راجو اور اس کے دوسرے ساتھی کو گولیاں مار دیں۔ پھر وہ دونوں باہر آ گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل انہیں دیکھ کر تیزی سے اس طرف آ گئے۔ جولیا نے راکوش کے بارے میں انہیں بتایا کہ وہ حالات دیکھنے کے لئے باہر گیا ہے اور وہ اس کے پیچھے جائیں گے تو انہوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ تینوں دوبارہ کوٹھی کے ان حصوں میں گئے جہاں مسلح افراد بے ہوش تھے۔ انہوں نے ان سب کو گولیاں مار دیں اور پھر وہ کوٹھی سے باہر آ گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں دونوں کاریں تیزی سے آگے پیچھے چلتی ہوئی کالونی سے نکلی جا رہی تھیں۔ جولیا کے ساتھ تنویر تھا جبکہ پچھلی کار میں صفدر اور اس کے باقی ساتھی تھے۔ البتہ جولیا کے کہنے پر چوہان اور خاور کوٹھی کے پاس ہی رک گئے تھے تاکہ راکوش اگر وہاں واپس آئے تو وہ اس کے بارے میں انہیں اطلاع دے سکیں۔

دونوں کاریں نہایت تیز رفتاری سے بھاگتی جا رہی تھیں۔ وہ مختلف سڑکوں پر کاریں دوڑاتے رہے مگر انہیں بلیو کراس ویگن کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

سڑکوں پر رینجرز موجود تھے۔ انہوں نے مختلف جگہوں پر کاریں روک کر ان سے بلیو کراس ایمبولینس کے بارے میں پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ ایک بلیو کراس ایمبولینس میدانی علاقے کی طرف جاتی

دیکھی گئی ہے تو انہوں نے کاریں اسی راستے پر ڈال دیں۔

میدانی علاقہ خاصا وسیع تھا اور وہاں سے کچھ دور ٹیلے شروع ہو جاتے تھے۔ میدانی علاقوں سے گزر کر وہ ان ٹیلوں کی طرف آ گئے۔ یہاں سڑک مختلف اطراف میں گھوم رہی تھی۔ ٹیلوں کی طرف کئی چھوٹی بڑی سڑکیں نکلی ہوئی تھیں جو مختلف قصبوں اور بستیوں کی طرف جاتی تھیں۔

رات کے اندھیرے میں ٹیلے انہیں دیووں کی طرح سر اٹھائے کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ اسی لمحے جولیا کو دائیں طرف ایک ٹیلے کے پاس ہلکی سی چمک دکھائی دی۔

"ایک منٹ۔ کار روکو"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو تنویر نے فوراً سڑک کے کنارے کار روک لی۔

"لائٹس آف کر دو۔ مجھے اس طرف ایک ویگن نما گاڑی کا ہیولہ نظر آیا ہے۔ شاید وہ بلیو کراس ایمبولینس ہو۔ تم ٹیلی نائٹ سکوپ لے کر ٹیلے کے اوپر جاؤ اور دیکھو کیا واقعی وہ ایمبولینس ہی ہے"۔ جولیا نے کہا تو تنویر نے کار کا انجن بند کیا اور ڈیش بورڈ سے ایک ٹیلی سکوپ نکال کر باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے صفدر نے بھی کار روک لی تھی۔ اس نے بھی ہیڈ لائٹس آف کر دی تھیں اور کار کا انجن بھی بند کر دیا تھا۔

"کیا ہوا"۔۔۔۔ صفدر نے کار سے باہر آ کر اس سے پوچھا۔

"جولیا کو ٹیلے کے اس طرف کسی گاڑی کی چمک اور ہیولہ نظر آیا

تھا۔ میں ٹیلے پر اسے ٹیلی نائٹ سکوپ سے چیک کرنے جا رہا ہوں۔"
تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر تیزی سے ایک ٹیلے پر چڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نیچے آیا تو اس کے ساتھی اپنا اسلحہ لے کر کاروں سے باہر آ چکے تھے۔

"کیا ہوا"۔۔۔۔ جولیا نے اسے واپس آتے دیکھ کر پوچھا۔

"وہ بلیو کراس ایمبولینس ہی ہے۔"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے راکوش یہیں ہے۔ تم سب گھوم کر ٹیلے کے عقبی طرف چلو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ باہر ہوں اور ہمیں دیکھ کر ہم پر فائر کھول دیں۔"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کی سائیڈ گھوم کر عقبی طرف آ گئے۔ وہ ٹیلوں اور چٹانوں کی آڑ لیتے جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ایمبولینس واقعی ایک ٹیلے کے پاس موجود تھی۔

ایمبولینس کو دیکھ کر وہ سب نیچے لیٹ گئے اور کرالنگ کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے اچانک ریوالور چلنے کا دھماکہ ہوا اور صدیقی چیختا ہوا بری طرح سے تڑپنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا کے مشین پسٹل سے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ٹیلے کے اوپر سے ایک آدمی چیختا ہوا نیچے آ گرا۔ اسی لمحے انہیں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"نعمانی تم صدیقی کو سنبھالو۔ اور تم سب آؤ میرے ساتھ۔"
جولیا نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے ایک طرف دوڑتی چلی گئی۔ وہ تیزی

سے ایک ٹیلے پر چڑھنے لگی۔ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے پیچھے تھے۔ اسی لمحے انہوں نے جولیا کو چیخ مار کر اور پلٹ کر نیچے گرتے دیکھا۔ ساتھ ہی انہوں نے ایک لمبے تڑنگے اور جسیم سائے کو جولیا پر لپکتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر تنویر بجلی کی سی تیزی سے اوپر آیا اور اس نے سائے پر چھلانگ لگا دی۔ وہ سائے سے ٹکرایا۔ اور ڈھلوان کی وجہ سے وہ خود کو سنبھال نہ سکا اور اس آدمی کے ساتھ قلابازیاں کھاتا ہوا دوسری طرف گرتا چلا گیا۔ دوسری طرف نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ اس آدمی نے اس کے پہلو میں زوردار لات مار دی۔ تنویر کا جسم تیزی سے مڑا اور گھومتا ہوا دھڑام سے پشت کے بل گر گیا۔ اسی لمحے اس کے اوپر وہ سایہ آ گرا۔ بھاری بھرکم بوجھ تلے آ کر ایک لمحے کے لئے جیسے تنویر کا سانس گھٹ گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں چنگاریاں سی بھر گئیں۔ اس نے پوری قوت سے گھٹنے موڑ کر اپنے جسم پر موجود آدمی کو زوردار ضرب لگائی اور وہ آدمی قلابازی کھاتا ہوا اس کے اوپر سے ہوتا ہوا ایک طرف جا گرا۔ اس آدمی کو گراتے ہی تنویر تڑپ کر سیدھا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس آدمی پر چھلانگ لگا دی۔ اس آدمی نے گھٹنے موڑ کر تنویر کو اپنے اوپر گرنے سے روکنے کی کوشش کی مگر تنویر نے ہوا میں ہی اپنا جسم موڑ کر خود کو اس کے گھٹنوں سے بچاتے ہوئے دوسری طرف گرا لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ آدمی سیدھا ہوتا تنویر زمین پر کسی سانپ کی طرح پلٹا اور اس کی ایک زوردار ٹھوکر اس آدمی کے سر پر پڑی۔ اس

آدمی کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی۔ اس نے اپنے جسم کو تیزی سے دوسری طرف گھمالیا اور پھر وہ سر جھٹکتا ہوا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر تنویر اس سے پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ جیسے ہی وہ آدمی اٹھا تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے گھومتے ہوئے لیفٹ کک عین اس کی گردن کی سائیڈ پر ماری۔ آدمی چیختا ہوا اچھلا اور پہلو کے بل نیچے گرتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ نیچے گرا تنویر نے آگے بڑھ کر یکلخت اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس نے اس آدمی کی گردن پر بوٹ کی نوک رکھ کر مروڑ دی۔ وہ آدمی یکلخت تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ تنویر نے اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر بوٹ کی نوک رکھ کر موڑ دی تھی جس سے اس آدمی کا جسم فوراً ہی ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ تنویر نے جھک کر اس کی نبض چیک کی۔ وہ بے ہوش تھا۔ مگر اس کے گینڈے جیسے مضبوط جسم سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے جلد ہی ہوش آ جائے گا۔ اسی لمحے تنویر نے کچھ فاصلے پر جولیا کی آواز سنی۔ اس نے چونک کر دیکھا تو جولیا اٹھ کر لڑکھڑاتی ہوئی اسی کی طرف آ رہی تھی۔ ٹیلوں کے دوسری طرف سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی شاید اس طرف مصروف ہو گئے تھے۔ جولیا کو دیکھ کر تنویر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”تم ٹھیک ہو جولیا۔“—— تنویر نے جولیا کی طرف پریشانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اپنی گردن بری طرح سے مسل رہی تھی۔ شاید حملہ کرنے والے نے اس کی گردن پر وار کیا تھا۔

”ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ اس نے چٹان کے پیچھے سے نکل کر اچانک میری گردن پر کھڑی ہتھیلی کا وار کر دیا تھا۔“—— جولیا نے ادھر ادھر گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہی راکوش ہو۔“—— تنویر نے کہا۔

”ٹھیک کیا ہے۔ لیکن یہ ان ٹیلوں کی طرف کیوں آیا تھا۔ اور جس طرح یہاں فائرنگ ہو رہی ہے لگتا ہے یہاں کئی آدمی اور بھی موجود ہیں۔“—— جولیا نے کہا۔

”آپ اس کو سنبھالیں۔ میں اپنے دوسرے ساتھیوں کی مدد کرتا ہوں۔“—— تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ فائرنگ کی شدت بتا رہی ہے کہ ہم انتہائی خطرناک حالات میں گھرے ہوئے ہیں۔“—— جولیا نے کہا اور تنویر نے ایک طرف گرا ہوا اپنا مشین پسٹل اٹھایا اور تیزی سے اس طرف بھاگتا چلا گیا جس طرف سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس آدمی کے ساتھ ٹیلے سے لڑھک آنے پر اس کا مشین پسٹل وہیں گر گیا تھا۔ اسی لمحے اسے عقب سے ایک بار پھر جولیا کی چیخ سنائی دی۔ وہ رک کر بجلی کی سی تیزی سے پلٹا۔ اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر جولیا کی طرف دیکھتا اچانک اسے اپنے دائیں کاندھے میں ایک انگارہ سا گھستا ہوا محسوس ہوا۔ وہ جھٹکا کھا کر پیچھے لڑکھڑایا۔ دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے اسے اپنے سینے میں دو گرم گرم سلاخیں

اڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ اچھل کر پشت کے بل گر گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں اندھیرے کی یلغار ہونے لگی۔ اس نے سر جھٹک کر اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی مگر بے سود، اور پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

عمران کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ وہ غصے اور پریشانی سے بل کھا رہا تھا۔ وہ ڈاٹن جیسے مزید دو گینگسٹرز پر ہاتھ ڈال چکا تھا۔ مگر ان دونوں گینگسٹرز کے بھی عین آخری وقتوں میں دھماکوں سے سر پھٹ گئے تھے۔ جس سے وہ فوراً ہلاک ہو گئے تھے۔ حالانکہ عمران نے ان میں سے ایک گینگسٹر کو صرف بے ہوش ہی کیا تھا۔ وہ اسے بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر دانش منزل لے جانا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے اٹھاتا اچانک دھماکے سے اس کا سر ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا۔

کوششوں کے باوجود عمران کو ابھی تک وار گینگ کا کوئی سراغ نہیں مل سکا تھا۔ جس سے اس کا غصہ ظاہر ہے بڑھنا ہی تھا۔ اس کے علاوہ اسے زیادہ غصہ ٹائیگر پر آ رہا تھا جس سے کسی بھی طرح اس کا رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔

جن گینگسٹرز اور جرائم پیشہ افراد کو وہ جانتا تھا ان میں سے چند کے خلاف اس نے جوزف اور جوانا کے ساتھ مل کر خود کام کیا تھا اور چند کے پیچھے باقی ممبران کو بھیج دیا تھا۔ گینگسٹرز اور کریمنل کے بارے میں زیادہ معلومات ٹائیگر کے پاس تھیں جن کے لئے عمران بار بار اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔

وہ اس وقت دانش منزل میں ہی تھا۔ بلیک زیرو خاموشی سے اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ ملک کے خطرناک حالات نے عمران کو پتھر کی طرح سنجیدہ بنا دیا تھا۔

”آپ کیوں ٹائیگر کے لئے اتنا غصہ کر رہے ہیں۔ اتنے دنوں سے اس سے رابطہ نہیں ہوا۔ ہو سکتا ہے وہ کسی مشکل میں پھنس گیا ہو۔“ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

”میں ٹائیگر پر غصہ نہیں کر رہا۔ مجھے خود پر غصہ آ رہا ہے۔ سارے ملک میں آگ لگی ہوئی ہے اور میں سرتوڑ کوششوں کے باوجود ان آگ لگانے والوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں پکڑ سکا۔ جس گینگسٹر پر بھی ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کا سر دھماکے سے پھٹ جاتا ہے۔ ساڈوگا نے لگتا ہے تمام گینگسٹرز کے دماغوں میں ایسی چپس لگا رکھی ہیں جس سے وہ نہ صرف ان پر نظر رکھتا ہے بلکہ وقت آنے پر ان کی کھوپڑیاں بھی اڑا دیتا ہے۔ ممبران بھی ایسی ہی اطلاعات دے رہے ہیں۔ اگر ایسی ہی صورتحال برقرار رہی تو

ملک کے حالات اور زیادہ بگڑ جائیں گے۔ وار گینگ اپنا کام کرتا رہے گا اور ہم اسی طرح یہاں بیٹھے مکھیاں مارتے رہیں گے۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”واقعی ملک کے حالات تو دن بدن بگڑتے ہی جا رہے ہیں۔ تخریب کاروں کی کارروائیاں بھی بڑھ گئی ہیں اور اب انہوں نے باقاعدہ جیسے سکیورٹی فورسز کے خلاف محاذ قائم کر لیا ہے۔ وہ دھڑلے سے دن کی روشنی اور رات کے اندھیرے میں سکیورٹی فورسز پر حملے کر رہے ہیں۔ کبھی سکیورٹی فورسز کو ریموٹ کنٹرول بموں سے اڑا دیا جاتا ہے۔ کبھی ان کے کارواں سے بارود سے بھری کوئی کار آ ٹکراتی ہے۔ آخر ان سب کے پیچھے ان کا مقصد کیا ہے۔ کیا وار گینگ یہاں صرف اسی طرح دہشت اور خوف پھیلانے کے لئے ہی آیا ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ جو کچھ کر رہے ہیں اور کرا رہے ہیں۔ کیا ان کا یہ مقصد کم ہولناک ہے۔ سارا ملک تباہی کی زد میں ہے۔ صوبے جل رہے ہیں اور ہر طرف خون کی ہولیاں کھیلی جا رہی ہیں۔ معصوم اور بے گناہ لوگوں کو ان کے گھروں میں مارا جا رہا ہے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے لوگ پہلے سے ہی ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں نفرت بھرے بیٹھے تھے۔ بس انہیں موقع ملنے کی دیر تھی اور وہ وار گینگ کی آڑ میں مسلمان ہو کر مسلمانوں پر ہی ظلم اور بربریت برپا کرنے نکل آئے ہیں۔ ان لوگوں نے ملک کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اور اب

جس طرح سکیورٹی فورسز کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اگر سکیورٹی فورسز کا اسی طرح خاتمہ ہوتا رہا تو اس ملک کی سرحدوں کی کون حفاظت کرے گا۔ کون اس ملک کی حفاظت کرے گا اور جہاں قانون نافذ کرنے والے ہی موت کے خوف سے کونے کھدروں میں چھپتے رہے تو گینگسٹرز اور کریمنل کو تو واقعی کھلی چھٹی مل جائے گی۔ وہ جو چاہے کرتے پھریں گے۔ پھر ایک وقت ایسا آئے گا جب اس ملک پر صرف جرائم پیشہ افراد ہی راج کریں گے یا پھر اس ملک کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر ہمسایہ ملک حملہ کر دے گا۔ اور اگر ایسا ہوا تو خود سوچو کیا انہیں پاکیشیا میں داخل ہونے سے کوئی روک سکے گا۔ کوئی نہیں۔ جس ملک کی معیشت تباہ ہو چکی ہو۔ جہاں لسانی اور صوبائی تعصب ہو اور جہاں کے لوگ اپنے ہی لوگوں کو ہلاک کرنے کے درپے ہو رہے ہوں۔ انہیں بیرونی طاقتوں سے کیسے بچایا جا سکتا ہے۔ کیسے۔ عمران نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"یہ ہمارا ملک ہے عمران صاحب۔ لوگوں کو جرائم پیشہ افراد اور وار گینگ نے ورغلایا ہے۔ ان کی آنکھوں پر انہوں نے جو نفرت اور بغاوت کی پٹی باندھی ہے۔ ہمیں اس سیاہ پٹی کو اتار کر انہیں روشنی دکھانی ہے۔ ہمیں ان کے سامنے ان اصلی مجرموں کے چہرے لانے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر یقیناً ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ انہیں جب بتایا جائے گا کہ اسلام کا قلعہ پاکیشیا کن بیرونی سازشوں کا شکار ہے اور کس طرح اسرائیل اور دوسرے دشمن ملک پاکیشیا کو نیست و نابود

کر دینا چاہتے ہیں تو انہیں اس بات کا بھی احساس ہو جائے گا کہ اب تک وہ جو کرتے رہے ہیں وہ کس قدر غلط تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے تو ان لوگوں پر حیرت ہو رہی ہے جو اپنے جسموں پر بم باندھ کر بے گناہ اور معصوم لوگوں کی بھیڑ میں جا گھستے ہیں۔ وہ خود تو خودکشی جیسا بھیانک جرم کرتے ہی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ وہ بے شمار بے قصور انسانوں کو بھی اپنے ظلم کا نشانہ بنا جاتے ہیں۔ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ وہ خود سوزی کر کے اور بے گناہ مسلمانوں کو ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر بھیانک جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ جہاد کا نعرہ لگانے والے کیا جہاد کے لغوی معنی نہیں جانتے۔ جہادی صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والوں کو کہا جاتا ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے ہلاک ہوتے ہیں وہی شہید کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ جہاد کا نعرہ لگاتے ہوئے نہتے اور بے قصور مسلمانوں کو ہی نشانہ بنا رہے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جہاد ہے اور وہ شہادت کی موت مر رہے ہیں تو ان کا خیال بالکل غلط ہے۔ وہ صرف اور صرف خود سوزی کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ صرف حرام موت مرتے ہیں اور حرام موت مرنے والوں کو اللہ کبھی معاف نہیں کرتا۔ انہیں اگر اسی طرح مرنا ہے تو اسرائیل میں جا کر بیت المقدس کی حفاظت کرتے ہوئے مریں۔ وادی مشکبار کے مسلمانوں کو کافرستانی جلادوں سے بچانے کے لئے لڑیں۔ دشمنوں کو

اپنا نشانہ بنائیں۔ پچھلی جنگوں میں جس طرح ہمارے جوان سینوں پر بم باندھ کر دشمنوں کے ٹینکوں کے نیچے لیٹ جاتے تھے۔ وہ مسلمانوں اور وطن کی حفاظت کے لئے ایسا کرتے تھے۔ خودسوزی کرنے والے ان جیسا جذبہ جہاد، حب الوطنی اور ایثار کی مثالیں بن کر تو دکھائیں۔ مگر ان میں وہ جذبہ، وہ ہمت اور وہ طاقت کہاں جو دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کے تمغے سجا رہے ہیں۔ یہ تو اپنے ہاتھوں اپنی ہی جان گنوا کر اپنے ہی جسم کی بے حرمتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے جہنم ہے۔ صرف اور صرف جہنم۔" عمران غصے سے کہتا چلا گیا۔

"آپ جذباتی ہو رہے ہیں عمران صاحب۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ خود کو اڑانے والے اپنی مرضی سے ایسا کچھ نہ کرتے ہوں۔ جس طرح وار گینگ والے گینگسٹرز کی کھوپڑیاں دھماکوں سے اڑا رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ عام لوگوں کو اپنے بس میں کر کے ان کے برین واش کر دیتے ہوں۔ اپنے مطلب کی فیڈنگ ان کے ذہنوں میں کر دی جاتی ہو اور وہ نیند کی کیفیت میں یہ سب کر جاتے ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"دل تو میرا بھی یہی کہتا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اس طرح کیسے ہلاک کر سکتا ہے۔ مگر گینگ وار تو پاکیشیا میں اب آیا ہے۔ یہ سب تو پچھلے کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔ اور مجھے بعض شواہد بھی ملے تھے جن سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام پسند افراد ایسے کام جذبہ

جہاد سمجھ کر بھی کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر وہ ایسے اقدام کریں گے تو ملک میں شدت پسندی کے سامنے حکومتیں جھک جائیں گی اور ملک میں فوراً اسلامی نظام قائم ہو جائے گا۔ سارے ملک میں شریعت کا نفاذ ہو جائے گا اور پورے ملک میں مذہبی قوتوں کے سوا کوئی نہیں رہے گا۔ مگر اسلام شدت پسندی اور ظلم و جبر کا نام نہیں ہے۔ اس طرح ظلم و جبر سے صرف نام نہاد شریعت ہی قائم ہوسکتی ہے۔ اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی اصولوں پر قائم رہنے والا انسان صرف اللہ کو جواب دہ ہے کسی انسان یا کسی مذہبی قوت کو نہیں۔ ڈنڈے کے زور پر مسجدوں اور عبادت گاہوں میں لوگوں کا اژدہام تو نظر آئے گا مگر ان کے دل ایمان کی روشنی سے خالی ہوں گے۔" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کی باتیں کسی شدت پسند نے سن لیں تو وہ آپ کو اسلام کا باغی بھی سمجھ سکتا ہے۔" ——— بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

"یہ باغیانہ خیالات نہیں ہیں۔ میں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ کیا ہمارے پیارے نبی ﷺ نے پوری دنیا میں اسلام اس طرح ظلم و جبر سے پھیلایا تھا۔ یا ہماری مقدس کتاب قرآن پاک میں کہیں یہ لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جہاں مسلمانیت نظر نہ آئے ان کا اس طرح قتل عام شروع کر دو۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ اور ہمارا قرآن امن و امان اور بردباری کا سبق سکھاتے ہیں۔ نا کہ نفرت، بغاوت اور بربریت پسندی کا۔" ——— عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں

مزید کوئی بات ہوتی اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹ۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ کک۔ کیا باس یہاں ہیں"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی لڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کی آواز سن کر بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔ بلیک زیرو نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا جس سے عمران نے بھی ٹائیگر کی آواز سن لی تھی۔

"اوہ۔ ٹائیگر۔ تمہاری آواز کیوں لڑکھڑا رہی ہے۔ کہاں ہو تم۔ کیا ہوا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔ مگر دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی نہ دی۔

"ٹائیگر۔ ٹائیگر۔ جواب دو۔ تم خاموش کیوں ہو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا مگر دوسری طرف یکلخت خاموشی چھا گئی تھی۔ عمران تیزی سے اٹھا اور اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

"ٹائیگر۔ کہاں ہو تم۔ بولو۔ کیا ہوا ہے تمہیں"۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔ وہ ٹائیگر پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ ایکسٹو کے قریب ہی ہے۔ مگر رسیور میں اسی طرح خاموشی چھائی رہی۔

"لائن آن ہے۔ فوراً سرچنگ مشین پر جا کر چیک کرو۔ یہ کال کہاں سے کی جا رہی ہے۔ ہری اپ"۔۔۔۔ عمران نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا اور بلیک زیرو ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ ٹائیگر۔ ٹائیگر"۔۔۔۔ بلیک زیرو کے جانے کے بعد عمران نے ماؤتھ پیس سے ہاتھ ہٹا کر ایک بار پھر ٹائیگر کو آوازیں دیتے ہوئے کہا۔ مگر اس بار بھی ٹائیگر کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ شاید وہ اس قابل نہیں تھا کہ عمران سے بات کر سکے۔ ویسے بھی عمران نے اس کی جو آواز سنی تھی اس سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے بول رہا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد بلیک زیرو واپس آ گیا۔ عمران کے کان سے ابھی تک رسیور لگا دیکھ کر اس نے سوالیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے انکار میں سر ہلا دیا پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ٹائیگر شاید شدید زخمی ہے۔ زخمی ہونے کے باوجود اس نے کال کرنے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ رسیور شاید اس کے منہ کے پاس گرا پڑا ہے۔ اس کے سانس لینے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ جس سے اس کے زندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

بہر حال تم بتاؤ۔ پتہ چلا۔ وہ کہاں سے کال کر رہا تھا۔‘‘ ——— عمران نے کہا۔

’’جی ہاں۔ سرچنگ مشین کے مطابق ٹائیگر ویسٹرن کالونی کے فیز تھری کی ایک کوٹھی میں موجود ہے۔ نمبر ہے سات چار دو۔ کوٹھی کسی شمشیر علی کی ہے اور ٹائیگر نے جس لینڈ لائن سے بات کی ہے وہ بھی اسی نام کا ہے۔‘‘ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں جوزف اور جوانا کو ساتھ لے جاتا ہوں۔ ٹائیگر کو ہماری مدد کی اشد ضرورت ہے۔ تم مجھے فوراً وہ جان بچانے والا انجکشن لا دو۔ بلکہ مجھے چار پانچ وہ انجکشن دے دو۔ نہ جانے ان کی کب مجھے ضرورت پڑ جائے۔‘‘ ——— عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر آپریشن روم سے نکل گیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں اس نے عمران کو چند انجکشن لا دیئے۔ یہ وہی آر آر سکسا انجکشن تھے جس سے اس نے تنویر، کیپٹن شکیل اور صفدر کی جانیں بچائی تھیں۔ انجکشن لے کر عمران آپریشن روم سے نکل آیا۔ وہ جوزف اور جوانا کو احتیاطاً ساتھ ہی لے آیا تھا جو میٹنگ روم میں اس کے منتظر تھے۔ عمران نے انہیں ساتھ لیا اور پھر وہ تینوں سیاہ رنگ کی سرخ پلیٹوں اور سرخ جھنڈوں والی کار میں بیٹھے تھے اور کار سڑک پر طوفانی رفتار سے اڑی چلی جا رہی تھی۔

آدھے گھنٹے کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد عمران ویسٹرن کالونی پہنچ گیا۔ فیز ٹو میں اسے مطلوبہ کوٹھی ڈھونڈنے میں زیادہ وقت نہیں

ہوئی تھی۔ کیونکہ ہر کوٹھی کے باہر نمبر اور نیم پلیٹس موجود تھیں۔ کوٹھی خاصی بڑی تھی اور تین منزلوں پر مشتمل تھی۔ کوٹھی کا بڑا سا گیٹ بند تھا۔

’’جلدی کرو۔ اندر ٹائیگر شدید زخمی حالت میں موجود ہے۔ ہمیں کسی بھی حال میں اسے کوٹھی سے باہر لانا ہے۔‘‘ ——— عمران نے کار سے نکلتے ہوئے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سر ہلا کر تیزی سے کار سے نکل آئے۔

عمران اندھا دھند اس کوٹھی میں گھسنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر وہ جوزف اور جوانا کو لے کر کوٹھی میں گھس جاتا۔ بم مار کر اور فائرنگ کرتا ہوا وہ اندر موجود مجرموں پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا تو اس سے ٹائیگر کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا جو نجانے کس حال میں تھا۔ اس لئے عمران اپنے ساتھ بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل بھی لایا تھا۔ اس نے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے گیس پسٹل کا ٹریگر مسلسل دبانا شروع کر دیا تھا۔ گیس کیپسول پسٹل سے نکل نکل کر کوٹھی کے مختلف حصوں میں گر رہے تھے۔ عمران اس انداز میں گیس کیپسول فائر کر رہا تھا کہ وہ کوٹھی کے ہر حصے میں جا گریں اور اندر جو بھی ہو وہ بے ہوش ہو جائے۔ اس نے چند لمحے توقف کیا اور پھر وہ سائیڈ کی دیوار کے پاس آ گیا۔ دیوار خاصی اونچی تھی۔

’’جوزف۔ اس دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں تمہارے کاندھوں پر چڑھ کر دیوار پر چڑھوں گا اور پھر اندر کود جاؤں

روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ عمران جیسے ہی اس طرف آیا اسے ایک میز کے پاس ٹائیگر پڑا دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر عمران بجلی کی سی تیزی سے اس کے پاس آ گیا۔

ٹائیگر فرش پر سیدھا پڑا ہوا تھا۔ اس کا لباس جگہ جگہ سے جلا ہوا تھا اور اس کا جسم تقریباً خون سے بھیگا ہوا تھا۔ اس کے قریب ٹیلی فون پڑا تھا جس کا رسیور ٹائیگر کے ہاتھ میں تھا جو اس کے سر کے قریب پڑا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ٹائیگر شدید زخمی حالت میں وہاں آیا ہو اور اس نے ایکسٹو کو فون ملایا ہو اور بمشکل چند باتیں کر کے وہیں بے ہوش ہو گیا ہو۔

عمران، ٹائیگر کی اس قدر مخدوش حالت دیکھ کر حقیقتاً بوکھلا گیا تھا۔ ٹائیگر کے پاس آ کر اس نے بڑی بے تابی سے ٹائیگر کو چیک کیا۔ ٹائیگر کے جسم میں بس نام کی ہی جان باقی تھی۔ اسے رک رک کر سانس آ رہا تھا اور اس کی نبضیں بری طرح سے ڈوب رہی تھیں۔ عمران نے فوراً جیب سے آر۔ آر سکس انجکشن نکالے اور اس نے ٹائیگر کی مخدوش حالت دیکھ کر اسے یکے بعد دیگرے دو انجکشن لگا دیئے۔

ٹائیگر کو چھ گولیاں لگی تھیں۔ ایک اس کے کاندھے میں۔ دو سینے میں۔ ایک دائیں پہلو میں اور دو گولیاں اس کی داہنی ٹانگ میں لگی تھیں۔ اس حالت میں بھی ٹائیگر لان سے اٹھ کر یہاں تک آ گیا تھا۔ یہ واقعی اسی کی ہمت تھی اور اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود

اس نے ایکسٹو کو جس طرح کال کرنے کی کوشش کی تھی۔ عمران اپنے اس عظیم شاگرد کی ہمت اور حوصلے کی دل ہی دل میں داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور کچھ نہیں تو ٹائیگر نے دانش منزل میں لینڈ لائن سے کال کر کے یہ ضرور بتا دیا تھا کہ وہ کہاں اور کس حالت میں ہے۔

انجکشن لگا کر عمران نے وہاں موجود صوفوں کے کشن پھاڑے اور ان میں سے کاٹن نکال کر ٹائیگر کے زخموں میں بھرنے لگا۔ انجکشن لگنے سے ٹائیگر کی ڈوبتی ہوئی نبضوں اور دل کی دھڑکن میں قدرے جان سی آ گئی تھی۔ مگر اس کی حالت ابھی خطرے سے باہر نہیں ہوئی تھی۔ عمران نے اس کے سینے پر دل کے مقام پر ہتھیلی رکھی اور اپنے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ ٹائیگر کے دل پر مالش کرنے والے انداز میں دباؤ ڈالنے لگا۔ اس عمل سے وہ انجکشن کے اثر کو فوراً دل میں پہنچا سکتا تھا تاکہ دل کی پمپنگ بحال ہو سکے۔ اسی لمحے جوانا اندر آ گیا۔

”باہر کوئی نہیں ہے ماسٹر۔ میں نے سب جگہ دیکھ لیا ہے۔“ اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر ٹائیگر پر نظر پڑتے ہی اس کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔

”اوہ۔ کیا ہوا اسے۔ اس کی یہ حالت۔“ ـــــــ اس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں ہوا ہے اسے۔ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم اندر جا کر دیکھو۔ جو بھی نظر آئے اسے اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ ٹائیگر کی جس نے بھی یہ

حالت کی ہے۔ میں اس کا بے حد بھیانک حشر کروں گا۔ اس کے ٹکڑے اڑا دوں گا۔" ـــــــ عمران نے غرا کر کہا۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ جوانا سر ہلا کر فوراً اندر دوڑ گیا۔

عمران چند لمحے ٹائیگر کے دل کی مالش کرتا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ ٹائیگر کا سانس اور نبضیں چیک کیں اور پھر اس نے جیب سے ایک اور انجکشن نکال کر ٹائیگر کو لگا دیا۔

"نہیں ٹائیگر۔ میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ تم میرے شاگرد ہو۔ تم اس قدر آسانی سے نہیں مر سکتے۔" عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ تیسرا انجکشن لگا کر اس نے دوبارہ اس کے دل کے حصے کی مالش کرنا شروع کر دی تھی۔ کئی منٹ اسی طرح ٹائیگر کے دل کے مقام پر وہ مالش کرتا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ اس کی نبضیں چیک کیں تو اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک آ گئی۔ ٹائیگر کی ڈوبتی ہوئی نبضوں میں نئی جان سی آ گئی تھی۔ عمران نے اس کی ناک کے پاس ہاتھ لے جا کر اس کا سانس چیک کیا تو اس کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔ ٹائیگر کا سانس بھی کافی حد تک بحال ہو گیا تھا۔

"گڈ۔ میں نے کہا تھا نا کہ میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔ تم زندہ رہو گے۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا انشاء اللہ۔" ـــــــ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ ٹائیگر کی گردن کے نیچے اور دوسرا اس کے گھٹنوں کے نیچے ڈال کر اسے کسی ننھے بچے

کی طرح احتیاط سے اٹھا لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ ٹائیگر کو اسی حالت میں اٹھائے احتیاط بھرے قدم اٹھاتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا۔

"اوہ۔ ماسٹر۔ اسے مجھے دو۔ میں اسے باہر لے جاتا ہوں۔" اچانک پیچھے سے جوانا نے بھاگ کر اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم باہر جا کر گیٹ کھولو اور جوزف سے کہو کہ وہ کار گیٹ کے پاس لے آئے۔ جاؤ۔ فوراً۔ کوئیک۔" ـــــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوانا تیزی سے باہر کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ عمران ٹائیگر کو لے کر گیٹ کے پاس آیا تو جوانا گیٹ کھول چکا تھا اور اس کے کہنے پر جوزف نے کار گیٹ کے پاس لگا دی تھی۔ جوانا نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ٹائیگر کو احتیاط سے سیٹ پر لٹا دیا۔

"جوانا، ٹائیگر کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اس کا خیال رکھنا۔ اور جوزف تم کار جتنی جلد ہو سکے فاروقی ہسپتال لے جاؤ۔" ـــــــ عمران نے پہلے جوانا سے اور پھر جوزف سے کہا۔

"یس باس۔" ـــــــ جوزف نے کہا۔

"جوانا، ٹائیگر کو اس طرح سنبھالنا کہ کار کی تیز رفتاری کے باوجود اسے جھٹکے نہ لگیں۔" ـــــــ عمران نے جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر۔ تم بے فکر رہو۔" ـــــــ جوانا نے کہا۔ وہ ٹائیگر کو سنبھال کر اندر بیٹھ گیا تو عمران نے کار کا دروازہ بند کر دیا۔

"اور۔ ہاں ماسٹر۔ میں بتانا بھول گیا۔ اندر کوئی نہیں ہے۔ ساری کی ساری کوٹھی خالی پڑی ہے۔" ـــــــ جوانا نے کہا تو عمران نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے جوزف کو جانے کے لئے کہا تو جوزف نے فوراً کار آگے بڑھا دی اور پھر کار جیسے طوفانی رفتار کے ساتھ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

عمران وہاں رک کر کوٹھی کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ ٹائیگر کا جس طرح لباس جلا ہوا تھا۔ اس سے عمران کو حیرت ہو رہی تھی ۔ اگر ٹائیگر کو زندہ جلانے کی کوشش کی گئی تھی تو پھر اسے اتنی گولیاں کیوں ماری گئی تھیں۔ اس کے علاوہ ٹائیگر اس کوٹھی میں کیا کرنے آیا تھا۔ وہ کال کر کے اسے کیا بتانا چاہتا تھا۔ ٹائیگر جس طرح شدید زخمی حالت میں لان سے اٹھ کر اندر ٹیلی فون تک پہنچا تھا۔ اس سے عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ ٹائیگر کے پاس کوئی بہت اہم خبر تھی۔ جسے بتانے کے لئے اس نے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی تھی اور خون بہاتا ہوا اندر چلا گیا تھا۔

ٹائیگر کو گولیاں مارنے اور جلانے کی کوشش کرنے والے یقیناً مجرم ہی ہو سکتے تھے۔ وہ کون تھے اور اب کہاں ہیں۔ عمران کوٹھی کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ اسی لئے وہ وہیں رک گیا تھا۔ اسے جوزف اور جوانا پر بھروسہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ دونوں ٹائیگر کو ہر حال میں فاروقی ہسپتال پہنچا دیں گے۔ اگر ٹائیگر کی زندگی اللہ کو منظور ہوئی تو ڈاکٹر فاروقی اس کا فوراً آپریشن کر دیں گے۔ دوسری صورت میں جو بھی ہوگا، مشیت ایزدی کے تحت ہوگا۔ جس پر عمران صبر کرنے کے سوا اور بھلا کیا کر سکتا تھا۔

عمران نے لان میں اس حصے کو آ کر دیکھنا شروع کر دیا جہاں زمین جلی ہوئی اور سیاہ تھی۔ ایک جگہ عمران کو ایک شیل دکھائی دیا۔

''اوہ۔ تو یہاں تو سیکنڈی فائر مارا گیا تھا۔'' ــــــ اس نے شیل اٹھا کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس خول کو دیکھتے ہی اس کے ذہن میں جیسے ساری بات واضح ہو گئی تھی۔ ٹائیگر شاید یہاں موجود جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا۔ جسے سامنے لانے کے لئے وہاں سیکنڈی فائر مارا گیا تھا۔ اس سیکنڈی فائر سے فلیم ایبل گیس نکل کر پھیل جاتی تھی اور پھر اچانک اس میں آگ بھڑک اٹھتی تھی۔ اور آگ لمحوں میں ہر چیز جلا کر راکھ بنا سکتی تھی۔ ٹائیگر نے سیکنڈی فائر سے بچنے کے لئے لمبی چھلانگ لگائی ہوگی جس سے وہ یقیناً مجرموں کی نظروں میں آ گیا ہوگا اور انہوں نے اس پر گولیاں برسا دی ہوں گی۔ لمبی چھلانگ لگانے سے اس کا لباس قدرے جل گیا تھا مگر وہ خود اس آگ میں جل کر راکھ ہونے سے بچ گیا تھا۔

عمران چند لمحے وہاں کھڑا سوچتا رہا۔ پھر وہ دوبارہ عمارت میں آ گیا۔ ایک کمرے میں اسے صوفے کے قریب زمین پر خون دکھائی دیا۔ خون سے پتہ چلتا تھا کہ وہاں دو افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ عمران نے اس کمرے کا اچھی طرح سے جائزہ لیا اور پھر اس کمرے سے نکل کر وہ کوٹھی کے دوسرے کمروں کو چیک کرنے لگا۔ اسے کوٹھی کے دونوں تہہ خانے مل گئے تھے۔ ایک تہہ خانے کا لاک فائرنگ سے توڑا گیا تھا۔ وہاں ایک آہنی کرسی بھی تھی جس پہ

راکوش اور اس کے تین ساتھی ایک غار سے نکل کر ٹیلے کے پاس کھڑی ایمبولینس کی طرف بڑھ رہے تھے کہ یکلخت راکوش ٹھٹھک کر رک گیا۔

"اوہ۔ شاید اس طرف کوئی آ رہا ہے۔" ——— راکوش نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسے اندھیرے میں چند سائے سے حرکت کرتے نظر آئے تھے۔

"پانچ چھ افراد ہیں باس۔ سب مسلح ہیں۔" ——— راکوش کے ایک ساتھی نے کہا۔

"ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر کون ہو سکتے ہیں یہ۔" ——— راکوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوسکتا ہے سکیورٹی فورسز والے ہوں اور یہاں چیکنگ کے لئے آئے ہوں۔" ——— اس کے ساتھی نے کہا۔

"مارٹر۔ اس طرف چٹان کی اوٹ میں چلے جاؤ اور دوگر تم اس ٹیلے کے پاس۔ انہوں نے شاید ایمبولینس دیکھ لی ہے۔ میں سامنے کی طرف جاتا ہوں۔ جو نظر آئے گولی سے اڑا دینا۔" ——— راکوش نے کہا اور دوگر اور مارٹر تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

راکوش نے کچھ فاصلے پر ایک بڑے پتھر کی اوٹ لے لی تھی۔ اسی لمحے اسے سائے ایمبولینس سے کچھ فاصلے پر نیچے جھکتے اور رینگتے نظر آئے۔ اچانک اس نے ٹیلے پر گولی چلنے کا دھماکہ سنا اور پھر اسے رینگنے والوں میں سے ایک آدمی چیختا اور تڑپتا دکھائی دیا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے رینگنے والے افراد میں سے ایک آدمی کے ہاتھ میں مشین پسٹل سے شعلے نکلتے دیکھے اور اسے مارٹر چیختا ہوا ٹیلے سے گرتا نظر آیا۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

راکوش چاہتا تو ہاتھ میں موجود ریوالور سے رینگنے والوں کو آسانی سے نشانہ بنا سکتا تھا۔ مگر اس کے لئے اسے پتھر کی اوٹ سے نکل کر باہر آنا ضروری تھا اور اس صورت میں وہ بھی کسی گولی کا نشانہ بن سکتا تھا۔ اس لئے وہ وہیں دبکا رہا۔ پھر اس نے ایک لڑکی کو تیزی سے ایک ٹیلے پر چڑھتے دیکھا۔ اس کے پیچھے تین آدمی تھے۔ راکوش مشکل میں پھنس گیا تھا۔ اگر وہ اوپر آنے والی لڑکی کو نشانہ بنانے کی کوشش کرتا تو اس کے پیچھے آنے والے اسے چھلنی کر دیتے اور اگر وہ وہیں دبکا رہتا تو وہ لڑکی کی نظروں میں آ سکتا تھا۔ پھر وہ کچھ سوچ کر جھکے جھکے انداز میں پتھر کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے ٹیلے پر

چڑھنے لگا۔ پھر جیسے ہی لڑکی اوپر آئی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے اچانک لڑکی کے قریب جا کر اس کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کا وار کر دیا۔ لڑکی زور سے چیخی اور دوسری طرف الٹتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ راکوش اس لڑکی پر چھلانگ لگاتا اچانک لڑکی کے پیچھے آنے والے ایک نوجوان نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ کسی بم کے گولے کی طرح آ کر ٹکرایا تھا اور پھر وہ دونوں تیزی سے لڑھکتے چلے گئے۔ اس کے ہاتھ سے اس کا ریوالور نکل کر گر گیا تھا۔ ٹیلے سے نیچے آ کر اس نے خود کو سنبھال کر اس پر حملہ کرنے والے پر جھپٹنا چاہا۔ مگر وہ آدمی ماہر لڑاکا تھا۔ اس نے چند ہی لمحوں میں راکوش کو بے بس کر دیا۔ اس کے جوتوں کی زوردار ضربوں نے اس کے ذہن پر اندھیرا مسلط کر دیا تھا۔

جب اسے ہوش آیا تو اسے ہر طرف تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ جس غار سے باہر نکلا تھا شاید اس غار میں موجود اس کے دوسرے ساتھی فائرنگ کی آوازیں سن کر باہر آ گئے تھے اور ان کے اور وہاں آنے والوں کے درمیان زبردست ٹھن گئی تھی۔ راکوش اسی جگہ پڑا تھا جہاں اس پر ماہر لڑاکے نے حملہ کیا تھا۔ مگر اب اسے کچھ فاصلے پر وہی لڑکی ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھی نظر آ رہی تھی جس پر اس نے کھڑی ہتھیلی کا وار کیا تھا۔

راکوش چونکہ کراہتا ہوا ہوش میں آیا تھا اس لئے لڑکی نے اس کی کراہ سن لی تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور پھر جیسے ہی اس

نے راکوش کو حرکت کرتے دیکھا۔ وہ جھکے جھکے انداز میں تیزی سے اس کے پاس آ گئی۔ اس کے پاس مشین پسٹل تھا۔

"خبردار۔ اگر اپنی جگہ سے ہلے تو بھون کر رکھ دوں گی۔"۔۔۔۔ اس نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن راکوش نے اچانک ایک پتھر اٹھا کر لڑکی پر کھینچ مارا۔ لڑکی کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ پیچھے کی طرف لڑکھڑا گئی۔ پتھر اس کے سر پر پڑا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل بھی نکل گیا تھا۔ اسے لڑکھڑاتے دیکھ کر راکوش تیزی سے اٹھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس لڑکی پر چھلانگ لگا دی۔ مگر اسی لمحے لڑکی کمر کے بل نیچے گری اور اس نے نیچے گرتے ہی اوپر چھلانگ لگانے والے راکوش کو زوردار ٹانگیں مار دیں۔ راکوش اس کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف گرا ہی تھا کہ لڑکی بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور دوسرے لمحے اس نے راکوش پر چھلانگ لگا دی۔ راکوش نے بھی وہی داؤ استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اس نے ٹانگیں اٹھا کر لڑکی کو مارنی چاہیں مگر لڑکی اس کی توقع سے کہیں زیادہ ذہین اور پھرتیلی تھی۔ اس کے جسم پر گرتے ہی اس نے یکلخت حیرت انگیز طور پر اپنا جسم فضا میں اوپر کی طرف اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کے جڑے ہوئے دونوں گھٹنے راکوش کے منہ پر پڑے۔ راکوش نے تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے لڑکی نے گھوم کر ٹانگیں اس کی گردن میں قینچی کی طرح ڈالتے ہوئے زوردار جھٹکا دیا اور راکوش کا بھری بھر کم جسم سخت زمین پر اس کے ساتھ ہی گھومتا چلا گیا۔

راکوش نے دونوں ہاتھ بڑھا کر اس کی پنڈلیوں پر وار کرنا چاہا۔ مگر وہ لڑکی چھلاوہ بنی ہوئی تھی۔ سخت زمین پر وہ اس کی گردن کے گرد قینچی ڈالے تیزی سے پلٹیاں کھا رہی تھی۔ وہ راکوش کو لئے ہوئے کبھی دائیں طرف پلٹیاں کھانے لگتی اور کبھی بائیں طرف اور راکوش کو اس کی پنڈلیوں پر ضرب لگانے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اس کا گھومتا ہوا جسم بری طرح سے کڑکڑا رہا تھا۔ پھر اس لڑکی نے اس کے جسم کو اپنی ٹانگوں سے گھسیٹ کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ راکوش کا سر اس کی ٹانگوں سے نکل کر ٹھوس زمین سے ٹکرایا اور راکوش کو اپنی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگی روشنیاں ناچتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔ اس نے تڑپ کر خود کو پیچھے ہٹانا چاہا مگر دوسرے لمحے لڑکی کی گھومتی ہوئی زوردار ٹانگ اس کے سر پر پڑی اور راکوش کی آنکھوں کے سامنے ناچتی ہوئی رنگ برنگی روشنیاں غائب ہوگئیں اور اس کے ذہن میں ایک بار پھر اندھیرا ابھرتا چلا گیا۔

تنویر کو جولیا کے پیچھے جاتے دیکھ کر صفدر اور کیپٹن شکیل بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکے مگر ابھی وہ ہی کچھ آگے گئے تھے کہ اچانک تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ان کے اردگرد پتھروں پر بے شمار گولیاں ٹکرائیں اور انہوں نے فوراً دائیں بائیں چھلانگیں لگا دیں۔ دوسرے لمحے انہیں ایک طرف سے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"لگتا ہے ان کے بہت سے ساتھی آگئے ہیں۔ تم اس طرف جاؤ۔ میں اس طرف جاتا ہوں۔" ـــــ کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے ٹیلے کے دائیں طرف چلا گیا۔

بائیں طرف سے کیپٹن شکیل پر پھر فائرنگ کی گئی۔ مگر اندھیرے کی وجہ سے گولیاں کیپٹن شکیل کے دائیں طرف پتھروں پر پڑی

تھیں۔ کیپٹن شکیل الٹی قلابازی کھا کر بجلی کی سی تیزی سے ایک بڑے پتھر کی آڑ میں ہو گیا۔ اسی لمحے اسے ایک طرف دو سائے بھاگ کر اس طرف آتے نظر آئے۔ کیپٹن شکیل نے فوراً ان پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ وہ دونوں چیختے ہوئے اچھلے اور پتھروں پر گرتے چلے گئے۔ یہ دیکھ کر کیپٹن شکیل اٹھا اور پھر جھکے جھکے انداز میں تیزی سے دوسرے ٹیلے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اسی لمحے اس ٹیلے کے پیچھے سے تین سائے نکلے اور انہوں نے ایک ساتھ کیپٹن شکیل پر فائرنگ کر دی۔ کیپٹن شکیل سایوں کو دیکھ کر دائیں طرف اچھلا۔ گولیاں اس کے نیچے سے نکلتی چلی گئیں۔ کیپٹن شکیل نے پہلو کے بل گرتے ہی ان کی طرف فائرنگ کر دی۔ وہ دونوں حلق کے بل چیختے ہوئے الٹ گئے۔

زمین پر آتے ہی کیپٹن شکیل نے خود کو پلٹایا اور پھر وہ تیزی سے ایک پتھر کی طرف رینگتا چلا گیا۔ ابھی وہ پتھر کی آڑ میں ہوا ہی تھا کہ جس طرف سے پہلے دو آدمی آئے تھے۔ اس طرف سے مزید دو آدمی نکلے اور انہوں نے اس طرف مسلسل اور تیز فائرنگ شروع کر دی۔ شاید انہوں نے کیپٹن شکیل کو پتھر کی آڑ لیتے دیکھ لیا تھا۔ کیپٹن شکیل پتھر کے پیچھے دبک گیا تھا۔ گولیاں پتھر پر پڑ کر کرچیاں اڑا رہی تھیں۔

چند لمحے فائرنگ ہوتی رہی پھر ٹک ٹک کی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے ان مسلح افراد کی مشین گنوں کے میگزین خالی ہو گئے ہوں۔ یہ

آواز سن کر کیپٹن شکیل تیزی سے اٹھا۔ سامنے ایک پتھر پر دو سائے کھڑے تھے جو مشین گنوں کے میگزین نکال رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ دوسرے میگزین لگاتے کیپٹن شکیل نے انہیں وہیں ڈھیر کر دیا۔ دوسری طرف سے بھی تیز فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ شاید صفدر وغیرہ کی مسلح افراد سے ٹھن گئی تھی۔

کیپٹن شکیل پتھر کی آڑ سے نکل کر ٹیلے کی طرف بڑھا اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ اوپر آ کر اس نے دوسری طرف دیکھا تو اسے وہاں مزید تین سائے دکھائی دیئے جو پتھروں کی آڑ سے ایک طرف فائرنگ کر رہے تھے۔ کیپٹن شکیل نے انہیں بھی وہیں ڈھیر کر دیا۔ پھر وہ ٹیلے سے اترا اور جھکے جھکے انداز میں تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا۔ جہاں سے اسے فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اسی لمحے اسے کچھ فاصلے پر ایک آدمی اٹھتا نظر آیا۔ کیپٹن شکیل نے مشین پسٹل کا رخ فوراً اس کی طرف کر دیا۔

"کون ہے۔" ــــــ اس آدمی نے کیپٹن شکیل کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے فوراً اس کی آواز پہچان لی۔ وہ صفدر تھا۔

"صفدر میں ہوں شکیل۔" ــــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے پہلو میں ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ اب فائرنگ کی آوازیں بند ہو گئی تھیں۔ شاید تمام مجرم ہلاک ہو گئے تھے یا پھر وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ کیونکہ اب وہاں کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"میں زخمی ہوں۔ میرے پہلو میں گولی لگی ہے۔" ——— صفدر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ جولیا، تنویر اور نعمانی کی آوازیں بھی سنائی نہیں دے رہیں۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"صدیقی تو پہلے ہی ہٹ ہو گیا تھا۔ اس طرف میں نے نعمانی کی چیخ کی آواز سنی تھی۔ شاید اسے بھی گولی لگی ہے۔" ——— صفدر نے کہا۔

"تم خود کو سنبھالو۔ میں دیکھتا ہوں۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھ گیا جس طرف صفدر نے اشارہ کیا تھا۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد اسے ایک جگہ نعمانی اور صدیقی دکھائی دے گئے۔ دونوں شدید زخمی اور بے ہوش تھے۔ نعمانی شاید صدیقی کو اٹھا کر اس طرف لے آیا تھا اور کسی دشمن کی گولی کا شکار ہو گیا تھا۔

"کیپٹن شکیل۔" ——— صفدر کی تیز آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ صفدر۔ اس طرف آ جاؤ۔ ان دونوں کی حالت بہت خراب ہے۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر زخمی ہونے کے باوجود تیزی سے اس کی طرف آ گیا۔

"اوہ۔ واقعی ان کی حالت تو بہت خراب معلوم ہو رہی ہے۔" صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ۔ میں مس جولیا اور تنویر کو بلاتا ہوں۔" ——— کیپٹن

شکیل نے کہا اور پھر اس نے زور زور سے جولیا اور تنویر کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"آ رہی ہوں۔" ——— دور سے جولیا کی آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں جولیا ایک آدمی کو کاندھے پر ڈالے اور ایک آدمی کو گھسیٹتی ہوئی وہاں لے آئی۔ اس کے کاندھے پر تنویر تھا جس کی گردن کی سائیڈ سے خون بہہ رہا تھا جبکہ وہ جسے گھسیٹ کر لائی تھی وہ کوئی مجرم معلوم ہو رہا تھا۔

کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر اس کے کاندھے سے تنویر کو اٹھا کر نیچے لٹا دیا۔

"اس کی گردن میں خنجر لگا تھا اور شاید یہ راکوش ہے۔ تنویر نے اسے بے ہوش کیا تھا مگر اس نے ہوش میں آتے ہی مجھ پر حملہ کر دیا تھا۔ جواب میں مجھے بھی اسے ہاتھ دکھانے پڑے۔ اب یہ بے ہوش ہے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"یہ چاروں زخمی ہیں مس جولیا۔ انہیں فوری میڈیکل ایڈ کی ضرورت ہے۔ میڈیکل ایڈ باکس گاڑی میں موجود ہے۔ اگر آپ چند لمحے انہیں سنبھال لیں تو میں لے آتا ہوں۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چیف نے آر۔ آر سکس انجکشن بھی دیئے تھے۔ تم وہ بھی لے آؤ۔" ——— جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل تیزی سے مڑ کر گاڑی کی طرف دوڑ گیا۔ جولیا نے صفدر کو سہارا دیتے ہوئے ایک

پتھر کے پاس بٹھا دیا۔

''تم ٹھیک ہو۔''_____ جولیا نے اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ مگر چوہان، صدیقی اور تنویر کی حالت بہت خراب ہے۔ مجھے ان کی فکر ہو رہی ہے۔''_____ صفدر نے کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ انہیں کچھ نہیں ہو گا۔ چیف نے فوری جان بچانے والے جو آر۔ آر سکس انجکشن دیئے تھے۔ ان کے لگتے ہی ان کی طبیعت بحال ہو جائے گی۔''_____ جولیا نے کہا۔

چند ہی لمحوں میں کیپٹن شکیل میڈیکل باکس اور ایک تیز روشنی والی ٹارچ لے آیا۔ اس نے ٹارچ جولیا کو دی اور میڈیکل باکس کھولنے لگا۔ پھر اس نے باکس سے آر۔ آر سکسا انجکشن نکال کر پہلے صفدر کو پھر تنویر کو، پھر صدیقی اور آخر میں نعمانی کو لگا دیا۔

انجکشن لگتے ہی صفدر کو اپنے ذہن پر چھائی ہوئی دھند چھٹتی ہوئی محسوس ہوئی اور اسے اپنے جسم میں توانائی سی بھرتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ تھوڑی ہی دیر میں تنویر نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ کیپٹن شکیل اور جولیا ان سب کے زخموں کو صاف کر کے عارضی بینڈیج کرنے لگے۔

''ہم میں سے کسی ایک کو یہاں سے جانا ہوگا۔ نعمانی اور صدیقی کی حالت نازک ہے اور صفدر کے پہلو میں بھی گولی موجود ہے۔ جسے نکالنا بے حد ضروری ہے۔ ان سب کو ہسپتال پہنچانا ہو گا۔ ورنہ ان کی زندگیاں خطرے میں پڑ سکتی ہیں۔''_____ جولیا نے کہا۔

''آپ تینوں یہیں رہیں۔ مجھ میں اتنی ہمت ہے۔ میں ان دونوں کو ہسپتال لے جاتا ہوں۔''_____ صفدر نے کہا۔

''دیکھ لو۔ راستے میں تمہاری اپنی طبیعت بگڑ گئی تو۔''_____ تنویر نے کہا۔

''نہیں بگڑے گی۔ تم بس ان دونوں کو کار تک پہنچا دو۔'' صفدر نے کہا اور پتھر کا سہارا لے کر اٹھ کھڑا ہوا سیدھا کھڑا ہوتے ہی وہ ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا مگر پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔

''تنویر یا کیپٹن شکیل کو ساتھ لے جاؤ۔ ورنہ مجھے فکر لگی رہے گی۔''_____ جولیا نے اس کی طرف تشویش بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں مس جولیا۔ آر۔ آر سکسا انجکشن نے میرے جسم کی توانائی بحال کر دی ہے۔ میں چلا جاؤں گا۔ آپ یہ معلوم کریں کہ راکوش یہاں کیوں آیا تھا اور اس کے ساتھ یہاں اس قدر مسلح افراد کیا کر رہے تھے۔''_____ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے میں اسے یہاں گھسیٹ لائی ہوں۔ اب دیکھنا میں اس کا کیا حشر کرتی ہوں۔''_____ جولیا نے بے ہوش راکوش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تنویر اور کیپٹن شکیل بے ہوش نعمانی اور صدیقی کو اٹھا کر کار کی طرف لے گئے جبکہ صفدر اپنے قدموں پر چلتا ہوا کار کی طرف گیا تھا۔ اور پھر صفدر ان دونوں کو لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا اور کیپٹن

شکیل اور تنویر واپس جولیا کے پاس آ گئے۔

''اسے ابھی ہوش تو نہیں آیا۔''——— تنویر نے راکوش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔''——— جولیا نے کہا۔ واپسی پر تنویر کار سے رسی کا ایک گچھا لے آیا تھا اس نے بے ہوش راکوش کو اس رسی سے باندھ دیا۔

''کیا خیال ہے۔ اسے یہیں ہوش میں لایا جائے تاکہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔''——— تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''دیکھ لو۔ کہیں اس کے سر میں بھی کوئی چپ نہ لگی ہو۔ یہ ہوش میں آئے ہم اس سے پوچھ گچھ شروع کریں اور اس کا سر پھٹ جائے۔''——— جولیا نے کہا۔

''ایک منٹ۔ میں اس کا سر چیک کر لیتا ہوں۔ اگر اس کی کھوپڑی میں کوئی چپ لگی ہوئی ہو گی تو مجھے اس کا پتہ چل جائے گا۔''——— کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کیپٹن شکیل بے ہوش راکوش پر جھک گیا اور انگلیوں سے اس کا سر ٹٹولنے لگا۔ پھر ایک جگہ ایک ہلکا سا ابھار محسوس ہوتے ہی اس کی انگلیاں رک گئیں۔

''اس کے سر میں چپ موجود ہے۔''——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوہ۔ پھر۔ اس طرح تو اس کی کھوپڑی بھی دھماکے سے اڑ جائے گی۔''——— جولیا نے پریشانی بھرے لہجے میں کہا۔ انہوں نے یہ

بات خاص طور پر نوٹ کی تھی کہ جب بھی کسی گینگسٹر کو ہوش آتا تھا اور وہ اس سے پوچھ گچھ کرنے ہی لگتے تھے تو اچانک اس گینگسٹر کا سر دھماکے سے پھٹ جاتا تھا جبکہ بے ہوشی کی حالت میں اس کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا تھا۔ شاید ان کے دماغوں میں لگی ہوئی چپ ان کے ہوش میں رہنے پر ہی کام کرتی تھی اور جو انہیں مانیٹر کرتا تھا۔ ان کے بولنے سے پہلے ہی وہ ان کے دماغوں میں لگی چپ سے ان کی کھوپڑیوں کے ٹکڑے اڑا دیتا تھا۔

''آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔ میں اس کے سر کا آپریشن کر کے چپ نکال دیتا ہوں۔ چپ کھوپڑی کے نیچے چپکی ہوئی ہے۔ بس اس کا ایک چھوٹا سا آپریشن کرنا پڑے گا مجھے۔''——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسا ہو جائے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔''——— جولیا نے کہا۔ کیپٹن شکیل میڈیکل ایڈ باکس بے ہوش راکوش کے پاس لے آیا۔

''تنویر۔ میں اور کیپٹن شکیل اس کا آپریشن کرتے ہیں۔ تم اس طرف راؤنڈ لگا آؤ۔ شاید ان کا کوئی اور ساتھی اس طرف موجود ہو۔''——— جولیا نے کہا تو تنویر سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا۔

کیپٹن شکیل نے ٹارچ جولیا کو پکڑا دی اور باکس سے آپریشن کا سامان نکالنے لگا۔ کیپٹن شکیل نے راکوش کے سر کے بال کاٹنے اور انگلیوں سے چیک کرنے لگا کہ چپ اس کے سر کی کتنی گہرائی میں ہے۔

پھر اس نے راکوش کو بے ہوشی کا ایک انجکشن لگایا اور پھر وہ بسم اللہ پڑھ کر راکوش کے سر کا نازک ترین آپریشن کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جولیا کاٹن سے اس کے سر کا بار بار خون صاف کر رہی تھی۔ کیپٹن شکیل تقریباً بارہ منٹ تک راکوش کا آپریشن کرتا رہا۔ پھر اس نے راکوش کی کھوپڑی کے ایک حصے سے چمٹی کی مدد سے ایک پتلی اور چھوٹی سی پتری نما چیپ باہر نکال لی۔ جس پر باریک باریک تاریں لگی ہوئی تھیں۔ اس نے پتری توڑ مروڑ کر ایک طرف پھینک دی۔ اور پھر وہ راکوش کو طاقت کے انجکشن لگانے لگا۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل نے اس کی نبضیں چیک کیں تو اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''کام ہو گیا ہے۔ اب اس کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں نے اس کے سر کے زخم کو ٹاپوس گلیو سے جوڑ دیا ہے۔ جس سے اسے سر میں ذرا سی بھی تکلیف کا احساس نہیں ہوگا اور نہ اسے یہ معلوم ہو گا کہ اس کے سر سے چیپ نکال لی گئی ہے۔''۔۔۔۔۔۔کیپٹن شکیل نے کہا۔ پھر تقریباً مزید پندرہ منٹ گزر گئے۔ اور پھر راکوش کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہونے لگے۔

''اسے ہوش آ رہا ہے۔''۔۔۔۔۔۔جولیا نے کہا۔

''آنے دیں۔''۔۔۔۔۔۔کیپٹن شکیل نے کہا۔ کچھ ہی دیر میں راکوش نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے خود کو بندھا ہوا پا کر وہ پریشان ہو گیا اور

متوحش نظروں سے جولیا اور کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

''کون ہو تم۔''۔۔۔۔۔۔راکوش نے خود کو سنبھالتے ہوئے ان سے پوچھا۔

''پہلے تم بتاؤ۔ کیا تم راکوش ہو۔ ہینگ گروپ کے باس۔'' جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں راکوش ہوں۔ مگر۔''۔۔۔۔۔۔اس نے کہنا چاہا۔

''سنو راکوش۔ ہمارا تعلق سیکورٹی فورسز سے ہے۔ ہم نے تمہیں بلیو کراس ایمبولینس میں اس طرف آتے دیکھا تھا۔ تم اس طرف اکیلے آئے تھے۔ ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ تم اس ویران علاقے میں کیوں آئے ہو۔ مگر ہم جیسے ہی اس طرف آئے تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے ہم پر فائرنگ شروع کر دی۔ جس کا مطلب تھا کہ یہاں تمہارے ساتھی پہلے سے ہی موجود تھے۔ ملک کے حالات انتہائی کشیدہ ہیں۔ جگہ جگہ کرفیو کا نفاذ ہے۔ پھر تمہارے پاس اس قدر اسلحہ کہاں سے آ گیا۔ اور سب سے اہم بات کہ تم ان مسلح افراد کے ساتھ یہاں کیا کر رہے تھے۔''۔۔۔۔۔۔جولیا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کیا میں تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کا پابند ہوں۔'' راکوش نے کہا۔ اس نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا۔

''جواب دے دو گے تو اچھا رہے گا۔ دوسری صورت میں تمہارا جو حشر ہوگا۔ اس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔'' جولیا نے

غرا کر کہا۔

''میرا نام راکوش ہے لڑکی۔ کسی نے آج تک راکوش کے سامنے ایسی بات کرنے کی جرأت نہیں کی۔'' ـــــ راکوش نے جواباً غرا کر کہا۔

''تم نے وار گینگ کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں جو تباہی اور بربادی پھیلائی ہے۔ مجھے ابھی تم سے اس کا حساب بھی لینا ہے۔ اور یہاں تمہارے آدمیوں نے میرے کئی ساتھیوں کو زخمی کیا ہے۔ میں چاہوں تو اتنے ہی زخم گن کر تمہارے جسم پر لگا سکتی ہوں جتنے زخم میرے ساتھیوں کو آئے ہیں۔ تم اگر یہ سمجھتے ہو کہ پاکیشیا تمہارے اور وار گینگ کے ہاتھوں تباہ ہو جائے گا تو یہ بھول ہے تمہاری۔ تم جیسے درندہ صفت مجرموں کو عبرت ناک موت، ذلت اور رسوائی کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ اب میں تم سے آخری بار پوچھ رہی ہوں۔ تم یہاں کیوں آئے تھے اور تمہارا وار گینگ سے کیا تعلق ہے۔'' جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

''تم کیا کہہ رہی ہو۔ مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ نہ پاکیشیا کی تباہی میں میرا ہاتھ ہے اور نہ میں کسی وار گینگ کو جانتا ہوں۔'' راکوش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''کیپٹن۔'' ـــــ جولیا نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھ کر کہا۔

''ابھی یہ سب کچھ بتا دے گا۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر راکوش کو اٹھایا

اور سر کے اوپر سے گھما کر اسے زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ راکوش کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کا چہرہ اذیت سے بگڑتا چلا گیا۔ کیپٹن شکیل نے اسے گرا کر اس کی پسلیوں میں ایک زور دار ٹھوکر ماری تو راکوش کسی ذبح کئے ہوئے بکرے کی طرح تڑپنے لگا۔ کیپٹن شکیل نے میڈیکل باکس سے ایک تیز دھار نشتر نکالا اور پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فضا راکش کی انتہائی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھی۔ کیپٹن شکیل نے نشتر کسی خنجر کی طرح مارتے ہوئے راکوش کی ناک آدھی سے زیادہ اڑا دی تھی۔

''اس کی ایک آنکھ بھی نکال دو۔'' ـــــ جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے نشتر راکوش کی دائیں آنکھ میں اتار دیا۔ راکوش کا جسم بری طرح سے پھڑکنے لگا اور اس کے حلق سے غرغراہٹ کی ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے اسے کسی کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔ اور پھر وہ یکلخت بے ہوش ہو گیا۔

اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر کیپٹن شکیل نے ایک ہاتھ کی انگلی کا ہک بنا کر زور سے اس کی پیشانی پر مار دیا۔ بے ہوش ہونے کے باوجود راکوش کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ کیپٹن شکیل نے پھر اسی جگہ پر انگلی کا ہک مارا تو راکوش چیختا ہوا ہوش میں آ گیا اور بری طرح سے تڑپنے اور پھڑکنے لگا۔

''اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دو۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔ اس کا لہجہ سرد تھا۔ کیپٹن شکیل نے نشتر والا ہاتھ اوپر اٹھالیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم انتہائی ظالم، انتہائی سفاک آدمی ہو۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ میں سب بتا دیتا ہوں۔" ____ کیپٹن شکیل کا نشتر والا ہاتھ اوپر اٹھتے دیکھ کر راکوش نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو جولیا کے اشارے پر کیپٹن شکیل کا ہاتھ رک گیا۔

"بس اتنی ہی ہیکڑی تھی۔ ابھی تو تمہاری ایک آنکھ اور آدھی ناک ہی ضائع ہوئی ہے۔ تم ہمیں سفاک اور ظالم کہہ رہے ہو۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے جو ظلم پاکیشیا کے معصوم اور بے گناہ لوگوں پر کیا ہے۔ کیا وہ ظلم اور سفاکی نہیں تھی۔" ____ جولیا نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ میں مجبور تھا۔ میں۔ میں۔" ____ راکوش نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مجبوری تھی۔ کیوں تم نے پاکیشیا کے لوگوں کو اس قدر ظلم اور درندگی کا نشانہ بنایا تھا۔ کیا بگاڑا تھا تمہارا ان معصوم اور بے گناہ لوگوں نے۔ بولو۔ جلدی بولو۔" ____ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ سب ہم کافرستان کے انڈر ورلڈ کے بگ ڈان کے کہنے پر کر رہے تھے۔ اس نے ہمارے دماغوں میں ایسی چپس لگا دی تھیں۔ جس سے ہم اس کا کام کرنے کے لئے مجبور ہو گئے تھے۔ اگر ہم اس کا کام نہ کرتے تو وہ ہمیں شدید ذہنی اذیتیں دیتا تھا۔ اس چپ کا ریموٹ اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ چاہے تو اس ریموٹ کا بٹن دبا کر ہماری کھوپڑی کو کسی بم کی طرح اڑا سکتا ہے۔" ____ راکوش نے

خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"کافرستانی ڈان۔ کیا مطلب۔ ہمیں تو معلوم ہوا ہے کہ تم کسی اسرائیلی گینگ کے لئے کام کر رہے ہو۔ جس کا نام وار گینگ ہے۔" جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور راکوش اسے میٹنگ کی تفصیلات بتانا شروع ہو گیا۔

"ہونہہ۔ وہ کافرستانی ڈان نہیں ہے۔ وہ وار گینگ کا چیف ساڈوگا ہے۔ اسرائیل کا ایک تخریب کار گینگ جو پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنے کا مشن لایا ہے۔ اور تم نے کیا کہا ہے کہ تمہیں اس ڈان کے پاس تمہاری انڈرورلڈ کی دنیا کے سب سے بڑے بے تاج بادشاہ برائٹ مون نے بھیجا تھا۔ کون ہے یہ برائٹ مون۔" ____ جولیا نے کہا۔

"اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ ہم صرف اس کے حکم کے پابند ہیں۔ وہ ہمیں ٹیلی فون یا ٹرانسمیٹر پر ہدایات دیتا ہے۔ انڈر ورلڈ میں اس کا نام چلتا ہے۔ ایک دو بار وہ میرے سامنے ضرور آیا تھا مگر وہ ہمیشہ میک اپ میں رہتا ہے۔ اس کا اصلی چہرہ کسی نے نہیں دیکھا۔ وہ نام کا ہی نہیں سچ مچ انڈرورلڈ کا بے تاج بادشاہ ہے۔ انڈر ورلڈ کا ہر گینگسٹر اور ہر کریمنل اس سے خوف کھاتا ہے۔" ____ راکوش نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہارا بگ ڈان۔ میرا مطلب ہے وار گینگ کا ساڈوگا کہاں ہے۔" ____ جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"میٹنگ کے بعد وہ دوبارہ ہمارے سامنے نہیں آیا۔ وہ ہمیں پی سکس ٹرانسمیٹر پر ہدایات دیتا ہے۔"——راکوش نے کہا۔

"تم نے اس کی ہدایات پر اب تک کیا، کیا ہے۔"——جولیا نے پوچھا اور راکوش ڈرتے ڈرتے اسے اپنے ظلم، سفاکی اور بربریت کے بارے میں بتانے لگا۔ جو اس نے دارالحکومت کے معصوم اور بے گناہ لوگوں کے ساتھ کیا تھا۔ اسے سنتے ہوئے جولیا اور کیپٹن شکیل کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے تھے۔

"اور تم یہاں کس لئے آئے تھے۔"——جولیا نے غرا کر کہا۔

"وہ۔ وہ۔"——راکوش نے اس کے چہرے کی سرخی دیکھ کر ہکلا کر کہا۔

"کیپٹن۔ اس کے سر بے شمار بے گناہوں کا خون ہے۔ اب اگر یہ ہکلائے تو اس کے دونوں کان کاٹ دینا اور اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دینا۔"——جولیا نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل اس کی اکلوتی آنکھ کے سامنے خون آلود نشتر لہرانے لگا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں۔"——اس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"جلدی بولو۔ ورنہ۔"——جولیا نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"میں یہاں بگ ڈان کے کہنے پر آیا تھا۔"——اس نے کہا۔

"کیوں۔ کس لئے۔"——جولیا نے کہا۔

"بگ ڈان اب پاکیشیا پر آخری اور کاری ضرب لگانے کا پروگرام بنا رہا ہے۔ وہ پاکیشیا کے صدر اور پرائم منسٹر کو ٹارگٹ کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح پاکیشیا کی کمر ٹوٹ جائے گی اور پاکیشیا جو پہلے ہی ابتری کا شکار ہو چکا ہے۔ مکمل طور پر کمزور ہو جائے گا اور اس کمزوری کا فائدہ بیرونی طاقتوں کو مل جائے گا اور وہ آسانی سے پاکیشیا پر قبضہ کر لے گیں۔ ان بیرونی طاقتوں میں کافرستانی افواج بھی شامل ہو سکتی ہیں اور بہادرستان میں موجود اتحادی افواج بھی۔"——راکوش نے کہا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل غصے سے ہونٹ بھینچے اس کی باتیں سن رہے تھے۔

"اور تم ایک پاکیشیائی ہو کر ان یہودیوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ کیوں۔"——جولیا نے غرا کر کہا۔

"مم۔ میں پاکیشیائی نہیں ہوں۔"——راکوش نے ہکلا کر کہا۔

"پاکیشیائی نہیں ہو تو کون ہو تم۔ کس ملک سے تعلق رکھتے ہو۔" جولیا نے کہا۔

"مم۔ میرا تعلق بھی اسرائیل سے ہی ہے۔ میں ایک عرصے سے یہاں اسرائیل کے لئے کام کر رہا ہوں۔"——اس نے کہا۔

"یہودی ہو۔"——جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ میں یہودی ہوں۔ مم۔ مگر۔"——راکوش نے کہا۔

"اب ایک آخری بات بتاؤ۔ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کو ہلاک

کرنے کے لئے تم کیا منصوبہ بنا رہے تھے۔ اور تم نے ابھی یہ بھی نہیں بتایا کہ تم یہاں مسلح افراد کے ساتھ کیوں موجود تھے۔'' جولیا نے کہا۔

''یہاں ایک غار میں ہم نے بے پناہ تباہ کن اسلحہ اکٹھا کر رکھا ہے۔ بگ ڈان اس اسلحے سے پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ دونوں جگہوں پر شدت سے بم اور میزائل برسائے جائیں تو یقیناً وہ دونوں سربراہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس طرح ان کا مشن مکمل ہو جائے گا۔ بگ ڈان نے مجھے اس غار میں آنے کے لئے کہا تھا۔ شاید وہ خود بھی یہاں آنے والا ہے۔ اور اس غار اور اسلحے کی حفاظت کے لئے میرے آدمی پہلے سے ہی یہاں موجود تھے۔'' ـــــــ راکوش نے کہا۔

''حیرت ہے۔ اگر یہاں اس قدر اسلحہ موجود ہے تو اس کے بارے میں کسی کو معلوم کیوں نہیں ہوا اور تم کہہ رہے ہو کہ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کو ہلاک کرنے کے لئے ان کے ہاؤسز پر میزائل اور بم برسائے جانے تھے۔ اس کے لئے یہاں سے اسلحہ نکالنے کا کیا انتظام تھا۔ کیا یہیں سے ان دونوں ہاؤسز کو نشانہ بنایا جانا تھا۔'' جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ اس کے لئے ایمبولینسز کا استعمال بھی کیا جانا تھا۔ بگ ڈان اور اس کے ساتھی ایمبولینسوں میں اسلحہ بھر کے لے جاتے۔ کرفیو اور سکیورٹی فورسز بھلا ایمبولینس کو کیسے روک سکتے ہیں۔ اس

کے علاوہ بگ ڈان کوشش کر رہا ہے کہ وہ یہاں سے کسی طرح ایمبولینس ہیلی کاپٹر حاصل کر لے تاکہ اس کا کام اور آسان ہو جائے۔'' راکوش نے کہا۔

''تمہارا اس سے رابطے کا ذریعہ پی سکس ٹرانسمیٹر ہے۔ کہاں ہے وہ ٹرانسمیٹر۔'' ـــــــ جولیا نے اس سے پوچھا۔

''وہ غار میں ہے۔'' ـــــــ راکوش نے کہا۔

''کہاں ہے وہ غار۔'' ـــــــ جولیا نے پوچھا تو راکوش انہیں غار کی تفصیلات بتانے لگا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ بگ ڈان یہاں خود آئے گا۔'' ـــــــ جولیا نے اس سے پوچھا۔

''کنفرم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ٹرانسمیٹر کال کر کے مجھ سے کہے کہ ایمبولینس میں اسلحہ بھر کر کہیں لے جاؤں۔ جس ایمبولینس میں یہاں میں آیا تھا۔'' ـــــــ راکوش نے کہا۔ جولیا نے اس سے مزید چند باتیں معلوم کیں۔ پھر خاموش ہو گئی۔

''اوکے۔ تم نے درست بتایا ہے۔ اس لئے میں تمہاری موت آسان کر دیتی ہوں۔'' ـــــــ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ مم۔ مگر۔ میں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتیں۔'' ـــــــ راکوش نے خوف سے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ تم جیسے درندہ صفت انسانوں کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔

"کیپٹن شکیل۔ آف کر دو اسے۔"_____ جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ راکوش نے خوف سے چیخنا چاہا مگر اسی لمحے کیپٹن شکیل کا ہاتھ حرکت میں آیا اور راکوش کا گلا یوں کٹتا چلا گیا جس طرح تار سے صابن کٹتا ہے۔ راکوش کی کٹی ہوئی گردن سے خون فوارے کی طرح اچھلنے لگا۔ اس کی اکلوتی آنکھ جیسے ابل آئی تھی۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے تنویر وہاں آ گیا۔

"یہاں پندرہ آدمی تھے۔ سب کے سب ہلاک ہو چکے ہیں۔" اس نے بتایا۔

"چلو اچھا ہوا۔ آؤ ہمیں ایک غار میں جانا ہے۔ جہاں اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔"_____ جولیا نے کہا اور پھر اس نے تنویر کے پوچھنے پر راکوش کی بتائی ہوئی تمام باتیں اسے بتا دیں۔ راکوش نے چونکہ انہیں غار کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اس لئے انہیں غار تلاش کرنے اور اس کا بند دہانہ کھولنے میں کوئی مشکل نہ آئی۔ غار بے حد لمبا چوڑا تھا۔ جب وہ غار میں داخل ہوئے تو انہیں وہاں اسلحے کا واقعی بہت بڑا ذخیرہ دکھائی دیا۔ اس قدر جدید اسلحہ دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"اوہ میرے خدا۔ اس قدر اسلحہ۔ اس اسلحے سے تو یہ لوگ شہر کے شہر تباہ کر سکتے تھے۔"_____ تنویر نے خوف سے کہا۔

"ہاں۔ اب یہی اسلحہ اس وار گینگ کی تباہی کے لئے کام آئے

گا۔ ہمیں اس غار کے اردگرد رکنا ہے۔ یہاں کسی بھی وقت وار گینگ یا اس کا چیف ساڈوگا آ سکتا ہے۔ ہمیں ہر حال میں انہیں پکڑنا ہے۔" جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں سیکورٹی فورسز کو بلا کر یہاں سے اسلحہ اٹھا لینا چاہیے۔ وار گینگ یا ان کا چیف یہاں آئے تو انہیں یہاں کچھ نہ ملے۔ اگر وہ ہماری نظروں سے بچ کر کسی طرح اس غار میں داخل ہو گئے تو بہت مشکل ہو جائے گی۔"_____ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن سیکورٹی فورسز کے یہاں آنے اور یہاں سے اسلحہ منتقل کرنے کے دوران وہ لوگ یہاں آ گئے تو وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ اور مزید اسلحے کا انتظام کرنا ان کے لئے کچھ مشکل نہیں ہو گا۔ اس وقت انڈر ورلڈ کے گینگز ان کے کنٹرول میں ہیں۔ وہ اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔"_____ جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ یہ تو ہے۔ ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں۔"_____ کیپٹن شکیل نے کہا اور وہ غار میں رک کر وار گینگ اور ان کے چیف کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ ان کا یہ انتظار طویل سے طویل بھی ہو سکتا تھا اور مختصر بھی۔ لیکن بہرحال اب انتظار کے سوا ان کے پاس اور کوئی آپشن بھی نہیں تھا۔

مگر ابھی انہیں انتظار کرتے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک وہاں ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ دھماکے کی آواز سن کر وہ اچھل پڑے۔

انہیں کچھ فاصلے پر ایک شعلہ سا چمکتا نظر آیا تھا۔ دوسرے لمحے وہاں نامانوس سی بو پھیل گئی۔ انہوں نے خطرے کا احساس جاگنے پر فوراً سانس روکنے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ دوسرے لمحے وہ خالی ہوتے بوروں کی طرح گرتے چلے گئے۔

ٹائیگر کو گولیاں مار کر سائی اور اس کے باقی ساتھی واپس میٹنگ روم میں آ گئے تھے۔ جہاں چیف ان کا انتظار کر رہا تھا۔ انہوں نے جب بتایا کہ انہوں نے ٹائیگر کو ہلاک کر دیا ہے تو چیف کے چہرے پر سکون آ گیا۔ اس نے ان سب کو وہاں سے نکلنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ وہ ان سب کو لے کر خفیہ سرنگ میں داخل ہوا اور دوسری کوٹھی میں آ گیا۔ جہاں اس نے ایک عارضی ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا۔

اس عارضی ہیڈ کوارٹر میں بھی اس نے ایسا سیٹ اپ بنا رکھا تھا جس سے وہ گینگسٹر کنگز کو نہ صرف مانیٹر کر سکتا تھا بلکہ انہیں کنٹرول بھی کر سکتا تھا۔ وہاں ایک مشین روم بنایا گیا تھا۔ جہاں بے شمار کمپیوٹرائزڈ مشینیں کام کر رہی تھیں۔ ان مشینوں کو کنٹرول کرنے کے لئے چیف نے باقاعدہ اپنے آدمی لگا رکھے تھے۔ چیف ابھی اپنے

ساتھیوں کو اس عارضی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا تھا لیکن ٹائیگر نے جس طرح دھماکے سے تہہ خانے کا دروازہ اڑایا تھا۔ اس کی آواز یقیناً دور تک سنائی دی گئی ہوگی اور وہاں کسی بھی وقت سکیورٹی فورسز آ سکتی تھیں۔ اس لئے چیف ان سب کو خفیہ راستے سے نکال کر دوسری طرف موجود کوٹھی میں لے آیا تھا۔ جو اس کوٹھی سے کافی فاصلے پر تھی۔

چیف کو سو فیصد یقین تھا کہ سکیورٹی فورسز جدید سے جدید آلات بھی استعمال کر لیں۔ انہیں اس خفیہ راستے کا علم نہیں ہو گا۔ اور اگر کوئی اس خفیہ راستے تک پہنچ بھی گیا تو اس نے وہاں ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ کوئی اس خفیہ راستے سے زندہ بچ کر اس طرف نہیں آ سکتا تھا۔ اس کے لئے ظاہر ہے اس خفیہ راستے کو بھی باقاعدہ مانیٹر کیا جاتا تھا۔ چیف کا سیٹ اپ دیکھ کر وار گینگ کے ممبران بے حد حیران اور خوش ہوئے تھے۔

چیف نے انہیں ہیڈ کوارٹر کے ایک میٹنگ روم میں بٹھا کر باقی بریفنگ دینا شروع کر دی جو ٹائیگر کے اچانک آنے پر ادھوری رہ گئی تھی۔

وہ سب میٹنگ روم میں ہی تھے۔ چیف انہیں پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملے کا پلان بتا رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ چند بلیو کراس ایمبولینسز منگوا کر ان میں اسلحہ رکھا جائے گا اور وہ سب ان ایمبولینسز میں زخمی اور مریض بن جائیں گے۔ مخصوص مقامات پر حملے

سے پہلے وہ دارالحکومت کے ایسے راستوں پر بم بلاسٹ کرائیں گے جو پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس تک جاتے ہوں گے۔ انہیں زیادہ سے زیادہ ان دونوں بگ ہاؤسز سے دو تین کلومیٹر تک جانا تھا پھر وہ دور سے بھی بگ ہاؤسز کو میزائلوں سے نشانہ بنا سکتے تھے۔

تمام تفصیلات طے کر لی گئی تھیں۔ چیف کو صرف برائٹ مون کی کال کا انتظار تھا۔ برائٹ مون جب چیف کو اطلاع دیتا کہ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحبان اپنے اپنے ہاؤسز میں موجود ہیں تب وہ اپنے پلان پر عملدرآمد شروع کر دیتے۔

پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ ملک کے کشیدہ حالات کو سنبھالنے کے لئے نہ صرف پورے ملک کا فضائی جائزہ لے رہے تھے بلکہ وہ ارکان پارلیمنٹ اور تمام سیاسی جماعتوں سے مشاورت بھی کر رہے تھے۔ جس کے لئے وہ دارالحکومت میں کم ہی موجود رہتے تھے۔ ان دنوں پارلیمنٹ کے اجلاس بھی نہیں ہو رہے تھے۔ ورنہ چیف چاہتا تھا کہ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ ہاؤسز کے ساتھ وہ پارلیمنٹ ہاؤس کو بھی اڑا دے جب وہاں تمام پارٹیوں کا مشترکہ اجلاس ہو رہا ہو مگر فی الحال ایسا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ اس لئے چیف برائٹ مون کے کہنے پر پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ ہاؤس کو ہی نشانہ بنانے کے لئے آمادہ ہو گیا تھا۔

ممبران کو بریفنگ دے کر اس نے ان سب کو آرام کرنے اور انتظار کرنے کے لئے مختلف کمروں میں بھیج دیا تھا اور خود میٹنگ روم

سے نکل کر اپنے ایک سپیشل روم میں آ گیا تھا۔ ابھی وہ سپیشل روم میں آیا ہی تھا کہ کمرے میں موجود ایک سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ یہ فون سیٹلائٹ سسٹم کے تحت کام کرتا تھا۔ جسے نہ کہیں سنا جا سکتا تھا اور نہ ہی ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ یہ فون اسرائیلی پرائم منسٹر اور برائٹ مون کے لئے تھا۔ دونوں اس فون پر چیف سے بات کرتے تھے۔

"لیس چیف سپیکنگ۔"۔۔۔ چیف نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے احتیاطاً نرم لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کال برائٹ مون کی ہے یا اسرائیلی پرائم منسٹر کی۔ اسرائیلی پرائم منسٹر کے لئے اسے مؤدب ہونا پڑتا تھا جبکہ برائٹ مون کے لئے وہ تحکمانہ انداز اختیار کرتا تھا کیونکہ برائٹ مون پر اس کا پورا تسلط تھا۔

"پرائم منسٹر آف اسرائیل۔"۔۔۔ دوسری طرف سے اسرائیلی پرائم منسٹر کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ لیس سر۔ ساڈوگا بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سے۔"۔۔۔ اس نے پرائم منسٹر کی آواز پہچان کر بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ساڈوگا۔ تمہاری کارکردگی اور تمہارے کارناموں سے میں اور جناب پریذیڈنٹ بے حد خوش ہیں۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے پاکیشیا کا جو حشر کر رکھا ہے۔ اس سے ہر اسرائیلی، ہر یہودی کا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے۔ تیزی سے ترقی کرتے ہوئے پاکیشیا کو جس طرح تم نے خاک و خون میں نہلایا ہے اور پاکیشیا کو ہر لحاظ سے

پستی کی طرف دھکیلنے میں تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے جس بے مثال کارکردگی کا ثبوت دیا ہے۔ اس سے یہودیوں کے دلوں میں پاکیشیا کا خوف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ پاکیشیا جس تیزی سے ترقی پذیر ممالک کی صفوں میں جگہ بناتا جا رہا ہے۔ اور جس طرح ایٹمی ٹیکنالوجی کی طاقت بڑھا رہا تھا اس سے سب سے زیادہ خطرہ اسرائیل کو ہی تھا۔ پاکیشیا خاموشی اور رازداری سے اپنی ٹیکنالوجی مسلم ممالک میں منتقل کر کے انہیں طاقت دے رہا تھا اور ان میں کئی ایسے ممالک بھی ہیں جو اسرائیل کے ازلی دشمن ہیں۔ ان ممالک کو پاکیشیا ترقی یافتہ بنا کر اسرائیل کو نشانہ بنانا چاہتا تھا۔ یہ ایک ایسا خوف تھا جو ہر اسرائیلی اور ہر یہودی کے دل میں گھر کرتا جا رہا تھا۔ اسرائیل اردگرد کے ممالک کو تو کنٹرول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ مگر پاکیشیا کو کنٹرول کرنا اور اسے ایٹمی ٹیکنالوجی سے محروم کرنا اسرائیل کے لئے ایک خواب بن کر رہ گیا تھا۔ خاص طور پر پاکیشیا کے مسلمان جو متحد اور مضبوط قوم کے طور پر ابھر رہے تھے۔ ان کا خوف غیر مسلم ممالک پر غالب آتا جا رہا تھا۔ خیال کیا جاتا تھا کہ جس ملک کی قوم متحد ہو۔ غیور ہو، غمگسار ہو۔ ایک دوسرے کے لئے اپنی جانیں نچھاور کر دیتے ہوں اور ملک کی آن اور بقاء کے لئے قربانیاں تک دینے سے دریغ نہ کرتی ہو۔ ان سے مقابلہ کرنا اور انہیں توڑنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہوتا ہے۔ پاکیشیا جسے اسلام کا قلعہ تصور کیا جاتا ہے اور جو امن کا گہوارہ کہلاتا ہے۔ اس چھوٹے

ے ملک سے پوری دنیا خوف کھانے لگی تھی۔ ہم نے اور کافرستان نے اس ملک کو توڑنے، تباہ کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کی ہر ممکن کوششیں کی تھیں۔ مگر ہمیں اس میں کامیابی نہیں ملی تھی۔ کافرستان نے تو کئی بار پاکیشیا پر جنگیں بھی مسلط کی تھیں۔ ان دنوں پاکیشیا ترقی پذیر ممالک میں بھی شامل نہیں تھا۔ مگر اس ملک کی بہادر افواج کے ساتھ پاکیشیائی عوام اور خاص طور پر قبائلی علاقوں کے لوگوں نے شانہ بشانہ لڑائی کی تھی اور کافرستانیوں کے عزائم خاک میں ملا دیئے تھے۔ سب ہی اس بات سے متفق تھے کہ جب تک پاکیشیا میں امن ہے اس ملک کی قوم متحد ہے اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہے۔ اس ملک کو توڑنا اور ختم کرنا ناممکن ہے۔ بہرحال تم نے اور تمہارے گینگ نے پاکیشیا میں جا کر یہ سب ختم کر دیا ہے۔ تم نے پاکیشیا کے امن اور سکون کو تہہ و بالا کرتے ہوئے جس طرح وہاں فرقہ واریت اور مفادات کا طوفان کھڑا کر دیا ہے۔ اس سے پاکیشیا ہر لحاظ سے تباہی کے دہانے تک پہنچ گیا ہے۔ اس ملک کے لوگ جو ملک وقوم کے لئے قربانیاں دیتے تھے آج وہ ایک دوسرے کو قربان کر رہے ہیں۔ اب پاکیشیا میں نہ امن ہے نہ ان کی قوم متحد ہے۔ اگر بیرونی طاقتیں چاہیں تو پاکیشیا پر آسانی سے اپنا تسلط قائم کر سکتی ہیں۔ تم نے پاکیشیا میں یہ سب کر کے پاکیشیا کو انتہائی کمزور کر دیا ہے۔ اب اگر پاکیشیا چاہے بھی تو سینکڑوں سال تک اپنا سر نہیں اٹھا سکے گا۔ غیر مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ عوام کو لڑتے اور مرتے دیکھ کر پاکیشیا

کے حمایتی مسلم ممالک بھی ان سے دور ہٹتے جا رہے ہیں۔ پوری دنیا میں پاکیشیا تن وتنہا ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے ساڈوگا۔ صرف تمہاری وجہ سے۔ آج پاکیشیا اس دوراہے تک آ چکا ہے جس سے اسرائیل اور کافرستان جیسے ممالک کو اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ویل ڈن ساڈوگا۔ ویل ڈن۔"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے باقاعدہ لمبی چوڑی تقریر کرتے ہوئے کہا اور پرائم منسٹر کے آخری الفاظ سن کر ساڈوگا کا چہرہ کانوں تک سرخ ہوتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر مسرت اور خوشیوں کی جیسے آبشار بہنے لگی تھی۔

"تھینک یو سر۔ آپ کے یہ الفاظ میرے لئے کسی بڑے اعزاز سے کم نہیں ہیں۔ میں نے وہی کیا ہے جو ہر یہودی کی دلی خواہش تھی"۔۔۔۔۔ ساڈوگا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہرحال ایکریمیا، کافرستان اور دوسرے تمام ممالک کو ہم نے خفیہ اطلاعات پہنچا دی ہیں کہ پاکیشیا کی اس تباہی کے پیچھے ہمارا ہاتھ ہے۔ تمہارے وار گینگ نے چونکہ ایکریمیا اور یورپی ممالک میں کارروائیاں کی تھیں۔ اس لئے انہیں یہ تو نہیں بتایا گیا کہ یہ کام وار گینگ کا ہے۔ البتہ انہیں یہ ضرور بتا دیا گیا ہے کہ پاکیشیا میں ہماری ایک خفیہ سرکاری ایجنسی کام کر رہی ہے۔ اس مشن کی کامیابی پر تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی واپسی ایک سرکاری ایجنسی کے طور پر ہو گی اور تم سب کو اسرائیل کے اعلیٰ اعزازات سے نوازا جائے گا۔ اسرائیل میں تم سب ورلڈ ہیروز کے طور پر سامنے آؤ گے۔ یہ

میرا تم سے وعدہ ہے۔"——— پرائم منسٹر نے کہا۔

"تھینک یو۔ تھینک یو سر۔ آپ نے یہ سب کہہ کر میرا دل موہ لیا ہے۔ میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ پاکیشیا کو تباہ کرنے کے بعد میں اور میرے ساتھیوں کو ساری دنیا میں اس قدر عزت اور اس قدر مقام ملے گا۔ میں اور میرے ساتھی دل کی گہرائیوں سے آپ کے مشکور ہیں۔ آپ کی ان باتوں نے میرا حوصلہ اور زیادہ بڑھا دیا ہے۔ اب بس چند دن کی بات ہے۔ پاکیشیا کا نام ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ میری برائٹ مون سے بات ہوگئی ہے۔ ہم بہت جلد اپنا فائنل آپریشن شروع کرنے والے ہیں۔ اس آپریشن کی تمام تیاریاں مکمل ہیں۔ بس چند گھنٹے یا چند دن۔ پھر پاکیشیا پر یا تو کافرستان کا قبضہ ہو جائے گا یا پھر اتحادیوں کا" چیف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی سلسلے میں بات کرنے کے لئے میں نے تمہیں کال کی ہے۔ کافرستان کی آبادی بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ جس سے ان کا افراد زر بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے پاکیشیا پر قبضہ کرنے کا خیال دل سے نکال دیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے ایک تو پاکیشیائی کافرستان میں داخل ہو جائیں گے دوسرا پاکیشیا کا تمام بوجھ بھی کافرستان کو ہی اٹھانا پڑے گا۔ اور کافرستان کے حالات بھی ایسے نہیں کہ وہ پاکیشیا کا پھندا اپنے گلے میں ڈال سکے۔ اس لئے انہوں نے سرحدوں پر فوج لانے اور پاکیشیا پر حملہ کرنے سے معذوری ظاہر کر دی ہے۔" پرائم

منسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ پھر۔"——— ساڈوگا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ساڈوگا۔ پاکیشیا جس خطے پر آباد ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے اس کی بہت اہمیت ہے۔ اس ملک کی سرسبز زمین اس ملک کا گرم پانی اور اس ملک کی آب و ہوا پر کئی ملکوں کی نظریں اٹکی ہوئی تھیں۔ روسیاہ بھی بہادرستان کے بہانے پاکیشیا میں ہی گھسنا چاہتا تھا تاکہ اسے گرم پانی میسر آ سکے۔ مگر وہ اپنے مقاصد میں ناکام رہا۔ پاکیشیا کا ہمسایہ اور دوست ملک شوگران اس وقت ترقی کی منزلوں کے عروج پر ہے۔ اس ملک کی انڈسٹری اور ہر قسم کی پیداوار پوری دنیا میں چھا رہی ہے۔ اور شوگران جس طرح نہایت خاموشی اور رازداری سے ایٹمی اور خلائی ٹیکنالوجی کو ترقی دے رہا ہے۔ اس سے نہ صرف ایکریمیا بلکہ تمام سپر پاورز کو خطرات لاحق ہو رہے ہیں۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے جب شوگران سپر پاورز کی سرفہرست پر آ جائے گا اور پوری دنیا کے سپر پاورز اس ملک کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے۔ سب سے زیادہ اپنے لئے خطرہ ایکریمیا محسوس کر رہا ہے اور ایکریمیا کو شوگران کے سامنے سر جھکانا پڑے۔ ایسا ہو نہیں سکتا اور ایکریمیا ہمارا سب سے گہرا اور بڑا حلیف ملک ہے اس لئے ہم ایسا ہونے نہیں دیں گے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے پاکیشیا پر ایکریمیا کا قبضہ کرا دیا جائے۔ بہادرستان اور ایک قریبی رسدی ملک میں پہلے سے ہی ایکریمی فوج موجود ہے۔ جلد

ہی اس طرف مزید بحری بیڑے بھیج دیئے جائیں گے جو پاکیشیا میں گھس کر پاکیشیا پر قبضہ کر لیں گے اور پاکیشیا میں ایکریمیا ایسے میزائل اڈے قائم کر لے گا جن سے شوگران کو آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا ہو۔ پاکیشیا میں ایکریمیا کے اڈے قائم ہونے کا مطلب ہو گا کہ شوگران جس قدر مرضی ترقی کر لے مگر وہ ایکریمیا کے سامنے کبھی سر نہیں اٹھا سکے گا۔ اور اب یہی ہمارا مشن ہے اور یہی منصوبہ۔“ دوسری طرف سے اسرائیلی پرائم منسٹر نے کہا۔

”جیسا آپ مناسب سمجھیں جناب۔ ہم نے یہاں اپنا کام کرنا ہے۔ اس ملک پر کون قبضہ کرتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اس سے بھلا ہمیں کیا غرض ہو سکتی ہے۔“ ——— چیف ساڈوگا نے کہا۔

”تو پھر ٹھیک ہے۔ تم اپنا فائنل مشن مکمل کرو اور اس ملک میں تخریبی کارروائیاں اور زیادہ تیز کر دو۔ تاکہ ایکریمی فوج کو اس ملک میں کم سے کم مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے۔ ویسے بھی اس ملک کی جتنی بھی آبادی کم ہو گی اتنا ہی اچھا ہے۔ اور پھر ہمارا مقصد صرف پاکیشیا کو ہی مٹانا نہیں ہے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا نام و نشان ختم ہو جائے۔ نہ دنیا میں کوئی مسلمان ہو گا اور نہ ہی کسی مسلمان سے کسی یہودی کو کوئی خطرہ ہو گا۔“ ——— پرائم منسٹر نے کہا۔

”اوکے سر۔ میں بہت جلد آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔“ ——— چیف نے کہا۔

”اوکے۔ بیسٹ آف لک۔“ ——— پرائم منسٹر نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ چیف ساڈوگا نے ایک طویل سانس لیا اور مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اسی لمحے سائیڈ کی میز پر رکھے ہوئے ایک اور فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف ساڈوگا چونک پڑا۔ اس فون کا تعلق مانیٹرنگ سیل سے تھا جہاں کمپیوٹرائزڈ مشینیں کام کر رہی تھیں۔

”یس۔“ ——— چیف ساڈوگا نے کرخت آواز میں کہا۔

”انتھونی بول رہا ہوں چیف۔“ ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”بولو۔ کیوں کال کی ہے۔“ ——— چیف نے پہلے سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

”چیف آپ کو ایک اہم اطلاع دینی ہے۔“ ——— دوسری طرف سے انتھونی نے کہا۔

”کیسی اطلاع۔“ ——— چیف ساڈوگا نے کہا۔

”چیف۔ سپیشل وے میں کوئی داخل ہوا ہے۔“ ——— دوسری طرف سے انتھونی نے کہا تو چیف ساڈوگا بے اختیار چونک اٹھا۔

”سپیشل وے میں کوئی داخل ہوا ہے۔ کیا مطلب۔ کون ہے وہ۔ اور وہ سپیشل وے میں کیسے آ گیا۔“ ——— چیف ساڈوگا نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں اسے نہیں جانتا چیف۔ ڈی ایم مشین میں سپیشل وے کھلنے کا

کاشن آیا تھا۔ ایک آدمی کا کاشن تھا۔ اس نے سپیشل وے میں داخل ہونے سے پہلے چونکہ سکیورٹی سسٹم آن نہیں کیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی وہ سپیشل وے میں آیا۔ وہاں تاریکی چھا گئی اور دیواروں سے آٹو میٹک گنوں نے نکل کر زبردست فائرنگ شروع کر دی۔'' دوسری طرف سے انتھونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا وہ ہلاک ہو گیا ہے۔''_____ چیف ساڈوگا نے کہا۔

''نو چیف۔ وہاں کچھ دیر فائرنگ ہوتی رہی تھی۔ پھر فائرنگ بند ہوئی اور آٹو میٹک گنیں واپس خانوں میں چلی گئیں اور وہاں روشنی آ گئی مگر ٹی ایم مشین کے مطابق سپیشل وے میں آنے والا آدمی اس فائرنگ میں محفوظ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے سپیشل وے میں راٹار گیس پھیلا دی تھی۔ اس گیس سے وہ چند لمحوں میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کے بے ہوش ہونے کا مجھے کاشن مل گیا ہے۔ اب آپ بتائیں اس کا کیا کرنا ہے۔ کیا سپیشل وے میں شوٹرز بھیج کر اسے ہلاک کر دیا جائے۔''_____ انتھونی نے کہا۔

''حیرت ہے۔ وہ گن شوٹنگ سے بچ کیسے گیا تھا۔ وہاں تو اس قدر شدید فائرنگ ہوتی ہے کہ اس میں کسی کے بچ نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''_____ چیف ساڈوگا نے حیران ہو کر کہا۔

''اس پر تو میں بھی حیران ہوں چیف۔''_____ انتھونی نے کہا۔

''تم نے کس رینج میں وہاں راٹار گیس فائر کی تھی۔''_____ چیف

ساڈوگا نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

''میں نے وہاں ون تھاؤزنڈ ایم ایچ سسٹم کے تحت گیس پھیلائی تھی۔ وہ جو بھی ہے طویل مدت کے لئے بے ہوش ہو گیا ہے۔ اب جب تک اسے اینٹی راٹار انجکشن نہیں لگایا جاتا اسے ہوش نہیں آ سکتا۔'' انتھونی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم کسی کو بھیج کر اسے وہاں سے اٹھوا لو۔ اسے بلیک روم میں پہنچا دو۔ میں اس سے خود معلوم کروں گا کہ وہ کون ہے اور وہ سپیشل وے میں کیسے آیا تھا۔ اور اس کے ساتھ تم سپیشل وے کو مکمل طور پر سیلڈ کر دو تاکہ اور کوئی وہاں نہ آ سکے۔''_____ چیف ساڈوگا نے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔''_____ انتھونی نے کہا اور چیف ساڈوگا نے جواباً اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی کہ سپیشل وے میں کون آ سکتا ہے۔ اس نے سپیشل وے کو نہایت خفیہ رکھا ہوا تھا۔ جسے کھولنے اور اندر آنے کے لئے دوسری طرف مختلف بٹن دبانے پڑتے تھے۔ جو ایسی جگہوں پر تھے جہاں کسی کا خیال بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اس قدر خفیہ راستہ ہونے کے باوجود کوئی اندر آ گیا تھا۔ اسے شاید سپیشل وے کھولنے کا راستہ معلوم ہو گیا تھا مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سپیشل وے میں آنے سے پہلے ایک سکیورٹی سسٹم بھی آن کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ یہ سپیشل وے آنے والے کے لئے موت بن سکتا ہے۔

"ہونہہ۔ جو بھی ہے۔ اسے خود ہی بتانا پڑے گا کہ وہ کون ہے۔ اسے سپیشل وے کا کیسے پتہ چلا اور وہ اندر کیوں آیا تھا۔" چیف ساڈوگا نے سر جھٹک کر کہا اور ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اسے انتظار تھا کہ انتھونی اسے رپورٹ دے کر اس آدمی کو بلیک روم میں پہنچا دیا گیا ہے تاکہ وہ وہاں جا کر اس کی ایک ایک ہڈی توڑ کر اس کی زبان کھلوا سکے۔ اسی لمحے ایک بار پھر اسی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے غصے سے رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"اب کیا ہے۔" ـــــ چیف ساڈوگا نے دہاڑتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ ایک اور اطلاع دینی ہے۔" ـــــ دوسری طرف انتھونی کی ڈری ڈری آواز سنائی دی۔

"اب کیا ہوا۔ کیا اطلاع دینی ہے۔" ـــــ چیف ساڈوگا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ زیرو پوائنٹ پر زبردست ہنگامہ آرائی کی گئی ہے۔ نمبر سکس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اور پوائنٹ میں تین افراد داخل ہو گئے ہیں۔ جن میں دو مرد ہیں اور ایک عورت۔" ـــــ دوسری طرف سے انتھونی نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر چیف رنگ متغیر ہو گیا۔ زیرو پوائنٹ وہی غار تھا جہاں اس نے بیٹنگ گرو اور دوسرے ذرائع سے جدید اور خطرناک اسلحہ جمع کر رکھا تھا۔ پوائنٹ پر راکوش اور اس کے ساتھیوں نے حفاظت کی ذمہ سنبھال رکھی تھی۔ چیف ساڈوگا نے میٹنگ میں جانے سے

راکوش کو کال کی تھی اور اس سے کہا تھا کہ وہ فوراً زیرو پوائنٹ پر پہنچ جائے۔ فائنل مشن کے لئے وہ وہاں سے اسلحہ اٹھانے آ رہا ہے۔

چیپ کی وجہ سے راکوش اس کی مٹھی میں تھا اور ویسے بھی وہ یہودی تھا اور اس کا تعلق اسرائیل سے تھا۔ اس لئے چیف ساڈوگا نے اسے فائنل آپریشن کے بارے میں بھی ساری تفصیلات بتا دی تھیں۔ کیونکہ ایمبولینس میں اسلحہ لے جانے اور پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس تک جانے کے لئے مختلف علاقوں میں اسی کے ذریعے بلاسٹنگ کرائی جانی تھی اس لئے چیف ساڈوگا نے میٹنگ سے پہلے ہی راکوش کو سب باتوں کی بریفنگ دے دی تھی۔

"اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون ہیں وہ۔ کیسے ہوا یہ سب۔" چیف ساڈوگا نے رک رک کر کہا۔

"زیرو پوائنٹ کے باہر ابھی مانیٹرنگ سسٹم قائم نہیں ہوا ہے چیف۔ اس لئے میں یہ تو نہیں بتا سکتا کہ وہاں کیا ہوا تھا لیکن اچانک مشین سکس آف ہو گئی تھی جس کا مطلب تھا کہ نمبر سکس کو آف کر دیا گیا ہے۔ میں نے فوراً اس مشین کو چیک کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ نمبر سکس زیرو پوائنٹ کے قریب ہلاک ہوا ہے۔ تو میں نے زیرو پوائنٹ کے اندر چیکنگ کی۔ مجھے زیرو پوائنٹ کے اندر وہ تینوں نظر آ گئے۔ دو مرد اور ایک عورت۔ میں نے ان کی باتیں سنی تو مجھے پتہ چل گیا کہ ان تینوں نے نمبر سکس کو ہلاک کر دیا ہے اور وہاں تمام مسلح افراد بھی ختم ہو چکے ہیں۔ میں نے ان تینوں پر قابو پانے

کے لئے بی ایس سسٹم کا استعمال کیا تھا۔ وہ تینوں وہاں بے ہوش ہو کر گر گئے ہیں۔ انہیں بھی تب ہی ہوش آئے گا جب انہیں اینٹی بی ایس انجکشن لگائے جائیں گے۔'' ——— دوسری طرف سے انتھونی نے کہا۔

''اوہ۔ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔ سپیشل وے میں بھی ایک انجان آدمی گھس آیا ہے اور اب زیرو پوائنٹ میں بھی تین افراد موجود ہیں۔ آخر انہوں نے وہاں موجود مسلح افراد کو کیسے ختم کر دیا اور نمبر سکس۔ نمبر سکس ان سے کیسے مار کھا گیا۔'' ——— چیف ساڈوگا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں چیف۔'' ——— انتھونی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بہرحال۔ تم وہاں کسی کو بلیو کراس ایمبولینس میں بھیج دو تاکہ ان تینوں کو بھی اٹھا کر یہاں لایا جا سکے۔ میں ان سب سے ایک ہی بار پوچھ گچھ کروں گا۔ اور ایمبولینس میں چند آدمی اور بھیج دو تاکہ وہ زیرو پوائنٹ کی حفاظت کر سکیں۔ انہیں اسلحہ ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلحہ وہ وہیں سے لے لیں گے۔'' ——— چیف ساڈوگا نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔'' ——— انتھونی نے کہا اور چیف ساڈوگا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''شاید ان کا تعلق سکیورٹی فورسز سے ہو۔ مگر کیسے۔ سکیورٹی فورسز

ایک ایک دو دو کی شکل میں نہیں ہوتے وہ تو گروپ کی صورت میں حملہ کرتے ہیں جبکہ انتھونی بتا رہا ہے کہ وہاں صرف تین افراد ہیں۔ جن میں ایک عورت بھی ہے۔ کون ہو سکتے ہیں وہ۔'' ——— چیف ساڈوگا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کہیں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد تو نہیں۔ اوہ۔ وہ یقیناً سیکرٹ سروس والے ہوں گے۔ تین افراد۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین افراد ہی اس قدر سکیورٹی پر بھاری پڑ سکتے ہیں۔ مگر وہ زیرو پوائنٹ پر کیسے پہنچ گئے۔ کیسے۔ کیا انہیں ایسا الہام ہوا تھا کہ میں نے زیرو پوائنٹ پر اس قدر اسلحہ جمع کر رکھا ہے۔''

چیف ساڈوگا نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ جوں جوں سوچتا جا رہا تھا اسے پختہ یقین ہوتا جا رہا تھا کہ زیرو پوائنٹ میں موجود تین افراد کا تعلق سوائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ اب اس کا ان سے پوچھ گچھ کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا تھا کیونکہ اگر ان تینوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا تو زیرو پوائنٹ شدید خطرے میں تھا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران یقیناً وہاں پہنچ جاتے اور اسلحے کا بڑا ذخیرہ اس کے ہاتھ سے نکل جاتا جو اس کے فائنل آپریشن کے لئے بے حد ضروری تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سوچ کر چیف ساڈوگا نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے تھے۔ اب اسے ان تینوں کے بلیک روم میں پہنچنے کا شدت سے انتظار تھا تاکہ وہ جان

سکے کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے یا نہیں۔ اور اگر وہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز تھے تو ان سے وہ زیرو پوائنٹ اور وہاں موجود اسلحے کو کیسے بچا سکتا ہے۔

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ ایک لمحے کے لئے تو اسے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کس پوزیشن میں ہے۔ مگر چند لمحوں بعد اس کے ذہن نے کام کرنا شروع کر دیا۔ اسے بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام واقعات یاد آ گئے تھے۔ اسے یاد آیا کہ تہہ خانے میں اسے ایک خفیہ راستہ ملا تھا۔ جسے کھول کر وہ اندر آیا تھا تو اچانک اس کے عقب میں نہ صرف دروازہ بند ہو گیا تھا بلکہ وہاں یکلخت تاریکی چھا گئی تھی۔ پھر اسے کھٹ کھٹ کی آواز سنائی دی تھی تو وہ ایک انجانے خطرے کو محسوس کر کے فوراً سائیڈ کی دیوار سے چپک گیا تھا۔ اس کے دیوار سے چپکنے کی دیر تھی کہ اچانک وہاں ہر طرف تیز فائرنگ شروع ہو گئی۔ جس جگہ عمران دیوار سے چپکا ہوا تھا۔ وہ دیوار کا کونا تھا۔ اس کے کچھ فاصلے پر اور دور تک شعلے چمکتے اور مشین گنوں کے چلنے کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھی۔

عمران بر وقت دیوار کے کونے سے لگ گیا تھا۔ ورنہ ہونے والی آٹومیٹک گنوں کی فائرنگ کی زد میں آ کر یقیناً اس کا جسم شہد کی مکھیوں کے چھتے جیسا بن جاتا۔

وہاں کافی دیر فائرنگ ہوتی رہی۔ پھر فائرنگ بند ہوگئی اور عمران کو خانے بند ہونے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ بدستور دیوار سے چپکا رہا تھا۔ دوسرے لمحے وہاں تیز روشنی بھر گئی۔ عمران کو دیواروں میں خانے اور مشین گنیں تو نہ دکھائی دیں کیونکہ فائرنگ کرتے ہی وہ دوبارہ خانوں میں چلی گئی تھیں اور خانے بند ہو گئے تھے البتہ فرش پر ہر طرف مڑی تڑی گولیاں بکھری پڑی تھیں۔ عمران ابھی حیرت سے یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے تیز بو کا احساس ہوا۔ اس نے فوراً سانس روک لیا۔ مگر دوسرے لمحے اسے اپنی آنکھوں میں تیز مرچیں سی بھرتی محسوس ہوئیں۔ اس نے آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ اسے زور کا چکر آیا اور وہ بے ہوش ہو کر گرتا چلا گیا۔ وہاں پھیلنے والی گیس نے اس کی آنکھوں میں اثرات ڈال کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور اس کے بعد اب اسے ہوش آرہا تھا۔ اب اس نے دیکھا وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے بازو پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ اس نے ادھر ادھر نظریں گھمائیں تو اسے جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اسی طرح کرسیوں پر بیٹھے نظر آئے۔ وہ بھی بندھے ہوئے تھے اور ایک نوجوان ان کے بازوؤں میں انجکشن لگا رہا تھا۔ کیپٹن شکیل اور جولیا کو ہوش آ چکا تھا اور نوجوان اب تنویر کو انجکشن لگانے

میں مصروف تھا۔ وہ ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کا دروازہ سامنے تھا اور دروازے کے پاس چار مسلح افراد مستعد اور خاموش کھڑے تھے۔ دروازہ بند تھا۔

”چیف کو اطلاع دے دو۔ ان سب کو ہوش آ گیا ہے۔“ انجکشن لگانے والے نے تنویر کو انجکشن لگا کر دروازے کی طرف مڑتے ہوئے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا تو ان میں سے ایک آدمی تیزی سے دروازے کی طرف گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

”بھائی جان۔ قدردان۔ مہربان۔ آپ کون ہیں۔ ڈاکٹر یا کمپاؤنڈر۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے انجکشن لگانے والے سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ مڑ کر اور چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔“ —— اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے کمر میں اڑسا ہوا مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

”ویسے ہی بھائی جان۔ آپ جس مہارت سے انجکشن لگا رہے تھے۔ ایسا انجکشن کوئی ڈاکٹر یا کمپاؤنڈر ہی لگا سکتا ہے۔“ —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکی اور ایک اور آدمی تھا۔ لڑکی کو دیکھ کر تنویر اور کیپٹن شکیل کے چہرے بگڑ گئے تھے۔ وہ سائی تھی۔ اور اس کے ساتھ آنے والا مرد ساؤچی تھا۔

”خوش آمدید۔ اے حسینہ، نقاب پوش۔ زہے نصیب، زہے

نصیب۔ وہ آئے ہمارے گھر میں نقاب پوش حسینہ، سنگ اس کے بے نقاب حسینہ۔" ـــــ عمران نے لہک کر کہا۔

"یہ عمران ہے چیف۔ اور یہ تنویر، یہ کیپٹن شکیل اور یہ جولیا نافٹز واٹر۔ میں انہیں پہچانتی ہوں۔" ـــــ سائی نے تیز لہجے میں کہا۔

"تو میرا اندازہ صحیح تھا۔ یہ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہی ہیں۔" ـــــ نقاب پوش نے ان کے سامنے آ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے نقاب پوش حسینہ کی اس قدر کرخت آواز۔ تمہاری آواز کا شاید لاؤڈر خراب ہے۔ فوراً جا کر علاج کراؤ۔ ایسا نہ ہو نقاب اترے تو تم عورت سے مرد بن جاؤ۔ اور ہمارے ملک میں مردوں کے ساتھ مردوں کا نکاح نہیں ہو سکتا۔" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ بھی خود کو دوسری جگہ اور عمران کے ساتھ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

"تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے میرے سامنے آ کر اپنی زندگی عذاب بنا لی ہے عمران۔" ـــــ نقاب پوش نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حسینوں کے ہاتھوں ملنے والا عذاب عذاب نہیں ہوتا مسٹر نقاب پوشی۔" ـــــ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساؤچی۔" ـــــ نقاب پوش نے عمران کی بات کا جواب

دینے کے بجائے اپنے ساتھ آنے والے سیاہ فام سے کہا۔

"یس چیف۔" ـــــ ساؤچی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس لائٹر ہے۔" ـــــ نقاب پوش نے کہا۔

"لائٹر۔ یس باس۔ ہے۔" ـــــ ساؤچی نے کہا اور اس نے فوراً جیب سے ایک لائٹر نکال لیا۔

"گڈ۔ عمران کے لباس کو آگ لگا دو۔ لباس کے ساتھ جب اس کا جسم جلے گا تو میں دیکھوں گا کہ یہ کس قدر عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔" ـــــ چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"آگ لگانے کے لئے مجھ پر پٹرول ڈالنا پڑے گا۔ اگر ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ کہو تو میں بھاگ کر کہیں سے لے آؤں۔" عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ ساؤچی۔ میرے حکم کی تعمیل کرو۔ فوراً۔" چیف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ساؤچی بوکھلا کر تیزی سے عمران کے قریب آ گیا۔ اس نے لائٹر جلانے کی کوشش کی مگر چیف کے غصے کے خوف سے اس سے لائٹر نہ جلا۔ اس نے دو تین بار ایسا کیا مگر لائٹر نہ جلا۔

"کیا کر رہے ہو احمق۔ جلدی کرو۔" ـــــ چیف نے غصے سے کہا۔

"یس چیف۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔" ـــــ ساؤچی نے بوکھلا کر کہا۔

''اگر تم سے نہیں جل رہا تو لاؤ مجھے دو۔ میں اسے جلا دیتا ہوں۔''۔۔۔۔۔۔عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور دوسرے لمحے ساؤچی بری طرح سے چیختا ہوا کمر کے بل پیچھے کھڑے نقاب پوش چیف اور سائٹی سے جا ٹکرایا اور وہ تینوں نیچے گرتے چلے گئے۔

عمران نے کرسی سے اٹھ کر یکلخت پوری قوت سے ساؤچی کے سینے پر مکا مار دیا تھا اور اس نے دوسرے ہاتھ سے ساؤچی کی بیلٹ میں اڑسا مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا۔ عمران ان کے سامنے اس قدر اطمینان اس لئے دکھا رہا تھا کہ وہاں موجود چیف اور اس کے ساتھی اس کی کسی حرکت کو سمجھ نہ سکیں اور پھر وہی ہوا۔ ساؤچی، چیف اور سائٹی کو لے کر ابھی گرا ہی تھا کہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ دروازے کے پاس کھڑے مسلح افراد بری طرح سے چیختے ہوئے وہیں گر گئے اور بری طرح سے تڑپنے لگے۔

''بس۔ اب تم تینوں شرافت سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔'' عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے اس کی ٹانگ چلی اور سائٹی جس کا ہاتھ تیزی سے اپنی پنڈلی کی طرف بڑھا ہی تھا۔ بری طرح سے چیختی ہوئی دوبارہ گر گئی۔ اس نے پھرتی کا مظاہرہ کر کے پنڈلی پر چمڑے کی پٹی سے خنجر نکالنے کی کوشش کی تھی۔ عمران کی توجہ سائٹی کی طرف ہوئی تھی کہ چیف نے اچھل کر پوری قوت سے اس کے پیٹ میں ٹکر مارنے اور اس سے مشین پسٹل جھپٹنے کی کوشش کی مگر عمران فوراً اچھل کر سائیڈ پر ہو گیا اور چیف ٹھیک اسی جگہ آ گرا جہاں ایک لمحہ قبل

عمران موجود تھا۔

عمران کی گھومتی ہوئی لیفٹ کک ساؤچی کے سینے پر پڑی اور ساؤچی اچھلا اور زوردار دھماکے سے نیچے گرا اور فرش پر پھسلتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی تھی۔ عمران نے مشین پسٹل اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ساؤچی کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور اس کے جسم سے خون کے فوارے اچھلنے لگے۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا اور ساکت ہو گیا۔ چیف اور سائٹی، ساؤچی کو گولیاں لگتی دیکھ کر ساکت رہ گئے تھے۔

''تم نے خود کو رسیوں سے آزاد کیسے کرا لیا۔''۔۔۔۔۔۔جولیا نے حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران کے ہاتھ واقعی کرسی کے عقب میں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

''عقل کے ناخن استعمال کر کے۔ حالانکہ میں نے سنا ہے کہ خواتین کے ناخن ان کی عقل سے زیادہ بڑے ہوتے ہیں۔'' عمران نے مسکرا کر کہا۔ اس کی بات سن کر ان تینوں نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیئے کہ عمران نے ناخنوں میں چھپے بلیڈوں سے رسیاں کاٹی تھیں۔ اسی لئے وہ اس قدر مطمئن تھا۔

''محترمہ سائٹی صاحبہ۔ اگر آپ کو تکلیف ناگوار نہ گزرے تو میرے کسی ایک ساتھی کو کھولنے کی تکلیف کریں گی۔''۔۔۔۔۔۔عمران نے سائٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچ رہی تھی۔ عمران کے کہنے پر اس نے کوئی حرکت نہ کی تو عمران

نے اچانک چیف کے پیروں کے پاس فائرنگ کر دی۔ چیف بوکھلا کر ناچتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

"کھولتی ہو انہیں یا اور نچاؤں تمہارے چیف کو۔" ـــــ عمران نے کہا تو سائٹی تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے جولیا کے ہاتھوں کو کھولنا شروع کر دیا۔

"بس۔ اب واپس آ کر اپنی بدشکل حسین نقاب پوشہ کے پاس کھڑی ہو جاؤ۔ باقی کام میری ساتھی کر لے گی۔" ـــــ جولیا کو آزاد ہوتے دیکھ کر عمران نے کہا تو سائٹی منہ بناتی ہوئی پیچھے ہٹ آئی۔ جولیا نے آزاد ہوتے ہی تنویر اور پھر کیپٹن شکیل کی رسیاں کھول دیں۔ پھر وہ تینوں تیزی سے مسلح افراد کی لاشوں کی طرف بڑھے اور انہوں نے زمین پر گری ہوئی مشین گنیں اٹھا لیں۔

"عمران۔ مجھے موقع دو۔ اس مکار لڑکی نے مجھے دھوکہ دیا تھا۔ اس نے کیپٹن شکیل، صفدر اور مجھے گولیاں مار کر ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں اس دھوکے باز لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک میں اپنے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے نہیں کر دوں گا مجھے چین نہیں آئے گا۔" ـــــ تنویر نے سائٹی کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لڑکی کے ٹکڑے کرتے ہوئے شرم نہیں آئے گی تمہیں۔" عمران نے کہا۔

"کیسی شرم۔ یہ سب سفاک اور بے رحم درندے ہیں۔ سڑکوں،

گلیوں اور بازاروں میں یہ بے گناہ انسانوں کے جب ٹکڑے اڑاتے ہیں تو کیا انہیں شرم محسوس ہوتی ہے۔" ـــــ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں۔ انہی سے پوچھ لو۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"عمران ٹھیک کہہ رہا ہے تنویر۔ یہ لڑکی ہے۔ اس نے تم تینوں کے ساتھ جو کیا تھا مجھے اس کا بدلہ لینے دو۔ اس کے ساتھ میں لڑوں گی۔ جس طرح یہ بے گناہ انسانوں کے ٹکڑے کرتے ہیں۔ آج میں انہیں بتاؤں گی کہ ٹکڑے کیسے کئے جاتے ہیں اور ان کی تکلیف کیسی ہوتی ہے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"سوچ لو۔ یہ ماہر لڑاکا معلوم ہوتی ہے۔ میں نے یہاں کوئی میلہ نہیں لگا رکھا کہ تماشا دیکھتا رہوں۔ یہ قومی مجرم ہیں۔ انہوں نے پاکیشیا کے ساتھ جو کیا ہے اس کا خمیازہ بہرحال انہیں بھگتنا پڑے گا۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"تم مجھے بس ایک موقع دو۔ یہ کتنی بھی ماہر لڑاکا ہو۔ میں اس کا حشر کر کے رکھ دوں گی۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"کیوں سائٹی۔ تم قومی مجرمہ تو ہو ہی۔ ساتھ ہی سیکرٹ سروس بھی تمہیں اپنا دشمن سمجھتی ہے۔ کیا تم جولیا کا مقابلہ کرو گی۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں کروں گی اس کا مقابلہ۔ یہ میرے ایک ہاتھ کی مار ہے۔ یہ میرے کیا ٹکڑے اڑائے گی۔" ـــــ سائٹی نے نخوت

بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جولیا بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی۔ وہ اچھلی اور پھر وہ کسی کھلنے والے سپرنگ کی طرح اڑتی ہوئی سائٹی کی طرف بڑھی۔ سائٹی نے بھی اسی تیزی سے حرکت کی۔ لیکن جولیا کا جسم سائٹی کے جسم سے کچھ فاصلے پر سے گزر کر سیدھا چیف کی طرف گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ سائٹی مڑتی جولیا کی ٹانگیں چیف کے سینے پر پڑیں اور چیف اچھلا اور اڑتا ہوا پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ وہ دیوار سے ٹکرا کر گرا اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ جولیا نے کمال مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے چیف کو ٹانگیں مارتے ہی الٹی قلابازی کھائی اور اس نے اپنے جسم کو تیزی سے موڑتے ہوئے اپنی دونوں ٹانگیں سائٹی کے کاندھوں پر مار دیں۔ مڑنے کی وجہ سے سائٹی چونکہ اپنے جسم کا بیلنس برقرار نہ رکھ سکی تھی اس لئے وہ مار کھا گئی اور جولیا کی ٹانگیں کھاتے ہی وہ اچھل کر گری اور فرش پر پھسلتی چلی گئی۔ جولیا نے ضرب لگا کر ایک اور قلابازی کھائی اور اس کے دونوں پیر ایک لمحے کے لئے زمین پر آئے اور وہ کسی سپرنگ کی طرح ایک بار پھر اچھلی اور ہوا میں گھومتی ہوئی سائٹی پر پوری قوت سے گرتی نظر آئی۔ سائٹی زوردار چیخ مار کر پیچھے دیوار سے ٹکرائی۔ لیکن دوسرے لمحے جولیا بھی اس کی گھومتی ہوئی لات کھا کر اوپر چھت کی طرف اٹھتی چلی گئی۔ سائٹی اسے ضرب لگا کر کسی لٹو کی طرح گھومی۔ اس نے اچھل کر ایک طرف ہٹنا چاہا لیکن جولیا نے ہوا میں اٹھے ہوئے جسم کو یکلخت گرتے

ہوئے نیزے کی طرح سیدھا کیا اور اس کی بند مٹھیاں پلٹتی ہوئی سائٹی کے جسم پر اس انداز میں پڑیں کہ سائٹی دیوار کی جڑ سے جا ٹکرائی۔ جولیا نے ہوا میں دو قلابازیاں کھائیں اور ساتھ ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

''ویل ڈن جولیا۔ ویل ڈن۔'' ——— تنویر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ جولیا کے پھرتیلے پن کو دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

''مزہ نہیں آیا جولیا۔'' ——— عمران نے جان بوجھ کر منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر جولیا کا چہرہ ایک لمحے کے لئے سرخ ہوا اور وہ برق رفتاری سے اٹھتی ہوئی سائٹی کی طرف بڑھی اور اس نے یکلخت سائٹی کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی اور دوسرے لمحے سائٹی کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخ ہال میں گونج اٹھی۔ جولیا نے اس کا سر پکڑ کر پوری قوت سے دیوار پر مار دیا تھا۔ یہ ٹکر اس قدر خوفناک تھی کہ سائٹی کا جسم یکلخت ڈھیلا ہو گیا۔

''تم پاکیشیا کو تباہ کرو گی۔ معصوم اور بے گناہ انسانوں کے ٹکڑے اڑاؤ گی۔ بولو۔'' ——— جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور سائٹی کا جسم اٹھا اور گھومتا ہوا چھت کر ایک زوردار دھماکے سے زمین سے ٹکرایا۔ اس بار سائٹی کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد کربناک تھی۔ جولیا کے ہاتھ جیسے کسی مشین کی طرح حرکت میں آئے تھے اور پھر کمرہ سائٹی کی تیز

چیخوں سے گونجنے لگا۔ جولیا نے مار مار کر سائٹی کا بھرکس نکال دیا تھا۔ سائٹی بے ہوش ہو گئی تھی مگر جولیا اس پر مسلسل ٹھوکریں برسا رہی تھی۔

"اٹھو۔ کرو میرا مقابلہ۔ تم نے تو کہا تھا کہ میں تمہارے ایک ہاتھ کی بھی مار نہیں ہوں۔ اٹھو۔ اب تم اٹھتی کیوں نہیں۔" ——— جولیا نے اس پر وحشیانہ انداز میں ٹھوکریں مارتے ہوئے کہا۔ یہ دیکھ کر عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جولیا کو کاندھوں سے پکڑ لیا۔ جولیا کا چہرہ قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں جیسے خون اگل رہی تھیں۔

"بس بس۔ معلوم ہو گیا۔ تم واقعی شیرنی ہو جو اپنا شکار خود کرنا جانتی ہے۔" ——— عمران نے کہا۔

"ویری گڈ جولیا۔ تم نے واقعی کمال کر دیا۔ سائٹی کو تم نے ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کا ایسا ہی حشر ہونا چاہیے تھا۔" ——— تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں مس جولیا۔ آپ نے واقعی بے پناہ مہارت اور پھرتی کا ثبوت دیا ہے۔" ——— کیپٹن شکیل نے جولیا کی طرف تحسین آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جولیا نے جس طرح سائٹی کی ہڈیاں توڑی ہیں۔ اب تو مجھے اپنی ہڈیوں کی بھی فکر لاحق ہو گئی ہے۔ مستقبل کے لئے مجھے اپنی سٹین لیس سٹیل کی ہڈیاں بنوانی پڑیں گی۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا سر توڑ دوں گی نانسنس۔" ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں سر بھی سٹین لیس سٹیل کا بنوا لوں گا۔" ——— عمران نے فوراً کہا تو جولیا اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دی۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بھی مسکرانے لگے۔

"اس چیف کا کیا کرنا ہے۔ یہ تو سائٹی سے زیادہ بودا ثابت ہوا ہے۔ جولیا کا ایک وار بھی نہیں سہہ سکا۔" ——— تنویر نے کہا۔

اسی لمحے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب یہ آوازیں سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی سائیڈوں پر ہو گئے۔ انہوں نے مشین گنیں سیدھی کر لیں۔ دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا اور چار مشین گن بردار یکلخت اچھل کر اندر آ گئے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اندر کی صورتحال سمجھتے۔ تنویر اور کیپٹن شکیل نے ان پر شدید فائرنگ کرنا شروع کر دی اور وہ مردہ چھپکلیوں کی طرح اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔

"یہاں اور بھی افراد ہوں گے۔ جا کر سب کا خاتمہ کر دو۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ دروازے کی طرف جاتے اچانک گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی فرش ان کے پیروں کے نیچے سے غائب ہو گیا اور ان کے سنبھلنے سے پہلے وہ بے اختیار ہاتھ پاؤں چلاتے گہرائی میں گرتے چلے گئے۔ اچانک

گرنے سے ان کی چیخیں ہال میں گونجتی رہ گئی تھیں۔

فون کی گھنٹی بجی اور کنٹرول روم میں بیٹھا ہوا انتھونی بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ انتھونی ہیئر۔'' ــــــ اس نے کہا۔

''انتھونی۔ چیف کہاں ہیں۔ میں برائٹ مون بول رہا ہوں۔ میں کئی بار ان سے رابطہ کر چکا ہوں مگر ان کی طرف سے کسی کال کا جواب ہی نہیں آ رہا۔'' ــــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''چیف بلیک روم میں ہیں جناب۔ وہاں وہ ہیڈ کوارٹر اور زیرو پوائنٹ میں گھسنے والوں سے پوچھ گچھ کرنے گئے ہیں۔'' ــــــ انتھونی نے کہا۔

''اوہ۔ کون ہیں وہ۔ اور وہ زیرو پوائنٹ اور ہیڈ کوارٹر میں کیسے پہنچ گئے تھے۔'' ــــــ دوسری طرف سے برائٹ مون کی چونکتی ہوئی

آواز سنائی دی۔ اور انتھونی نے اسے تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ کتنی دیر ہوئی ہے چیف کو وہاں گئے ہوئے۔'' ــــــ برائٹ مون نے پوچھا۔

''کافی دیر ہو گئی ہے جناب۔'' ــــــ انتھونی نے کہا۔

''اوہ۔ نانسنس۔ اگر وہ واقعی سیکرٹ سروس کے افراد ہیں تو چیف کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے اور اگر ان کے ساتھ عمران بھی ہے تو چیف کا بچنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو جائے گا۔'' ــــــ برائٹ مون نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہاں سی سی ون مشین موجود ہے جو بلیک روم کی چیکنگ کر سکتی ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں ان کو چیک کروں۔'' انتھونی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مشین آن کرو اور مجھے چیک کر کے بتاؤ۔ فوراً۔'' برائٹ مون نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی دیکھتا ہوں۔'' ــــــ انتھونی نے کہا۔ اس نے رسیور ایک طرف رکھا اور اٹھ کر تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے کے کونے میں موجود مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین آن کی اور جلدی جلدی اس کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے مشین کے درمیان موجود سکرین روشن ہو گئی اور پھر سکرین پر جیسے ہی ایک منظر ابھرا انتھونی یوں زور دار جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹتا چلا گیا جیسے اسے مشین سے انتہائی طاقتور کرنٹ لگ گیا ہو۔ وہ سکرین کی طرف آنکھیں

پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جس پر بلیک روم کا منظر نظر آ رہا تھا۔ منظر اس قدر حیرت انگیز تھا جس پر انتھونی کو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں ملنا شروع کر دیں۔ مگر بھلا آنکھیں ملنے سے سکرین کا منظر تو بدلا نہیں جا سکتا تھا۔ جب سکرین پر وہی منظر رہا تو وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں پلٹا اور بھاگتا ہوا فون کی طرف آ گیا۔ اور سائیڈ پر رکھا ہوا فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔'' ــــــ اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس انتھونی۔ کیا رپورٹ ہے۔'' ــــــ دوسری طرف سے برائٹ مون کی آواز سنائی دی جو ابھی تک لائن پر تھا۔

''ج۔ ج۔ جناب۔ وہاں تو عجیب منظر ہے۔ سائٹی اور چیف بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ جو کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے آزاد ہیں اور آپس میں کھڑے باتیں کر رہے ہیں اور وہاں مسلح افراد کی لاشوں کے ساتھ ساوچی کی بھی لاش موجود ہے۔'' ــــــ انتھونی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ خود کو سنبھالو اور میری بات دھیان سے سنو۔'' ــــــ برائٹ مون نے تیز لہجے میں کہا۔

''آپ حکم دیں جناب۔'' ــــــ انتھونی نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ چیف کی زندگی شدید خطرے میں ہے۔ تم کنٹرول روم

کے انچارج ہو۔ کیا کوئی ایسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ وہ سب بے ہوش ہو جائیں یا ہلاک ہو سکیں۔ لیکن چیف بچ جائے۔''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے برائٹ مون نے کہا۔

''جی ہاں جناب۔ ایک طریقہ ہے۔''۔۔۔۔ انتھونی نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد کہا۔

''کیسا۔ جلدی بتاؤ''۔۔۔۔ برائٹ مون نے تیز لہجے میں کہا۔

''بلیک روم کے نیچے تہہ خانہ ہے۔ جہاں چیف نے ایک دلدل بنا رکھی ہے۔ چیف اس دلدل میں غداروں کو گراتا ہے۔ دلدل کا زہریلا پانی انسانوں کو کچھ ہی دیر میں گلا سڑا دیتا ہے۔ ان سب کو اس دلدل میں گرایا جا سکتا ہے۔ لیکن چیف ان کے ساتھ ہی گریں گے۔ ان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ میں وہاں مسلح افراد لے کر جاؤں اور ان سب کو بھون کر رکھ دوں''۔ انتھونی نے کہا۔

''نہیں۔ تمہارے حملہ کرنے سے وہ چیف کو فوراً ختم کر دیں گے۔ تم یہ بتاؤ دلدل کتنی گہرائی میں ہے''۔۔۔۔ برائٹ مون نے پوچھا۔

''تقریباً پچیس فٹ کی گہرائی میں ہے''۔۔۔۔ انتھونی نے جواب دیا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ جلدی کرو۔ گرا دو ان سب کو زہریلی دلدل میں۔ پھر کچھ دیر بعد وہ زہریلی گیس کے اثر سے بے ہوش ہو جائیں

گے تو چیف کو وہاں سے نکال لیا جائے گا۔ اب واقعی ان عفریتوں سے چیف کی جان بچانے کا ایک یہی طریقہ رہ گیا ہے۔ ہری اپ انتھونی۔ پھر مجھے بتاؤ''۔۔۔۔ برائٹ مون نے کہا۔

''اوکے۔ میں ابھی بتاتا ہوں''۔۔۔۔ انتھونی نے کہا اور رسیور ایک طرف رکھ کر اس بڑے کمرے کے ملحقہ ایک چھوٹے کمرے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس کمرے میں آتے ہی وہ ایک مخروطی شکل کی ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھا اور پھر اس نے سوئچ آن کر کے مشین آن کی اور اسے آپریٹ کرنے لگا۔ دوسرے لمحے مشین میں جیسے زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ اس پر موجود بے شمار مختلف اور چھوٹے بڑے رنگ برنگے بلب جلنے لگے۔ انتھونی نے سائیڈ پر لگے ہوئے ایک ہینڈل کو اوپر کیا اور پھر ایک جھٹکے سے نیچے کھینچ لیا۔ اسی لمحے مشین پر لگی ایک سکرین آن ہوئی اور اس پر بھی بلیک روم کا منظر ابھر آیا۔ وہ سب ابھی وہیں تھے۔ انتھونی نے جلدی جلدی چند بٹن دبائے اور پھر اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے مشین پر جلنے والا ایک سرخ بٹن دبا دیا۔ مشین سے زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور انتھونی نے سکرین پر بلیک روم کے کمرے کے فرش کو تیزی سے کھلتے دیکھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت، چیف اور باقی افراد کی لاشیں نیچے گرتی چلی گئیں۔ فرش فوراً ہی برابر ہو کر اپنی اصلی حالت میں آ گیا تھا۔ اب وہاں کسی انسان کا کوئی نشان نہ تھا۔ انتھونی نے جلدی جلدی بٹن آف کر کے مشین بند کی اور کمرے سے نکل کر واپس فون

کی طرف بھاگا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ انتھونی سپیکنگ۔''۔۔۔۔۔اس نے رسیور اٹھا کر پر جوش اور تیز آواز میں کہا۔

''یس انتھونی۔ کیا ہوا۔''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے برائٹ مون نے پوچھا۔

''وکٹری جناب۔ وکٹری۔ میں نے چیف سمیت ان سب کو دلدل میں گرا دیا ہے۔ اب کیا حکم ہے۔''۔۔۔۔۔انتھونی نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

''گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو انتھونی۔ اب کچھ دیر انتظار کرو۔ جب وہ زہریلے پانی سے بے ہوش ہو جائیں تو وہاں سے چیف کو نکلوا لینا۔ میں وہاں آ رہا ہوں۔ باقی سب میں وہاں آ کر خود سنبھال لوں گا۔''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے برائٹ مون نے کہا۔

''اوکے۔ میں یہ سب کر لوں گا۔ لیکن زہریلے پانی میں کہیں چیف کو کچھ ہو نہ جائے۔''۔۔۔۔۔انتھونی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ زہریلی گیس سے وہ پہلے بے ہوش ہوں گے۔ تم چیف کو باہر لا کر انہیں اینٹی وائٹک انجکشن لگا دینا۔ ان کی جان بچ جائے گی۔''۔۔۔۔۔برائٹ مون نے کہا۔

''اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ جناب۔''۔۔۔۔۔انتھونی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسری

طرف سے برائٹ مون نے اسے چند ہدایات دے کر فون بند کر دیا۔ انتھونی نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اچانک عمران کے ذہن میں ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کی آنکھیں یکلخت کھل گئیں۔ اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ آنکھیں کھلتے ہی اسے سر میں درد کے ساتھ اپنے جسم میں تیز جلن کا احساس ہوا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی کیچڑ سے بھری دلدل میں ہو۔ تیز بو سے اس کا دماغ پھٹا جا رہا تھا۔ اوپر سے گرتے ہوئے اس کا سر دلدل کے کنارے سے ٹکرایا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ فوراً بے ہوش ہو گیا تھا اور اب اسے سر میں درد کا احساس ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھی بھی بے ہوشی کی حالت میں اس کے قریب تھے اور سیاہ پوش، ساتھی، ساؤچی اور مسلح آدمیوں کی لاشیں بھی ان کے قریب موجود تھیں۔ انہوں نے چونکہ حرکت نہیں کی تھی اس لئے وہ دلدل میں ڈوبنے سے بچ گئے تھے۔

اسی لمحے سائیڈ کا ایک دروازہ کھلا اور عمران نے چار پانچ مسلح

افراد کو تیزی سے اندر آتے دیکھا۔ ان کے پاس بڑے بڑے فولادی ڈنڈے تھے جو آگے سے گول اور پھندے نما تھے۔ آگے بڑھ کر وہ دلدل کے کنارے پر آ کر رک گئے اور غور سے ان سب کی طرف دیکھنے لگے۔

''یہ سب بے ہوش ہیں۔ جلدی کرو۔ چیف کو پھندے سے پکڑ کر باہر کھینچ لو۔ جلدی۔''۔۔۔۔۔ ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے انہیں اندر آتے دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں اور نیم وا آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

''وہ رہا چیف۔ جلدی کرو۔''۔۔۔۔۔ اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا تو دو آدمی چیف کی طرف پھندے بڑھانے لگے۔ خود کو دلدل میں اور وہاں پھیلی ہوئی بو سے عمران کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ سب زہریلی دلدل میں ہیں۔ اور اگر وہ زیادہ دیر اس دلدل میں رہے تو ان کے جسم گل سڑ جائیں گے۔ اس لئے اسے فوراً کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔

عمران نے آگے آتے ہوئے ایک پھندے پر ہاتھ مار کر اچانک اسے پکڑا۔ دوسرے لمحے وہ کسی طاقتور دیو کی طرح دلدل سے نکلا اور اس کا جسم لہراتا ہوا دلدل کے کنارے جا گرا۔ اس نے پھندا پکڑنے والے آدمی کی مضبوطی کا فائدہ اٹھایا تھا۔ اگر وہ آدمی پھندے کا ڈنڈا چھوڑ دیتا تو عمران دوبارہ دلدل میں گر جاتا۔ لیکن وہ چونکہ دلدل کے کنارے سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اس لئے اسے

اس طرح دلدل سے نکلنے میں آسانی ہوگئی تھی۔ کنارے پر گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک مشین گن بردار پر جھپٹ پڑا اور وہ سب ارے ارے کرتے ہی رہ گئے اور مشین گن عمران کے ہاتھوں میں آ چکی تھی۔

دوسرے مشین گن بردار نے گن سیدھی کی ہی تھی کہ عمران کی مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے شعلے نکلے اور وہ آدمی چیختا ہوا الٹ کر گر گیا۔

''خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو اس کا انجام اس سے مختلف نہ ہوگا۔ اپنا اسلحہ پھینک دو۔ جلدی۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے گرجتے ہوئے کہا تو ان سب نے خوف بھرے انداز میں مشین گنیں پھینک دیں۔

''شاباش۔ اب پہلے میرے ساتھیوں کو دلدل سے باہر نکالو۔ جلدی۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو وہ مجبوراً پھندے آگے بڑھا کر عمران کے ساتھیوں کو باہر کھینچنے لگے۔ آخر میں انہوں نے سائٹی اور چیف کو بھی باہر کھینچ لیا۔

عمران کے کہنے پر وہ اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لانے لگے۔ چند ہی لمحوں میں تنویر، جولیا اور کیپٹن شکیل کو ہوش آ گیا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو مختصر واقعات بتائے اور پھر اس آدمی کی طرف مڑا جو باقی سب کو احکامات دے رہا تھا۔

''تمہارا نام کیا ہے۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا۔

''انتھونی۔ مم۔ میرا نام انتھونی ہے۔''۔۔۔۔۔۔ اس نے کہا۔

''ہمیں اس زہریلی دلدل میں کس نے گرایا تھا۔ میرے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دے دو۔ ورنہ۔ بولو۔ جلدی۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارنا پلیز۔''۔۔۔۔۔۔ انتھونی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تو بولو۔ جلدی بولو۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ انتھونی چونکہ محض کنٹرول آپریٹر تھا۔ اس لئے اس میں قوت ارادی نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اس نے عمران کو سب باتیں بتا دیں کہ کس طرح برائٹ مون کی کال آئی تھی اور کس طرح اس نے اس کی ہدایات پر عمل کیا تھا۔

''اوکے۔ یہ بتاؤ اس ہیڈ کوارٹر میں کتنے افراد موجود ہیں۔'' عمران نے پوچھا۔

''چیف کے باقی ساتھی بھی یہیں ہیں۔ ان سمیت یہاں تیس افراد موجود ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ انتھونی نے جواب دیا۔

''یہاں کتنے افراد کو علم ہے کہ تم، تمہارے ساتھی اور چیف یہاں موجود ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

''میرے اور ان کے سوا ابھی اس بات کا کسی اور کو علم نہیں ہے۔ میں خاموشی سے چیف کو یہاں سے نکالنے آیا تھا۔''۔۔۔۔۔۔ انتھونی نے کانپتے ہوئے کہا۔

”برائٹ مون کو دیکھا ہے۔“ ـــــــ عمران نے مشین گن اس کے سر سے لگاتے ہوئے کہا۔

”نن۔نہیں۔ وہ چیف کی طرح نقاب پہنتا ہے۔ وہ چیف سے اور کبھی کبھار چیف کا معلوم کرنے کے لئے مجھ سے بات کرتا ہے۔“ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ اب یہ بتاؤ آپریشن روم تک جانے کا کوئی خفیہ راستہ ہے جہاں ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ سکیں۔ یہ جان لو۔ تمہاری جان اسی صورت بچ سکتی ہے جب تم ہمیں بحفاظت آپریشن روم تک پہنچا دو گے۔“ ـــــــ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ ایک خفیہ سرنگ سے میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔ کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔“ ـــــــ انتھونی نے کہا تو عمران نے انتھونی کے دوسرے دو ساتھیوں کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ دیکھ کر انتھونی کا چہرہ خوف سے اور زیادہ بگڑ گیا۔

”چلو۔“ ـــــــ عمران نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کے اشارے پر کیپٹن شکیل نے بے ہوش چیف کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ انتھونی انہیں ایک سرنگ نما راستے سے گزارتا ہوا ایک لفٹ میں لے آیا اور پھر وہ لفٹ سے نکل کر ایک راہداری میں آ گئے اور پھر انتھونی انہیں آپریشن روم میں لے آیا۔

”کیپٹن اس انتھونی پر نظر رکھو۔ یہ کوئی غلط حرکت کرے تو اسے گولی مار دینا۔“ ـــــــ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے عمران سے

مشین گن لے کر انتھونی کی کمر سے لگا دی اور عمران آپریشن روم کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

وہاں ایسی کمپیوٹرائزڈ مشینیں تھیں جن سے ان گینگسٹرز کو مانیٹر اور کنٹرول کیا جاتا تھا۔ جن کے دماغوں میں چیف نے چپس لگا رکھی تھیں۔ عمران چند لمحے ان مشینوں کی ماہیت سمجھتا رہا۔ پھر وہ ان گینگسٹرز کی چپس بلاسٹ کر کے ان سب کو ہلاک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جو نادانستگی اور مجبوری میں ہی سہی مگر ملک کے حالات بگاڑنے میں ملوث تھے۔ پھر وہ خاموش ہو کر وہاں بیٹھ گیا۔ وہ ابھی ہیڈ کوارٹر کے حالات نہیں بگاڑنا چاہتا تھا۔ اسے برائٹ مون کا انتظار تھا جو انتھونی کے کہنے کے مطابق وہاں آنے والا تھا۔ ان سب کا ذمہ دار برائٹ مون ہی تھا۔ جس کی ایما پر پاکیشیا میں وار گینگ کو آنے اور وہاں کارروائیاں کرنے کا موقع ملا تھا۔ برائٹ مون کی شخصیت ابھی چھپی ہوئی تھی۔ عمران چاہتا تھا کہ وہ وہاں آئے اور اسے معلوم ہو سکے کہ برائٹ مون آخر ایسا کون سا انسان ہے جو یہ سب کچھ کرا رہا ہے۔

آپریشن روم کی سکرینوں پر ہیڈ کوارٹر کا سارا منظر اسے نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمارت کے باہر ایک ایمبولینس آ کر رکی اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں نے آٹومیٹک گیٹ کھلتے دیکھا۔ شاید آنے والے نے کسی ریموٹ سے گیٹ کھولا تھا۔

گیٹ کھلتے ہی ایمبولینس اندر آ گئی اور پھر ایمبولینس رکی اور اس میں سے ایک لمبا تڑنگا آدمی اچھل کر باہر آ گیا۔ عمران کی نظر جیسے ہی

اس آدمی پر پڑی وہ بے اختیار اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ گو وہ آدمی میک اپ میں تھا مگر عمران نے ایک نظر میں ہی اسے پہچان لیا تھا کہ وہ کون ہے۔

"تو یہ ہے برائٹ مون۔"۔۔۔۔ عمران نے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تم اسے پہچانتے ہو۔"۔۔۔۔ جولیا نے اس کی بڑبڑاہٹ سن کر کہا۔

"ہاں۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ برائٹ مون نے ایمبولینس سے باہر آ کر گیٹ کی طرف ایک ریموٹ کنٹرول کا رخ کر کے بٹن دبایا تو گیٹ بند ہو گیا۔

"کیا یہ یہاں آئے گا۔"۔۔۔۔ عمران نے انتھونی سے پوچھا۔ جو چپ چاپ کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ عمران کی بات سن کر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ تو عمران اور اس کے ساتھیوں کی نظریں سکرین پر جم گئیں۔ اسی لمحے اچانک انتھونی نے ایک ایسی حرکت کی جس کی کوئی خواب میں بھی توقع نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اچانک بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر کیپٹن شکیل کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکا دیا۔ کیپٹن شکیل جو مطمئن کھڑا تھا۔ اس کے دھکا دینے سے پیچھے کھڑے تنویر سے ٹکرایا اور وہ دونوں لڑکھڑا گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اچانک انتھونی نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور دروازے کی طرف بڑھا۔ جولیا نے جمپ لگا کر اسے پکڑنا چاہا۔ مگر انتھونی تو جیسے چھلاوہ بنا ہوا

تھا۔ اس نے فضا میں ہی قلابازی کھا کر خود کو جولیا کی گرفت میں آنے سے بچا لیا اور بجلی کی سی تیزی سے آپریشن روم کے دروازے سے نکلتا چلا گیا۔

"پکڑو اسے۔ اگر یہ نکل گیا تو برائٹ مون کو فرار ہونے کا موقع مل جائے گا۔"۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ جولیا فرش پر آ کر سیدھی ہوئی۔ اسی لمحے دروازے سے کوئی چیز اڑتی ہوئی اندر آ گری۔ یہ دیکھ کر جولیا ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکی۔ دوسرے لمحے وہ اس چیز پر جھپٹی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے بجلی سی کوندی ہو۔ دوسرے لمحے جولیا نے زمین سے اس چیز کو اٹھا کر کھلے ہوئے دروازے سے باہر اچھال دیا۔ باہر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جیسے چیخوں کا طوفان امڈ آیا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ جولیا نے حیرت انگیز اور انتہائی پھرتی کا ثبوت دیا تھا۔ انتھونی نے باہر جاتے ہی اندر بم پھینک دیا تھا جسے جولیا نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا۔ یہ واقعی مہارت اور پھرتی کی ایسی مثال تھی کہ عمران جیسا انسان بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا تھا۔

دھماکہ ہوتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے باہر دوڑا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اس کے پیچھے لپکے۔ باہر ایک آدمی کی لاش کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے جو انتھونی کے ہی ہو سکتے تھے۔ اس کے قریب ایک مشین پسٹل پڑا تھا۔ عمران ابھی مشین پسٹل اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ دائیں طرف سے تیز فائرنگ ہوئی اور گولیاں ٹھیک

عمران کے قریب ایک ستون پر پڑیں۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے ستون کے پیچھے آ گیا۔ فائرنگ کی آواز سن کر تنویر اور کیپٹن شکیل فوراً دیوار سے لگ گئے۔ سامنے سے دو مشین گن بردار فائرنگ کرتے بھاگتے ہوئے آ رہے تھے۔ کیپٹن شکیل نے فوراً ان پر فائرنگ کر دی۔ وہ جیسے ہی چیختے ہوئے گرے۔ تنویر فوراً بھاگ کر گیا اور ان کی مشین گنیں اٹھا لایا۔ اسی لمحے ہر طرف سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دھماکے اور فائرنگ کی آوازوں نے وہاں جیسے ہلچل سی مچا دی تھی۔

"اب ان سے جنگ کرنا ہی پڑے گی۔ میں تو ان سب کو زندہ گرفتار کرنے کا سوچ رہا تھا تاکہ انہیں عوام اور پوری دنیا کے سامنے بے نقاب کر سکوں۔ مگر"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً چھلانگ لگائی اور کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دوسرے ستون کے پاس آ گیا کیونکہ وہ جس ستون کے پاس پہلے موجود تھا۔ اس طرف ایک راہداری تھی اور راہداری سے اچانک دو مسلح افراد نکل آئے تھے اور انہوں نے عمران پر فائرنگ کر دی تھی۔ دوسرے ستون کے پاس آ کر عمران کسی لٹو کی طرح گھوما اور ان مسلح افراد پر فائرنگ کر دی۔ ساتھ ہی عمران نے چھلانگ لگائی اور اچھل کر ایک اور ستون کی آڑ میں آ گیا۔ اس بار دائیں طرف سے فائرنگ کی آواز گونجی تھی اور گولیاں عین اسی ستون پر پڑیں جہاں عمران موجود تھا۔ عمران نے گھوم کر فائرنگ کی تو دائیں طرف سے ایک چیخ بلند ہوئی

اور پھر تنویر اور کیپٹن شکیل فائرنگ کرتے ہوئے مختلف اطراف میں بھاگتے چلے گئے۔ عمران تیزی سے سامنے راہداری کی طرف دوڑا۔ اس طرف سے اس نے چار مشین گن برداروں کو نکل کر آتے دیکھا تو اس نے فوراً زمین پر چھلانگ لگا دی اور چکنے فرش پر تقریباً گھستا چلا گیا۔ زمین پر گھسٹتے ہوئے اس نے ان چاروں پر فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجے میں وہ چاروں تڑپتے نظر آئے۔ اور عمران اٹھ کر تیزی سے ان کی لاشوں کو پھلانگتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ اور پھر ہیڈ کوارٹر میں جیسے فائرنگ اور دھماکوں کا طوفان امڈ آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی وار گینگ پر موت بن کر ٹوٹ پڑے تھے اور انہوں نے وہاں موجود مجرموں کو چن چن کر ہلاک کرنا شروع کر دیا تھا۔

دھماکوں اور فائرنگ کی آوازوں سے سارا علاقہ گونج رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں سیکورٹی فورسز پہنچ گئیں اور پھر سیکورٹی فورسز اس عمارت میں گھس آئیں اور انہوں نے باقی بچنے والے مجرموں کو گرفتار کر لیا۔

ان فورسز کے ساتھ ان کا انچارج کیپٹن ہارون تھا۔ وہ عمران کو بخوبی جانتا تھا۔ عمران نے اس سے ہاتھ ملایا اور اس سے اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

کیپٹن ہارون نے چیف سمیت وار گینگ کے تین ممبران کو گرفتار کیا تھا جبکہ دھماکوں کی آوازیں سن کر برائٹ مون وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

دوسرے دن جب میڈیا نے چیخ چیخ کر اسرائیل کے تخریب کار وار گینگ کی حقیقت عوام تک پہنچائی تو پاکیشیا کے سہمے ہوئے عوام کے چہروں پر مسرت کے رنگ بکھر گئے اور وہ پرسکون ہو گئے۔

صدر مملکت اور پرائم منسٹر نے ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے عوام کو وار گینگ کے اصلی چہرے دکھا کر ان پر اسرائیل کی تمام سازش بے نقاب کر دی تھی۔

تمام شہروں سے کرفیو ختم کر دیا گیا تھا۔ سکیورٹی فورسز اب ان شدت پسندوں کے خلاف کارروائیاں کر رہی تھیں۔ جنہوں نے وار گینگ کی آڑ میں بلاوجہ ہی لوٹ مار اور قتل و غارت کا طوفان اٹھا رکھا تھا۔ اور عوام دیوانہ وار رقص کرتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل آئے۔ صدر مملکت اور پرائم منسٹر کی ولولہ انگیز اور پراثر تقریروں نے ان سب کے دلوں سے نفرت کی گرد صاف کر دی تھی۔

پاکیشیائی صدر اور پرائم منسٹر نے وار گینگ اور اسرائیل کی اس گھناؤنی اور مذموم سازش کا تاروپود بکھیرنے کا سہرا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سر پر باندھ دیا تھا اور اپنے ملک کی سیکرٹ سروس کی اس شاندار کامیابی پر عوام کی خوشیاں دوگنا ہوگئی تھیں۔

عمران کی کامیابی پر سب سے زیادہ خوشی سر سلطان کو تھی۔ چیف اور وار گینگ کے زندہ بچ جانے والے افراد کو سکیورٹی فورسز کی تحویل میں دے دیا گیا تھا۔ جن کا صدر مملکت نے عوام کے سامنے سرعام پھانسیاں دینے کے احکامات صادر کر دیئے تھے۔ تاکہ ان جیسے بے رحم اور درندہ صفت افراد کا عبرتناک انجام عوام اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور دوبارہ کسی کو پاکیشیا پر ایسے حالات پیدا کرنے کے بارے میں سوچنے کی بھی جرأت نہ ہو۔ پریذیڈنٹ ہاؤس کے خاص کمرے میں عمران اور اس کے سبھی ساتھی موجود تھے۔ ان سب نے پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ وہ صدر مملکت کی خصوصی دعوت پر وہاں مدعو ہوئے تھے۔ ورنہ ڈاکٹر فاروقی نے انہیں مکمل بیڈ ریسٹ دے رکھی تھی۔ وہاں سر سلطان سمیت آرمی اور دوسرے بڑے اداروں کے اعلیٰ عہدے دار بھی موجود تھے اور پرائم منسٹر بھی۔ عمران نے ممبران کو وہاں لانے سے پہلے ان کے ہلکے پھلکے میک اپ کرا دیئے تھے تاکہ وہ کسی کی نظروں میں نہ آ سکیں۔ وہاں موجود تمام اعلیٰ عہدے دار اور پرائم منسٹر ان سب کی طرف تحسین آمیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ جنہوں نے واقعی اپنی جانوں پر کھیل کر پاکیشیا کو یقینی تباہی سے بچا لیا

تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہاں صدر مملکت بھی پہنچ گئے اور پھر انہوں نے فرداً فرداً عمران اور اس کے ساتھیوں کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی کارکردگی کی تعریف اور توصیف کرنا شروع کر دی۔

"بس کریں جناب۔ اس قدر ہماری تعریف اور توصیف نہ کریں کہ ہم سر جھکا کر شرم کے مارے انگلیاں دانتوں میں دبا کر ناخن چبانا شروع کر دیں۔" ——— عمران نے شرمیلے لہجے میں کہا اور صدر مملکت سمیت وہاں سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اس میں شرمانے والی کون سی بات ہے۔ آپ سب کی کارکردگی ایسی ہے کہ اس کی جس قدر توصیف کی جائے کم ہے۔ آپ جیسے سپوت تو ہمارے ملک کا سرمایہ، افتخار ہیں۔" ——— صدر مملکت نے کہا۔

"سب کچھ ختم ہو گیا۔ مجرم پکڑے گئے ہیں۔ اسرائیل کی گھناؤنی سازشوں کے بارے میں ساری دنیا کو علم ہو چکا ہے۔ ملک میں بھی امن قائم ہو گیا ہے اور دھماکے کرنے والوں کو بھی اس بات کا احساس ہو چکا ہے کہ وہ کس طرح یہودیوں کی مکاریوں کے جال میں پھنس کر ناحق اپنی اور بے گناہ انسانوں کی جانوں سے کھیلتے رہے ہیں۔ صدر مملکت نے مجرموں کو سرعام پھانسیاں لگانے کا بھی حکم دے دیا ہے۔ مگر عمران بیٹے ابھی تک تم نے اس سارے کھیل کے اصلی ذمہ دار برائٹ مون کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ کون

ہے وہ۔ اور وہ ہے کہاں۔ میرے خیال میں جب تک اس اصلی مجرم کو نہیں پکڑ لیا جاتا۔ آئندہ آنے والے وقت میں خطرات اسی طرح برقرار رہیں گے۔" ——— سر سلطان نے کہا۔

"برائٹ مون۔" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیا آپ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔" صدر مملکت نے کہا۔

"جی ہاں۔ جانتا ہوں۔ بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔" عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا جانتے ہیں آپ۔ کہاں ہے وہ۔ کون ہے وہ۔" ——— پرائم منسٹر نے فوراً پوچھا۔

"اسے دیکھنے کے لئے آپ سب حضرات کو رات کا انتظار کرنا پڑے گا۔" ——— عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"رات کا انتظار۔ مطلب۔" ——— صدر مملکت نے حیرانی سے کہا۔ باقی سب بھی عمران کی طرف یوں دیکھ رہے تھے جیسے انہیں عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"برائٹ مون، چمکدار چاند کو کہتے ہیں اور چاند رات کو ہی نظر آتا ہے۔" ——— عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اور صدر مملکت کے ساتھ سر سلطان اور عمران کے ساتھیوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران پلیز۔ خیال کرو۔ تمہارے سامنے صدر مملکت، پرائم منسٹر اور ملک کے اعلیٰ عہدے دار بیٹھے ہیں۔" ——— سر سلطان نے اپنا غصہ مشکل سے ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ یہ سب بیٹھے ہیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ سب کھڑے ہیں۔" ——— عمران نے کہا اور سر سلطان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

"شرم کرو عمران۔ کسی کی تو عزت کا خیال کر لیا کرو۔" ——— جولیا نے جیسے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"ارے۔ تو کیا میں تمہاری عزت نہیں کرتا۔ میں تمہاری، ان سب کی بلکہ سب سے زیادہ تنویر کی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ" عمران نے کہا تو ان سب کے چہرے غصے سے بگڑتے چلے گئے۔

"میرے خیال میں عمران صاحب کو برائٹ مون کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔" ——— پرائم منسٹر نے کہا۔

"جانتا تو ہوں۔ مگر وہ کیا ہے کہ میرے باورچی نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر نہ صرف میرا معدہ چوپٹ کر رکھا ہے۔ بلکہ میرے دماغ کی بیٹریوں کو بھی ڈی فیوز کر رکھا ہے۔ کوئی بھی بات میرے ذہن میں رہتی ہی نہیں۔ بعض اوقات تو میرا دماغ غوطے کھانا شروع کر دیتا ہے کہ مجھے دن کی روشنی میں بھی سورج کی جگہ چمکتا ہوا چاند دکھائی دینا شروع ہو جاتا ہے اور رات کو چمکنے والے چاند کو دیکھ کر میں اسے سورج سمجھ بیٹھتا ہوں۔" ——— عمران نے اس قدر معصوم

سے لہجے میں کہا کہ صدر مملکت نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیئے۔

"چلیں ہمارے لئے یہی بہت ہے کہ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی وجہ سے ملک میں امن قائم ہو گیا ہے۔ ان حالات میں برائٹ مون بھاگ گیا ہو گا یا کہیں چھپ گیا ہو گا۔ میں دوسری ایجنسیوں سے کہہ کر اسے تلاش کراؤں گا۔ وہ جہاں بھی ہو گا ایک روز ضرور پکڑا جائے گا۔" ——— صدر مملکت نے کہا۔

"جج۔ جناب۔ اگر ناراض نہ ہوں تو ایک بات کہوں۔" عمران نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ضرور۔ فرمائیں۔ کیا بات ہے۔" ——— صدر مملکت نے فوراً کہا۔

"برائٹ مون یا چاند چہرہ ہمیشہ صنف نازک کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس میٹنگ ہال میں صرف ایک ہی برائٹ مون ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ سب کی موجودگی میں صفدر سے کہہ کر اس سے خطبہ نکاح پڑھوا لوں۔ آپ سب گواہ بن جائیے گا۔ اتنی بڑی اور عظیم شخصیات کی موجودگی میں اگر ایک چاند جیسا چہرہ مجھے مل جائے تو آپ کو اعتراض تو نہیں ہو گا۔" ——— عمران نے شرارت بھری نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر جولیا کا چہرہ شرم اور غصے سے سرخ ہو گیا۔ باقی سب بھی سمجھ گئے تھے کہ عمران یہ سب جولیا کے لئے کہہ رہا ہے۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔" ——— صدر مملکت نے اس بار

قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"کہنا نہیں۔ میں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔ برائٹ مون یہیں ہے۔ اس ہال میں ۔ کیوں جولیا۔" ـــــ عمران نے کہا اور جولیا نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

"بس کرو عمران۔ بہت ہو گیا۔ ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے۔" سر سلطان نے غصے سے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"ارے ارے۔ آپ تو ناراض ہو رہے ہیں۔ ایک منٹ۔ میں جولیا کے کان میں ایک بات کہہ دوں۔ پھر جولیا آپ کو خود ہی بتا دے گی کہ یہ برائٹ مون ہے یا نہیں۔" ـــــ عمران نے کہا اور اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا عمران کرسی سے اٹھا اور قدم اٹھاتا ہوا جولیا کی طرف بڑھا۔

اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر جولیا کا رنگ اڑ گیا۔ ممبران خاص طور پر تنویر کے چہرے پر یکلخت بے پناہ غصے اور بے بسی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

جولیا کی کرسی صدر مملکت کے دائیں طرف تھی اور ان کے پیچھے ان کا ملٹری سیکرٹری بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ عمران صدر مملکت کے پیچھے سے ہوتا ہوا بڑے اطمینان بھرے انداز میں جولیا کی طرف بڑھا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ایسی حرکت کی جسے دیکھ کر صدر مملکت سمیت سب اپنی اپنی جگہوں پر سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران جولیا کی طرف بڑھتے ہوئے یکلخت پلٹ کر ملٹری

سیکرٹری پر جھپٹ پڑا تھا۔ دوسرے لمحے ملٹری سیکرٹری عمران کے ہاتھوں پر اٹھتا نظر آیا اور عمران نے اسے ہاتھوں سے گھما کر پوری قوت سے صدر مملکت کے سامنے میز پر پٹخ دیا۔ ملٹری سیکرٹری کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی۔ مگر عمران نے اس کی گردن دونوں ہاتھوں سے دبوچ لی تھی اور ملٹری سیکرٹری تڑپتا ہوا دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔

"مسٹر عمران۔ یہ کیا حرکت ہے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔" صدر مملکت نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"حرکت میں ہی برکت ہوتی ہے جناب۔ میں حرکت نہ کرتا تو یہ صاحب حرکت میں آ جاتے اور پھر یہاں ایک زور دار دھماکہ ہوتا اور ہم سب کے ٹکڑے بکھر گئے ہوتے۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔" ـــــ صدر مملکت نے چونک کر کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ جولیا۔ اس کی جیب سے بم نکالو جلدی۔" عمران نے کہا تو جولیا عمران کی بات سمجھ کر تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے عمران کے بتانے پر ملٹری سیکرٹری کی جیب سے ایک تکونا بم نکال لیا۔ جسے دیکھ کر صدر مملکت اور وہاں موجود تمام افراد کی آنکھیں حیرت سے پھٹ پڑیں۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ بم۔ یہ۔ یہ اس کے پاس کہاں سے آیا۔" ـــــ صدر مملکت نے جیسے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا سب سے بڑا مجرم۔ انڈرورلڈ کا بے تاج بادشاہ اور

پاکیشیا کا دشمن اور اسرائیل کا ایجنٹ برائٹ مون یہی ہے جناب۔ اسے خطرہ تھا کہ شاید میں یہاں آ کر اس کا بھانڈا پھوڑ دوں گا۔ ایسی صورت میں یہ یہاں اپنے ساتھ ہم سب کو بھی اس بم سے ہلاک کر دینا چاہتا تھا۔" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مگر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ برائٹ مون ہے۔ اور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کے پاس بم ہے اور یہ اس بم سے ہمیں ہلاک کرنا چاہتا تھا۔" ـــــ صدر مملکت کے بجائے پرائم منسٹر نے کہا۔

"جب یہ وار گینگ کے ہیڈ کوارٹر میں آیا تھا تو میں نے اسے پہچان لیا تھا جناب۔ یہاں اس کی پھولی ہوئی جیب دیکھ کر مجھے اس کے پاس بم ہونے کا پتہ لگ گیا تھا۔ اس کا بم لانے کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ یہ سب آپ بھی سمجھ سکتے ہیں۔ میں اتنی دیر سے اسی لئے الٹی سیدھی باتیں کر رہا تھا کہ اسے مجھ پر شک نہ ہو سکے اور یہ یہاں کارروائی نہ کر سکے۔ پھر مجھے موقع مل گیا۔ یہ میری باتیں سن کر یہی خیال کر بیٹھا تھا کہ میں نے اسے نہیں پہچانا۔ بم تو اس کی جیب سے نکل چکا ہے۔ اب اس کا اصلی چہرہ بھی دیکھ لیں آپ۔" عمران نے کہا اور پھر اس نے ملٹری سیکرٹری کے چہرے سے ایک پتلی سی جھلی اتار لی۔ اب ان کے سامنے ایک غیر ملکی پڑا تھا۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر مکا مار کر اسے بے ہوش کر دیا تھا تاکہ وہ کوئی غلط حرکت نہ کر سکے۔

عمران کی باتیں سن کر وہ سب اسے قابل ستائش نظروں سے دیکھنے لگے۔ بلکہ عمران کو اصلی مجرم سامنے لاتے دیکھ کر سر سلطان کا سینہ فخر سے کئی انچ پھول گیا تھا۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ اسی وقت عمران کو اٹھا کر باقاعدہ رقص کرنا شروع کر دیتے۔

عمران نے نہ صرف وار گینگ سے پاکیشیا کو بچا لیا تھا بلکہ اس نے یہاں موجود صدر مملکت، پرائم منسٹر اور دیگر بڑے بڑے عہدے داروں کی زندگیاں بھی بچالی تھیں۔

"مجھے آپ پر فخر ہے مسٹر عمران۔ آپ واقعی انتہائی دور اندیش اور انتہائی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ ہم آپ کی باتوں کو مذاق سمجھتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ آپ کے مذاق کے پیچھے کس قدر سنگین حقیقت پنہاں ہوتی ہے۔ آپ واقعی خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اور آپ جیسے انسان کو میں دل کی گہرائیوں سے سلام کرتا ہوں۔" ـــــ صدر مملکت نے جذباتی لہجے میں کہا اور ساتھ ہی انہوں نے عمران کو سیلوٹ کر دیا۔ ان کے دیکھا دیکھی سب کے ہاتھ سروں کی طرف بڑھ گئے۔ وہ سب اسے سلام پیش کر رہے تھے۔

"صرف سلام۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ یہاں مجھ غریب کی شنوائی ہو جائے گی۔ صفدر آپ سب کی موجودگی میں بلکہ آپ سب کو گواہ بنا کر میرا نکاح پڑھا دے گا اور آپ سے مجھے موٹی تگڑی سلامی ملے گی۔ مگر سلامی نہیں صرف سلام۔" ـــــ عمران نے مایوسی کے عالم میں کہا اور اس کی بات سن کر اور سمجھ کر وہ سب بے اختیار ہنس

دیئے۔

ملٹری سیکرٹری کو ملٹری سیکورٹی والے باندھ کر لے گئے۔ صدر مملکت اور پرائم منسٹر نے اس کے لئے بھی سزائے موت کا اعلان کر دیا تھا۔

ختم شد